Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

343

343 ~~33~~

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम तक़दीर व तवक्कुल

लेखक गंगोत्री दास म्युन कामिरन

प्रकाशन वर्ष 1904

आगत संख्या 343

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्
पुस्तक संख्या 2/८४
पञ्जिका-संख्या 25543
पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई सज्जन पन्द्रह दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकते। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

343
पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

او

جس میں غفلت و شرارت سے بچنے از دین و دنیا و قناعت اور دعا میں مخلصی کا بیان

CHECKED 1973
Initial

تحفۂ تقدیر و توکل

جس کو
گنیش داس میونسپل کمشنر قصبہ ترن تارن
ضلع امرتسر نے نوع انسان کی بھلائی کیلئے
مرتب کیا
اور
مئی سنہ ۱۹۰۴ء میں پہلی دفعہ

مطبع پریس کمشنری امرتسر کے اہتمام سے
منیجر چھپکر شائع ہوا

343,U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تحفہ

اِن چند اوراق کو میں

اپنے ہونہار باوقار

مگر آرام طلب عزیز

سردار شیونا تھ رائے

خاندانی رئیس موضع مٹھرو و مالک موضع

شیوناتھ پور تحصیل ترنتارن

ضلع امرتسر کے نام ارپن

کرتا ہوں

مصنّف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمہید

زمانہ کی نیرنگی۔ دن رات کے تغیر و تبدل نوع بنوع کے انقلابات کی عبرتناک تصویرین آنکھون کے سامنے پیش کر رہی ہین۔ اس گلستان جہان مین جسنے اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا اوسکو ایک نرالی ہی ڈھنگ مین عجیب و غریب شکلین بدلتا نظر آیا! جس جگہ پر کل بہہ تھا وہ دریا ٹھاٹھین مار کر بہہ رہا تھا آج کف دست میدان پڑا دکھائی دیا! کہین اس سطح زمین کا وہ سرسبز اور شاداب ٹکڑہ جو کل گلزار ارم سے ہرا بھرا کھڑا تھا آج جنگلی درختون اور خار و خارا چہاڑیون سے لق و دق پایا! کل جن بادشا عالی جاہ کے رعب و داب کا ڈنکہ روئے زمین پر بج رہا تھا آج اوسکی لاڈلی اولاد کو اسنے در بدر رولایا! کل جس سرزمین کے باشندے علم و ہنر۔ دانشمندی اور بہادری مین یکتا تھے۔ آج اوسکی نسل کو اسنے خس و خاشاک سے بدتر کر دکھایا! الغرض جب زمانہ کا تقاضا ہی دمبدم کروٹین بدلنے اور ایک حالت پر قائم نہ رہنے کا ہے تو ہر شی کی تبدیلی ایک قدرتی اور لازمی امر ہے اس مین کسی فرد بشر کا کچھہ اختیار اور دخل نہین بلکہ جیسے ہر آن لمحہ مین تمام دنیا کی چیزین رنگ و صورت اور حالت تبدیل کرتی ہین ویسے آدمی کا حال ہے کبھی بچہ کبھی بوڑھا۔ کبھی غریب کبھی امیر۔ کسی وقت خوش و خورم۔ اور کسی دم رنج و الم سے پر۔ غرضکہ یہ ممکن نہین کہ وہ تغیرات کی لازمی چوٹ سے کسی طرح بھی بچ سکے کیونکہ تبدیلی تقاضائے قدرت ہے۔ وہ جو لوگ اسکے دائمی انقلاب سے واقف ہو چکے ہین اسپر مطلق اعتبار نہین کرتے ہین اور نہ اسکے گرداب مین پھنس کر بیدل اور مایوس ہو جاتے ہین بلکہ مشکلات سے بدیدہ سعی مخلصی حاصل کرنیکی خاطر اسکے موافق چال چلتے ہین جیسا کہ مشہور عالم ہے۔ شعر۔ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔ مگر جو اوسکی کج رفتاری سے نہ ہراساں ہوکر بھروسہ کرتے یا ہٹ دھرمی کے ساتھ مقابلہ کو مستعد ہو جاتے ہین وہ ذلیل شطرنج کی طرح مار کھاتے شدہ وقت بیوقت پٹتے اور اپنا سفر وسازک کے ان لوگون سے جو پیچھے رہ جاتے ہین جو زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہین اور وقت نکل جانے کے بعد کف افسوس ملتے

343;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور پیچھے رہجانے کا ثمرہ پاتے ہین ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد — ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

اسکی صداقت کے لئے ہندوستان کی ہی نظیر کافی ہے کہ جسکے باشندے خوشحال قومون اور فارغ البال ملکون کے افراد کو دیکھکر آہ سرد کھینچتے اور رشک سے کہتے ہین کہ ہم کیون اس خوشگوار منزل سے کوسون دور ہوگئے ؟ کیا وجہ ہے کہ پرمیشور نے ہمارے ساتھہ بہی ایسی فیاضی نہین کی جس سے اور مستفید ہو رہے ہین۔ اوہ! یہ کیسی دردناک حالت ہے جو دردمند کے دل سے چیخ نکلے بغیر نہین رہسکتی ؎

درد دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کیلئے کچھہ کم نہ تھے کروبیان

غالباً اس امر سے کسیکو انکار نہین ہوگا کہ کارن کے بغیر کوئی کارج نہین ہوتا ہے بلکہ ہر اسباب کا ایک سبب ضرور ہوتا ہے اسواسطے جب پرشارتھہ ہی جو علم و فضل ہنر و فن ہمت و استقلال وغیرہ اوصاف انسانی اور ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی کا جزو اعظم نہان نہ رہا اور بجائے اسکے ہر ایک کام جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی بہلائی اور بزرگی کا دار و مدار پرالبدھ اور قسمت پر رکہا گیا تو آرام و آسائش اور خوشحالی وغیرہ جملہ کاروبار پر زوال آنا شروع ہوگیا اور رفتہ رفتہ اس بے بنیاد و عارضی مسئلہ کی پیروی سے ہندوستانیون کی وہ حالت ہوئی جو ناگفتہ بہ ہے۔ ایکطرف بیچارے بیگناہ گؤائین قومی پیشواؤن اور خاندانی سرپرستون کے سر پیٹ پیٹ کر رو رہی ہین دوسری طرف والدین اپنی عزیز اور ہونہار اولاد کی بیوقت موت کے درد و غم مین نیم بسمل ہو رہے ہین نہ صرف مارل معاملات مین ہی بلکہ سوشل حالات مین بہی ایسی گڑبڑ ہو رہی ہے کہ جسنے موجودہ زمانہ کے لائق لکچرارون ڈاکٹرون اور لیڈرون کے دانت کہٹے کردئیے ہین و ٹڈی دل اور آتشزدگی وغیرہ آفات ارضی و سماوی نے اگرچہ ملک کو تہ و بالا کر ڈالا ہے۔ بیروزگاری اور افلاس کا مرض روز بروز بڑہتا چلا جا رہا ہے۔ قحط سالی۔ کالرہ اور طاعونی بخار نے سب سے بڑہکر ہاہاکار مچا رکہا ہے۔ الغرض کوئی سمت ایسی نہین کہ جسکی ہوا کسی قسم کی خوشبو لاتی یا کوئی نیک امید دلاتی ہو اسواسطے دیکہنے کو کہین لیجو تو کوئی شخص بہی ایسا نظر نہ آئیگا جو اپنی گری ہوئی حالت پر متاسف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ ہوتا ہو مگر ان میں اس افسوس کے رفع کرنیکی قابلیت ہی نہیں ہی کیونکہ وہ اپنے معراج کے محل کا پہلا زینہ کوشش کا خود ہی مدتوں سے مسمار کر چکے ہیں اور وہ ایسی حالت میں اور بھی پست ہمت ہو جاتے ہیں جبکہ چاروںطرف سے اصلاح کی پکار کا کوئی تسلی بخش نتیجہ نہیں دیکھتے کبھی یہ دل تماشاگاہ صید عیش و مسرت تھا - اب اسمیں حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہیں

پھر ہندوستان کی ترقی کا راز کیا ہی؟ اگرچہ یہ سوال نہایت دقیق اور غور طلب ہی تاہم تاریخ بتلاتی ہے کہ کوئی قوم پھیل و پھول نہیں سکتی نہ کوئی ملک سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے جبتک کہ وہ اپنے قوم ملک کی بہبودی و بہتری کیلئے ہمہ تن کوشش ہی میں کو تاہی نہ لاوے اور دل و جان سے یہ عہد نہ کرلیوے کہ اوسوقت تک ہم پر شراب و کباب - راگ و رنگ ناچ و تماشہ اور عیش و عشرت کے کل سامان حرام ہونگے جبتک کہ وہ اپنے جاہل - غمزدہ یتیم اور فاقہ مست بھائیوں کو علم و ہنر کے بے بہا زیور سے آراستہ کرکے انسانیت کی قدر و منزلت کے قابل نہ بنا وینگے مگر یہ عروج و کمال اُس حالت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ جب اسکے تمام باشندوں میں بلا تمیز و تفریق مذہب و ملت کے برادرانہ ہمدردی اور محبت مادری کی بے مثل طاقت کام کرنیوالی ہو اور وہ اپنے ہموطنوں کی دکھ درد میں اس طور پر شریک ہوں کہ گویا یہ حادثات خود انہیں پر واقع ہو رہے ہیں ؎

چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔۔۔ دگر عضوہا را نماند قرار

اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان کے باہمی انٹرسٹ متضاد ہیں مگر یہ حقیقت انکی یہ رائے صحیح نہیں ہے کیونکہ ہم سب نے ایک ہی خطہ زمین اور طریق سے پیدائش اور پرورش پائی ہے - ایک ہی حاکم حقیقی اور مجازی کے احکامات کے ماتحت ہیں قانون قدرت - آئین سلطنت میں مساوی حقوق رکھتے ہیں - ہماری پولیٹیکل شکایتیں بھی یکساں ہیں - ہماری مفلسی بیکسی - ادبار و تنزل سب ایک پایہ رکھتے ہیں - اسی بنیاد پر سر سید مرحوم نے دونوں قوموں کو چولی دامن کے ساتھ تشبیہ دی ہی - اگر سر سید کی کوشش دونوں کے واسطے یکساں نہ ہوتی تو انکے مشن کی کامیابی میں اہل ہنود کی جانب سے کیوں امداد دیجاتی علی ہذا اب بھی دن رات فنڈ کی فراہمی میں ہندو بھائی بطریق سابق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حصہ بلد رہے ہیں اسلئے اگر ہم مرحوم جرمن بزرگ کے قدم بقدم چلنا اختیار کریں تو یقیناً ہماری
بھلائی بہتری اور ترقی ہمارے اپنے ہاتھ میں ہو جاوے کیونکہ اسوقت بھی ہم خود ہی
ایکدوسرے کی صنعتی تجارتی تمدنی یا کسی اور قسم کی ترقی دیکھکر حسد کی جلن سے بیتاب
ہو رہے ہیں حالانکہ حسد عزت و اقبال اور آسائش کیلئے ایک قسم کا گھن ہے اور اس سے
محسود کو کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے بلکہ سب سے پہلے حاسد کا دل حسد کی آگ سے جلکر کباب
ہو جاتا ہے کہتے ہیں کہ ایک عورت کا لڑکا مر گیا دوسری عورتوں نے اسکو رونے سے
منع کیا اوسنے جواب دیا کہ میں اپنے مردہ بیٹے کو نہیں روتی ہوں ہمسایہ کے لڑکے کو اچھلتا
کودتا دیکھکر صبر و قناعت سے مجبور ہوں پس بجائے اس مخالفت کے اگر ہم باہم ملکر کام کرنا
سیکھیں یا وقت پڑے پر ایکدوسرے کا ہاتھ بٹائیں تو ایکدم میں تمام مشکلیں حل ہو جائیں چنانچہ
سر سید فرماتے ہیں ؎ رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت ۔ صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی
ہماری مہربان سرکار انگلشیہ دام اقبالہ کی انصاف پسند اور امن دوست
سلطنت اور تعلیم عام کی بدولت ہر ایک مذہب و ملت اور فرقہ کے ہونہار نوجوانوں تک
انگریزی علم و ادب اور شائستگی کی روشنی پہنچ گئی ہے اور جبسے باشندگان انگلستان
کی تہذیب کا اثر ہندوستان کے ہونہاروں پر پڑا ہے اوسوقت سے ہمارے بہت
سے بیجا تعصبات دور ہو گئے ہیں مثلاً ریلوے کی سواری میں کاہن اور کمین لوگ اکٹھے
سفر کرتے ہیں مدارس میں اونچی یا نیچی ذاتوں کے طالب علم ایکہی جگہ بیٹھکر تعلیم پاتے ہیں
شفاخانوں میں اعلیٰ و ادنیٰ لوگ ایک ہی قسم کے علاج سے صحت یاب ہوتے ہیں سرکاری
دفتروں میں کام کرتے ہوئے بے تکلف ایکدوسرے سے ملتے جلتے ہیں مگر ان میں وہ
نفرت اور کدورت تو ابھی نہیں رہی جو ایسی حالت میں ہم سے پہلوں کو پیش آتی تھی
علیٰ ہذا تیس چالیس برس پہلے ہندوستان میں تعلیم نسواں کی سخت مخالفت تھی کیونکہ اس
وقت میں یہ ایک نیا شگوفہ نکلا آتا تھا اور عام لوگوں کو اندیشہ تھا کہ اس سے ہمارے ہاں بہت
سی خرابیاں واقع ہونگی اور نہیں خطرہ تھا کہ جسوقت عورتیں علم و عقل حاصل کرینگی اونکی خدمت
نیکیوں اور وفاداری و جانثاری جو ہم میں فرق آجائیگا لیکن یہ قصہ اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت سے تغیرات ہو گئے جنکی فی زمانہ ضرورت تھی۔ ایک زمانہ تھا جبکہ ہندوستان سے باہر نکل کر دوسرے ممالک میں جانا نہ صرف ممنوع ہوتا تھا بلکہ اٹک سے پار اُترنا ایک گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا مگر ایک وقت یہ ہے کہ جبکہ سناتن دہرم مہامنڈل کیطرف سے جاپان کی مذہبی کانفرنس میں اپنے پرچارک بھیجنے کی تجویز ہو رہی ہے الغرض برف۔ سوڈا واٹر۔ سیگرٹ۔ واٹر ورکس انگریزی شراب اور ادویات نے وہ تمام اعتراضات دور کر دئیے ہیں جن پر پہلے لوگ ناراض ہو کر ایکدوسرے کو علیحدگی کی دھمکی دیا کرتے تھے۔ تاہم یہ تبدیلی سوائے معدودے چند معقولیت سے نہیں بلکہ زیادہ تر تقلیدی طور پر وقوع میں آئی ہے اور قوم و ملک کا بہت بڑا حصہ قریب تر کے جو لیسے علمی معقولات کا پابند ہے ہنوز اسکی مخالفت پر کمر بستہ ہے اور یہی سبب ہر ایک قسم کی ہندوستانی سوسائٹی کی ناکامی کا ہے اور اسکو بیدار کرنیکی سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ جبتک اندرونی مخالفت دور نہ ہوگی تبتک ملکی و مذہبی یا قومی بھلائی عنقا ہوگی تلسی داس کا وچن ہے۔

آسا اشٹ ادپاشا کہاں پان پہراوا — جہان کہٹ مل یہ ایکہی نہان ہنتر باجال

انسان طبعی طور پر بچپن سے ہی نقل کرنیکا عادی ہے اور اس نقل و حرکت کے پیدائشی مادہ اور قدرتی رہنما کی تحریک سے ہی تعلیم و تربیت اور معلومات کو وسعت دیتا اور جو کچھ دنیا میں کر سکتا ہے کرتا ہے تاہم بسا اوقات دینی یا دنیوی ترقی اور بہبودی یا بالخصوص [illegible] میں پیش رغبت اور نصیب پر الزام لگاتا اور اون پر بہروسہ کر کے بیٹھ جاتا ہے مگر چونکہ یہ امر مسلمہ علم و ذاتی تجربہ کے خلاف اور عدل و انصاف سے بعید ہے اسلئے میں اپنے قومی بزرگوں و بھائیوں کی توجہ اور غور و فکر کے لئے تصنیف رسالہ [illegible] عالم ہے تو [illegible] کے متعلق چند سطور پیش کر کے امید کرتا ہوں کہ اسکے ملاحظہ سے اگر کسی ایک بھائی کے بھی پیاسے ہوئے دل اور مایوس دماغ کو تر و تازگی حاصل ہوگی تو میں سمجھونگا کہ میری محنت رایگان نہیں گئی۔

برگ سبز است تحفۂ درویش — گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپکا تابعدار گنیش داس سابق قانونگو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تت اوم ست

برمہہ

دانایان حکمت الہی کا فرمان ہو کہ فلک الافلاک صاف وسادہ ہے اور جملہ کواکب و ثوابت اور سیارگان کی گردش اسکے دور کی متعلق ہو یونانی حکماؑ کی رائے ہو کہ فلک البروج تیس ہزار سال مین دورہ کرکی اول مقام پر آتا ہو زحل تیس سال مشتری تیرہ سال مریخ ایک سال چھہ ماہ شمس ایک برس ہرہ کچھہ روز کم بارہ ماہ عطارد گیارہ مہینے اور قمر قریباً ایکماہ مین اپنا دورہ ختم کرتا ہے اور تمام حوادث عالم کی تاثیر ان کواکب و ثوابت وغیرہ کے اثر سے ہوتی ہے اوس بارہ مین حکماء ہند و یورپ کی رائے باہم موافق ہے کہ کسوف و خسوف اور تحویل آفتاب ہر ایک کے حساب سے برابر ہوتے ہین۔ فصول و موسم اور نشو و نما بناتات۔ جمادات اور حیوانات کو ہر کوئی ان سے منسوب کرتا ہے البتہ اختلاف ہے تو یہ کہ اہالیان یورپ سعد و نحس کواکب کو کسی فرد بشر پر مانند حکماء ہند اعتبار نہین کرتے ہین جو حق بجانب اونکے ہو کیونکہ ہندوستان کے پلیگ زدہ علاقہ جات مین اسوقت تک جسقدر مردم مبتلائے مرض طاعون ہو کر راہی ملک عدم ہوئے ہین اون مین سب سے بڑھکر مستورات نے حصہ لیا ہے اون سے کم ان لوگوں نے جو عورتون کی طرح چاردیواری کے اندر بیٹھہ کر اپنا کام و کاج کرتے۔ خود میلے رہتے اور اپنے لباس و اسباب اور مکان کو میلا رکہتے یا جہالت کے سبب تقدیر و توکل کے بہروسہ پر زندگی بسر کرتے ہوئے مریضون کو علیحدہ نہین کر سکتے ہیں۔ کیا یہ سب بدبخت اور بدنصیب تھے یا کسیکی جنم پتر کا ین سالہ گہرانے کا بے چراغ ہو جانا رقم تہا یا خاصکر نوجوان مرد اور عورتون نے ہی باہم ملکر کبہی کوئی ایسا فعل کیا تہا کہ جس کی پاداش مین انکو بچون اور بوڑہون مین سے چن چن کر نکالا گیا؟ نہین نہین ہرگز نہین بلکہ یہ ایک سوداوی مرض ہے جو بمقابلہ بلغمی مزاجون کے دموی طبیعتون پر حاوی ہوتی ہے جیسے کالرہ (ہیضہ) پانی کے ذریعہ پہیلتا ہے ویسے یہ ہوا کے وسیلہ موثر ہوتی ہے اور یہ ایک عام تجربہ کی بات ہو کہ جن لوگون نے مانند ملازمان سرکار کی بیماری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے اثر سے پیشتر ٹیکا کرانا۔ سکونتی مکان۔ محلہ۔ کوچہ۔ بازار۔ گاؤن یا شہر مین غیر معمولی چوہون
کے مرنے کا نوٹس پاتے ہی اوسکو چھوڑ دیا۔ یا جنہون نے شغل زراعت پیشہ لوگون کے
اور کسی مناسب احتیاط کو کام مین لایا ہے وہ اس مرض کے صدمہ سے بال بال بچ گئے ہین
اور جو احتیاط۔ کوشش و کشمکش اس مرض کیلئے لازم ہے وہی دیگر امراض و امورات کی واسطے
لابد اور ضروری ہے کہ بغیر توجہ اور غور و فکر کے کوئی کام دین و دنیا کا نہین نکلتا ہے لیکن جب
ہمارا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہمکو ہر امور مین غور و فکر اور کوشش کرنیکی تاکید ہدایت کرتا ہے
تو دیدہ و دانستہ اپنی بے بہا اور نایاب زندگی کو قسمت کی کہنہ اور موہوم خیال کے سپرد کر دینا
شرف انسانیت سے سراسر بعید ہے چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ انسان کیلئے کسی ایک
ہی جگہ پر کھڑا رہنے کیلئے کوئی جگہ مقرر نہین ہے جو شخص جس سمت مین کچھہ سیکھتا اور اوس مین
ترقی کرتا ہے اوسکے لئے اوسکے محاذ یا برعکس سمت مین تنزل کرنا لازمی ہے مثلاً جو شخص کوئی علم یا
ہنر حاصل کرتا ہے وہ جہالت اور بے تمیزی سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور جو جس حد تک اپنے
آپ کو پاک بناتا ہے اوتنا ہی وہ ناپاکی کے دائرے اور حدود سے باہر نکل آتا ہے اور
اس کلیہ قاعدہ یا قانون سے کوئی ایک فرد بشر بھی مستثنیٰ یا بری نہین ہے ؎

دہیان رہنا شرط ہے اس نرگس مخمور کا ۔ فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

گردش افلاک کو مقدر سے تشبیہ دیتے ہین اور مقدر و تقدیر کو بالمعنے واحد سمجھتے ہین لیکن بقول کسی کے

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ۔۔۔ این حرف معما نہ تو خوانی و نہ من

تقدیر کی کیفیت مجہول ہے یہ معلوم نہین کہ امسال سست یا قحط ہوگا۔ کون مرے اور کون
پیدا ہوگا اسکے نسبت ہمین مداخلت ہو نہین سکتی ہے مگر تدبیر کی حقیقت ہر ایک کو معلوم ہے کہ جو علم حاصل
کریگا وہ عالم۔ منشی پنڈت یا پادری کہلاویگا جو زراعت کریگا وہ خرمن اوٹھاویگا اور جو کسی
کام کے کرنے کو قصد کریگا اگر کل کو نہ پاویگا تو محروم مطلق بھی نہ رہیگا مثلاً آسمان سے برف
پڑتی ہے عقلا نے اوسکے خلط و مادہ کو تلاش کر کے کل سے برف کو بنا لیا ۔ ابر سے بخارات
کا اندازہ کر کے حرارت کے ذریعہ سے جہان جی چاہا مینہ برسا لیا۔ برق کی ماہیت معلوم کر کے اوس
سے کئی آلے تیار کر لئے الغرض عناصر۔ کواکب۔ جمادات نباتات۔ حیوانات ناطق و مطلق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سماعالم وطلسمی وغیرہ کی کیفیت جسقدر کہ ظاہر جو بیان ہے یہ سب علما کے غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کوئی معقول قدرتی ہو یا مصنوعی جو حکما اونکے خلط و مادے اور علت و اسباب کو تلاش کرتے ہیں اگر نہیں پاتے ہیں تو اپنی عقل کا قصور قرار دیتے ہیں مگر جہلا اپنے دل و دماغ میں غور و فکر کو نہیں رکھتے ہیں اسواسطے جو کچھہ اونکے روبرو پیش ہوتا ہے اوسکو از جانب رحمان یا شیطان۔ بہوت و چڑیل جن و پری یا سحر کرامات تصور کرتے ہیں عقلمند اگر ایک تدبیر سے کامیاب نہیں ہوتے ہیں دوسری تجویز کو کام میں لاتے ہیں دیکھو محمود غزنوی کئی دفعہ ہندوستان پر حملہ آور ہو کر پسپا ہوتا رہا مگر اوسنے ہمت و استقلال اور مضبوط ارادے کو نہ چھوڑا اسلیئے کامیاب ہو گیا۔ ہے آدمیت سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ ۔ پست ہمت یہ نہ ہوئے پست قامت ہو تو کچھہ

تاریخی معلومات اور گذشتہ واقعات سے درگذر کر کے موجودہ حالت پر نظر کیجئے کہ امریکہ کے مشہور و معروف اور نامی گرامی ڈاکٹر شل نیبلڈ کا دعویٰ ہے کہ اگر موت کسی اعضائے رئیسہ کے ضائع یا خراب ہو جانے کی وجہ سے نہ ہوئی ہو تو وہ مردہ کو زندہ کر سکتا ہے اوسنے کتنے ہی کے بہت سے جانوروں پر اوسنے تجربہ بھی کیا ہے ایسا ہی ایک روسی ڈاکٹر نے بھی کئی مردہ بچوں کو زندہ کر دیا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ یورپ کے سائنس دانوں نے علم سائنس کی بدولت انسانی زندگی کو خوشگوار بنانے میں وہ حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے جو تمام دنیا میں مانند آفتاب کے تاباں ہو رہی ہے۔ مٹی کیچڑ اور راکھ جیسی ادنیٰ چیزوں یا چیتھڑوں کے کم قیمت لوہے و پیتل وغیرہ سے ہزاروں روپیہ کی اشیاء تیار کر کے اپنی قوم و ملک کو مالا مال کرتے ہیں اور ایکدوسرے کے مقابلہ میں لاکھوں نہیں کروڑوں ہی کے صرف یا نقصان سے وہ انتظام کرتے ہیں کہ جنکو ہمارے قومی پیشوا۔ مذہبی لیڈر یا ملکی بہائی سمجھہ بھی نہیں سکتے ہیں الغرض اگر کسی تجویز یا تدبیر میں ناکام بھی رہتے ہیں تو عالم لوگ تدبیر سے غافل نہیں ہوتے ہیں بلکہ بے موقع کوشش یا نااہلی کا نتیجہ سمجھہ لیتے ہیں مگر جاہل و بیوقوف ایسے واقعات کو گردش افلاک کے ذمہ لگا کر مشیت ایزدی سے مایوس ہو جاتے ہیں حالانکہ قسمت کوئی کام بغیر علت و اسباب کے نہیں کرتی ہے یعنی مینہ بغیر بادل کے نہیں برستا ہے تاریکی بغیر حجاب آفتاب و ماہتاب کے نہیں آتی ہے اولاد بغیر مجامعت مرد و مادہ کے تولید نہیں ہوتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور نہ موت بغیر ضعف، بیماری یا قتل کے نیکے آتی ہے غرضکہ تقدیر کوئی کام بدست خود نہیں کرتی ہے بلکہ تدبیر کے ہاتھوں سے کراتی ہے گویا تقدیر کو کسی نے دیکھا نہیں مگر تدبیر کا حال ہر ایک کو معلوم ہو جاتا ہے۔ تیمور، بابر، ہمایوں اور اکبر نے کس طرح ہند پر تصرف کیا۔ محمد شاہ و واجد علیشاہ اور سکھوں نے کیونکر سلطنت کو کھویا۔ یا اس امن و چین کے زمانہ میں قلیل مسلمان بمقابلہ کثیر تعداد ہندوؤں کے کیوں ہر میدان میں غالب آ رہے ہیں پس واجب ہے کہ قلبہ رانی تخم ریزی۔ آبپاشی اور نگرانی تدبیر سے کیجاوے اور حصول پیداوار کی مقدار مقدر پر چھوڑ دیجاوے

تقدیر و توکل کی تعریف میں کہتے ہیں کہ مثل جانوروں کے شب کو بے توشہ سو رہتے ہیں۔

بچے خرچ نہ بندے پنچھی تے درویش — جنہاں نوں تقوی ربدا اونہاں نوں رزق ہمیش

مگر جب دیکھتے پھرتے شکار کرتے اور ہر طرف آب و دانہ کی تلاش میں رہتے ہیں تو پھر وے متوکل کیونکر ہو سکتے ہیں اگرچہ جانور بہت چیزوں کے محتاج نہیں ہیں مگر پھر بھی جو چیزیں انکو درکار ہیں انکی تلاش کو حتی المقدور سعی کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔ اپنے آرام و آسایش اور بچوں کی پرورش کو گھونسلے بناتے اور جاتے چیونٹی سے اکثر خوراک جمع کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنے دشمنوں سے انتقام لینے اور پولیٹکل چال چلتے ہیں۔ آدمی اگر انکی پیروی کرے تو حیوان سے زیادہ حقیر ہو جاوے کیونکہ قادر مطلق نے انکی تو محدود اور نوع انسان کو غیر محدود عقل عطا کی ہے پس جب خدا نے ہمکو آلات و اسباب تدبیر و ترقی کے دیئے ہیں تو ہم انکو بیکار رکھیں۔ اگر خالق خلقت کو منظور ہوتا کہ ہم بھی سعی و کوشش سے باز رہیں تو جیسے پستان مادر میں دودھ دیا ویسے اشیاء خوردنی و پوشیدنی کا انتظام مثل پرندوں کے خود کر دیتا۔ فقیر جو بستیاں چھوڑ جنگل میں جا براجتے ہیں وے بھی متوکل نہیں کہلا سکتے ہیں کہ پانی کے واسطے ندی و نالہ یا چاہ پر جاتے ہیں۔ لکڑی کے واسطے بنوں میں پھرتے ہیں اور پیٹ بھرنے کے لئے پھل و پھول اور برگ تلاش کرتے یا مثل سگ و شغال کے گلی و کوچوں میں گھومتے رہتے ہیں مانند مردے کے بے حس و حرکت نہیں ہو جاتے اور نہ قسمت کا انکے گنگا کر اپنے آشرم پر بیٹھ سکتے ہیں اگر دنیا داروں میں موجدان مجتہدان یا پیروان دین و مذہب متوکل ہوتے دنیا در کنار بہشت کے بانیکو نوع بنوع کی حیلہ سازیاں نہ کرتے اور نہ شفیع کی تلاش میں سرگرداں پھرتے بلکہ گنگا جمنا وغیرہ دریاؤں۔ متبرک تالابوں۔ تیرتھوں یا زیارتگاہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے پوجاریون کو دور سے سلام کر دیتے۔ قصہ کوتاہ بچہ ہی متوکل نہین ہوتا ہے کہ دودھ کیواسطے از خود روتا اور جب ڈرتا ہے اپنے ماں باپ یا لواحقین سے لپکتا ہے اور زراعت تجارت صنعت یا خدمت کرنے سے توکل مین کوئی نقص نہین پڑتا ہے اور نہ ظاہری سامان کے انتظام مین توکل ٹوٹ جاتا ہے۔ اسباب مین ایک عالم و فاضل اور نہایت دانا فلاسفر لیوبک کا قول ہے کہ دنیا مین بہت خوبین ہین جو تقدیر کے قائل ہین وہ سمجھتے ہین کہ ازل ہی سے طے ہو چکا ہے کہ فلان بات یون ہوگی لہذا وہ یونہی ہوگی چاہے ہم اوسے یون کرنا چاہین یا نہ چاہین اونہون نے آدمی کو ایک کٹھ پتلی بنا رکھا ہے جو اپنے ارادے اور اختیار سے کچھہ کرتا ہی نہین ہے اس بارہ مین غور طلب یہ بات ہے کہ کیا دنیا مین انسانی زندگی کے کچھہ اصول اور قاعدے معین ہین یا کہ نہین کیا زمانہ کے سمندر مین ہمکو اتنا ہی اختیار نہین کہ اپنا جہاز صحیح و سلامت نکال لیجاوین کیا ہمارے واسطے تباہی اور بربادی ہی مقرر ہو چکی ہے؟ اگر یہ بات نہین ہے تو بے شک تسلیم کرنا پڑیگا کہ جسنے کہا ہے کہ انسان ہر حال مین انسان ہے اور وہ اپنی قسمت کا آپ ہی مالک ہے اگر اپنی ملکیت سے وہ دست بردار ہو جاوے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے۔ پس طالب علم کا اوستاد سے۔ بیمار کا طبیب سے۔ سوداگر کا خریدار سے اور بیکار کا صاحب اختیار سے رجوع کرنا مانع توکل نہین ہے کیونکہ جبتک کھیتی باڑی نکروگے خرمن نہ اٹھاؤگے جبتک ایک جگہ سے دوسری جگہہ مال و اسباب وغیرہ تجارتی چیزین نہ لیجاؤگے نفع کیونکر پاؤگے یا کسی علم و ہنر اور فن مین کمال پیدا نکروگے تو عزت اور مرتبہ کیسے حاصل کروگے البتہ اگر جادو۔ کرامات اور منتر جنتر وغیرہ ناجائز اور ناشائستہ وسائل سے تماشائے دنیا کی خواہش کروگے تو ذلت اور خفت اٹھاؤگے علاوہ انسانیت سے گر جاؤگے یا اگر خالق کائنات کے سوائے مخلوق چیزون کی پرستش سے عاقبت کا بھلا چاہو گے تو مومنون و متوکلون کی فہرست سے ضرور خارج ہو جاؤگے۔ ع

عاشق صانع خدا با فر بود — عاشق مصنوع او کافر بود

تقدیر و تدبیر کی تمیز و تفریق کے وقت بقول کسے ع

نہادان آنچنان روزی رساند — کہ دانا اندر آن حیران بماند

اکثر اصحاب کہا کرتے ہین کہ علم و عقل یا ہمت و کوشش اور جستجو کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہان تو بہولے (بیوقوف) کتے دودہ پیتے ہین اور سیانے ہوشیار کان (زاغ) میلا کریدتے
ہین رزق رسان کی ذات و صفات حالات و خیالات اور ارادے کا اظہار تو امکان بشر
مین نہین ہے اور نہ اوسکے ذکر کی اس جگہ ضرورت ہے مگر اوسنے مخلوقات کی پیدائش و آسائش
اور افزائش کے لیے جو آئین و قوانین نافذ کر رکہے ہین اون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اسپر
غور و فکر کرتے ہین وہ اون سے پورے طور پر فائدہ اوٹہاتے ہوے نہ صرف دمبدم بلکہ نسلاً بعد نسلاً
ترقی کرتے جاتے ہین اور جو برخلاف اسکے بہشتی نیم کو بالاے طاق رکہہ نفسانی خواہشون
مین مبتلا ہو جاتے ہین وہ قدم قدم پر ٹہوکر کہاتے ہوے آخر جہالت کے تاریک اور عمیق گڑہے مین
جا گرتے ہین اونا سپاستہ کے باور کرنیکے لئے دور دراز جانیکی ضرورت نہین فقط ہندوستان
ہی کی نظیر کافی ہے کہ جسکے باشندے مہذب ممالک کے مردم کی نظرون مین اگر پورے وحشی نہین
تو نیم وحشی ضرور کہلاتے ہین اور یہ کلام مبالغہ سے نہین بلکہ وجہ ظاہر کہ انکی اوسط آمدنی اسی
قدر قلیل ہو گئی ہے کہ جس مین دودہ تو درکنار ایک شریف یا معمولی آدمی کی گذران ہی بمشکل ہوتی
ہے چنانچہ لندن کے مشہور و معروف وقائع نگار مسٹر ولیم ڈگبی صاحب نے حال ہی مین ہندوستان
کی مفلسی پر جو کتاب شایع کی ہے اوسمین اونہون نے اپنے دعوے کے ثبوت مین ایسی مضبوط
و عمدہ اور پر زور دلائل لکہے ہین کہ جسکا جواب لارڈ جارج ہملٹن جیسے بیدار مغز بہی نہین دے سکے
آپ تحریر کرتے ہین کہ ۱۸۵۰ء مین ہندوستانیون کی فی کس آمدنی دو پنس (۲d) یومیہ تہی ۱۸۸۲ء
مین ۱½ اپنس (۱½d) ہو گئی اور اب ۱۹۰۰ء مین سرکاری رپورٹون و اخبارات اور دیگر کاغذات
سے پایا گیا ہے کہ ½ اپنس یعنی ۱؎ فی کس آمدنی ہوتی ہے اور ایسے اشخاص کی تعداد تو چار کروڑ
سے زیادہ شمار ہوئی ہے کہ جنکو صبح سے شام تک پیٹ بہر کر کہانے کو بہی نہین ملتا ہے پس
سب سے پہلے ہمکو زراعت۔ تجارت۔ صنعت یا خدمت مین سے جسکی طرف کسیکا میلان طبیعت
ہو اپنی آمدنی بڑہا کر حلوا خوردن را روے باید کا مصداق بننا چاہیے کیونکہ یہ ایک مسلمہ
بات ہے کہ دنیا کا کام کوئی بغیر دولت کے چل نہین سکتا ہے مگر یہ فرداً فرداً نہین بلکہ مجموعی طور پر
جسکی صداقت موجودہ زمانہ کے چیدہ و برگزیدہ ریفارمر امیر عبد الرحمان والی کابل کی سوانح
عمری سے ہوتی ہے آپ لکہتے ہین میرے جانشینون کو یہہ ہی نہ سمجہ لینا چاہیے کہ میری ملک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں جس قدر ترقی ہوئی ہے ۔ صرف جنگی ہتیاروں کے بنانے اور جدید نمونہ پر مختلف اقسام
کی بندوقیں اور توپیں وغیرہ تیار کئے جانے سے ہوئی ہے نہیں بلکہ میرے ملک کو تو ترقی تجارت
کے بڑہنے اور محنت و مزدوری میں ترقی کرنے سے ہوئی ہے وہ روپیہ جو مختلف ذریعوں سے
باہر جاتا تہا اب افغانستان میں خرچ ہوتا ہے ۔ جتنے جہگڑے اور فساد ہوتے ہیں وہ روپیہ
کے نہ ہونے سے پیدا ہوا کرتے ہیں سا امیر اور دولتمند کبہی جہگڑوں کو پسند نہیں کرتے ہیں
کیونکہ اونکی سب سے زیادہ زوردار خواہش یہ ہوتی ہے کہ جہگڑے وبکہیڑے سے بچکر جسطرح ہو
روپیہ میں ترقی کرکے امارت کو قائم رکہا جاوے اسواسطے اگر رعایا متمول ہے تو ملک کو
بہی اون سے فوائد عظیم پہونچ سکتے ہیں ورنہ نہیں ۔

مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید کہ ہراسان نشود

نوع انسان میں اون لوگوں پر بہی یہ مسئلے کی مثال صادق آسکتی ہے جو مال و دولت
عزت و ریاست وغیرہ نعمائے دنیا کو وراثتاً حاصل کرتے اور مانند مجاوروں و پوجاریوں
اور گدی نشین مہنتوں کے بے تکلف بسہو و خلائق ہوجاتے ہیں اور فراغ کی اون اصحاب
سے مراد لیجا سکتی ہے جو کسی جائز علوم و فنون یا محنت و مزدوری سے اپنی روزی آپ پیدا
کرتے ہیں چنانچہ ایک ہندی شاعر کا قول ہے ۔

جیون مانگے بے عقل و چاہت نیند سو کہنائی سونتہ جتنے تیز طبیعت والے پہرن سودائی ہوندے

چونکہ علت و معلول سبب اور نتیجہ کا ایک اٹل قانون ہے اسواسطے جو لوگ محنت و
مشقت اور دیانت وغیرہ مناسب وسائل کو کام میں لاتے ہیں وہ صحیح و سلامت اور
تندرست رہکر ترقی کی طرف راجعت کرتے ہیں اور جو برخلاف اسکے مفت خوری کے عادی
ہوجاتے ہیں وہ عیاش و کاہل اور سست الوجود ہوکر سلامت روی کی نیک اور پاک منزل سے
کوسوں دور ہوجاتے ہیں اور اس میں زیادہ تشریح کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی ہے کہ
ناظرین باتمکین کی نظروں سے اس قسم کی عدیم النظیریں گذری ہونگی کہ جنہوں نے ترکہ کی امید
میں انسانیت کو ترک کردیا یا ترکہ کا مال پاکر اپنی عزیز اور بے مثل زندگی کو اپنے ہاتہوں معرض
کے آتشکدہ میں ڈالدیا تاہم نقل ہے کہ ایک سست الوجود جنٹلمین کو وراثت میں کچھ زمین ملی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جسکی آمدنی تقریباً پانچسو روپیہ سالانہ کی تھی مگر باوجود اسکے بھی وہ اپنی سستی کی وجہ سے وہان بہت مقروض ہوگیا اور آخر اوسنے اوس مین سے آدھی زمین بیچ ڈالی۔ باقی آدھی ہر سال کیلئے ایک کسان کو نقدی لگان پر دیدی۔ میعاد مقررہ کے اختتام پر جب وہ کاشتکار آخری سال کی قسط کا روپیہ دینے کیلئے آیا تو اوسنے دریافت کیا کہ کیون صاحب کیا آپ اپنی زمین کو فروخت کرنا چاہتے ہین؟ مالک نے متحیر ہوکر پوچھا کہ کیا تم خرید سکوگے؟ کسان نے جواب دیا کہ ہان بشرطیکہ قیمت کا آپس مین ٹھیک تصفیہ ہو جائے۔ جنٹلمین نے کہا کہ یہ بڑی تعجب کی بات ہے براے مہربانی بتلاؤ تو سہی اسمین کیا بھید ہے کہ باوجودیکہ میرے پاس اس سے دوگنی زمین تھی اور اوسکا کچھ لگان بھی مجھے دینا نہین پڑتا تھا مگر تم دو سو روپیہ سالانہ مجھے ہی دیتے رہے ہو اور پھر بھی چند سالون کے بعد تم اوسکو خریدنے کے قابل ہوگئے ہو۔ کسان نے جواب دیا کہ اسکا سبب بالکل صاف ہے اور وہ یہ کہ تم چپکے سے بیٹھے بیٹھے نوکرون کو حکم دیتے تھے کہ جاؤ کام پر اور مین خود اٹھکر کھڑا ہوتا ہون کہ چلو کام پر۔ الغرض جتنی زمینین۔ باغات۔ مکانات اور دیگر مال و اسباب دیگر دیتے یا رہن ہوتے ہین اگر اونکی اصلی وجوہات کا پتہ لگایا جاوے تو سواے کاہلی اور فضول خرچی کے اور کوئی سبب شاذ و نادر ہی نکلیگا۔ پس ایسے جاہل و خود غرض اور کوتہ اندیش ہر دم کا اپنے نامہ اعمال کو ندامت کے داغ سے بچانے کیلئے اس قسم کے ڈھکوسلے پیش کرتے رہنا کوئی تعجب مین داخل نہین ہے کیونکہ سواے معدودے چند دنیا کی راہ و رسم ہی یہی ہے کہ ہر ایک شخص اپنا بار دوسرے پر ڈالنے کیلئے ہر دم تیار رہتا ہے چنانچہ افلاطون کہتا ہے کہ بہادری اور نیک نامی ہم ہمیشہ اپنے زور بازو کی بدولت سمجھتے ہین مگر شکست اور تکلیفین قسمت کے سر تھوپتے ہین ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

اگرچہ مصائب و تکالیف اور ناکامی کی حالت مین دل شکنی اور مایوسی سے بچنے یا پناہ لینے کیواسطے مشیت ایزدی کا ایک اچھا سہارا یا رنج و الم دور کرنیکے لئے صبر اور رضا جوئی کا ایک کارآمد نسخہ ہے اور جو شخص اپنی خوبیون کو داد الٰہی یا خوش نصیبی سے منسوب کرتا ہے وہ حسد سے محفوظ رہکر انکا اچھی طرح سے بہرہ ور ہو سکتا ہے لیکن اس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک بہت بڑا نقصان ظہور میں آتا ہے جو بمقابلہ فائدہ کے بہت بڑا ہوا ہے یعنے جو لوگ
تقدیر و توکل پر تکیہ کر بیٹھے ہیں وہ عموماً کاہل اور سست الوجود ہوتے ہیں اونکی ہمت
و حوصلہ میں ضعف آجاتا ہے اور متواتر ترقی کرنیکی قابلیت سے محروم ہو جاتے ہیں ایک
دانشمند کا قول ہے کہ سست آدمی کے دن بادل کے سایہ کی طرح گذر جاتے ہیں وہ اپنے
پیچھے کوئی نشان یادگاری کا نہیں چھوڑ سکتا اوسکا جسم ریاضت کے بغیر بیماری میں مبتلا
ہو جاتا ہے وہ کام کرنا چاہتا ہے لیکن کرنیکی طاقت نہیں رکھتا اوسکا دل گمراہ رہتا ہے
اوسکے خیالات میں گڑبڑی رہتی ہے وہ علم کیلئے للچاتا ہے مگر عمل نہیں کرسکتا وہ
مغز بادام کھانا چاہتا ہے مگر اوسکو پھوڑنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا اوسکا گھر ابتر حالت
میں رہتا ہے اوسکے نوکر نکمے اور پھکڑ الو ہوتے ہیں وہ اپنی حالت کو آنکھوں سے دیکھتا ہے
اپنے کانوں سے سنتا ہے اور درستگی کی خواہش بھی کرتا ہے لیکن استقلال نہیں رکھتا
ختی کہ تباہی اوسکے سر پر آپہونچتی ہے پھر تو سر مارتا اور پچھتاوے کو ساتھ لیکر قبر میں جا
لیتا ہے سچ ہے مرتے کو مارے شاہ مدار - ایسے ہی ایک تجربہ کار کی رائے ہے کہ کاہل آدمی اوس
شخص کی مانند ہوتا ہے جسکا مال و اسباب اور مکان چوروں و مفت خوروں اور بدمعاشوں
کیلیے ہر وقت کھلا رہتا ہے اور کاہلی سے جو حالت واحد شخص کی ہوتی ہے وہی اوسکے
خاندان - قوم یا سوسائٹی کیلیے پیش آتی ہے مثلاً اگر ایک انسان اپنی زندگی کو نہایت غفلت
یا بیکاری میں صرف کرے تو یہ اوسکی قابل نفرت مثال نہ صرف اوسکے لئے مضر اور باعث
ذلت ہوتی ہے بلکہ اوسکے رشتہ داروں - دوستوں اور لواحقوں کے حق میں بھی خطرناک
شمار کیجاتی ہے اور رفتہ رفتہ متعدی بیماری کیطرح اسکا برا اثر اوس فرقہ - قوم اور ملک کے
رگ و ریشہ میں زہر بنکر سرایت کر جاتا ہے اسواسطے اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ غفلت
اور سستی بد انتظامیوں کی جڑ ہے کہ جس سے بسا اوقات بنے بنائے کام بگڑ جاتے ہیں اور
جو قومیں تقدیر کی قائل ہیں وہ دنیوی ترقی میں ہمیشہ اون قوموں سے پیچھے رہجاتی ہیں جو
تقدیر کو بالائے طاق رکھکر صرف تدبیر ہی کو اپنی ترقی اور کامیابی کا آلہ سمجھتی ہیں اور ایسا
ہی مہاتما بدھ کا بچن ہے کہ سرگرمی زندگی کا راستہ ہے اور بیفکری موت کا جو سرگرم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہین وہ کبھی نہین مرنے اور جو بے فکر ہین وہ گویا پہلے ہی مرے ہوئے ہین ۔
چہپا دست ہمت مین زور قضا ہے ۔ مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

قطع نظر اسکے اگر معترضون کا اعتراض چرند و پرند کی ذات خاص پر محدود ہے تو شیرخوار حیوانات کے ساتھہ نوع انسان کی مہربانی سے جو سلوک کیا جارہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہین ہے بلکہ بابا فریدنے تو اوسکا جواب پہلے ہی دیدیا ہوا ہے ۔

فریدا روٹی تیری کاٹھہ کی لاؤن تیری بہکہہ ۔ جیہڑے کہان سگے چوپڑیان سوئی سہن گے دکہہ

کیونکہ قلبہ رانی اور آبپاشی کا کام زیادہ سے یکسان طور لیا جاتا ہے ۔ گاڑیون مین اونکو جوتا جاتا ہے ہر قسم کا بوجہ انکی پشت پر رکہہ کر دور دراز کا سفر طے کیا جاتا ہے اور نہ صرف وہ دودہ دہی اور مکہن وغیرہ چہین کر اونکے حقوق پر پانی پہیر دیا جاتا ہے بلکہ جملہ فوائد کو فراموش کر کے بیچارے غریب اور بے زبان چارپایون کے گوشت و پوست کو بہی کام مین لایا جاتا ہے اور باوجود ناقابل برداشت محنت و مشقت کے کامون کے بسا اوقات وقت پر کہانا نہ وقت پر پانی اور نہ وقت پر آرام دیا جاتا ہے بلکہ ہر وقت اونکی آسائش پر اپنے آرام اور مفاد کو مقدم رکہا جاتا ہے الغرض جسقدر جانور حضرت انسان کے ہاتھہ مین آجاتے ہین یا وہ مثل انسان کے صدہا تکالیف و مصائب مین گرفتار ہوکر بن آئی موت مر جاتے ہین اور جو اونسے بچ رہتے ہین وہ مارے خوف کے جنگلون اور بیابانون مین جا چہپتے ہین مگر تاہم باوجود اس جبر و ظلم انسانی کے زاغ و زغن وغیرہ وہ پرند سے جو آزادانہ زندگی بسر کرتے ہین عرض شیرخوار حیوانات سے نہین بلکہ بقولیکہ اپنے موہنہ میان مٹہو ۔ شرافت کے دعویدار حضرت انسان سے بدرجہا بہتر جسمانی خوشی حاصل کرتے اور دائما تندرست رہکر عمر طبعی پاتے ہین مثلا وہ اپنی قدرتی خوراک سے مطلق انحراف نہین کرتے ہین اور نہ مثل انسان کے انواع و اقسام کی امراض مین مبتلا ہو کر بن آئی موت مرتے ہین ۔ اپنے احتیاج کے سرانجام کو دوسرے سے امداد طلب نہین کرتے ہین اور نہ انسان کی طرح احتیاج سے زیادہ گہبراتے ہین ۔ ۳ ۔ دوسرے روز کیواسطے توشہ جمع نہین کرتے ہین اور نہ قیامت کے دن کیلئے کسی تشفیع کے غلام ہوتے ہین ۔ ۴ ۔ سن بلوغت سے پیشتر نر و مادہ باہم جفتی نہین کرتے ہین اور نہ مثل انسان کے مادہ کو حقیر سمجہہ اونکو اونکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

حقوق سے محروم رکھتے ہین - ۵ - محض مزے کیواسطے شہوترانی نہین کرتے ہین اور نہ مانند انسان کے آتشک اور جذام وغیرہ مہلک اور موروثی عذاب مین گرفتار ہوتے ہین ۶ - جب تک مادہ کو ملتفت نہین پاتے ہین مجامعت نہین کرتے ہین اور نہ انسان کی طرح پیرون - فقیرون - شہیدون - اور غازی مردون سے تولید اولاد کیلئے منتین مانگتے ہین - ۷ - اولاد کے پیدا ہونے کی خوشی اور مرنیکا غم نہین کرتے ہین اور نہ مثل انسان کے نجابت کے دہوکہ مین آکر بیم ورجا کے دوزخ مین پڑتے ہین - ۸ - ہمجنس کو دیکھکر حسد کی آگ سے نہین جلتے ہین بلکہ بقول شخصے ؎

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

برخلاف انسانی اطوار کے رحم ہمت اور ہمدردی کے قدرتی بہاؤ (پریم) کا اظہار کرتے ہین - ۹ - بہوت وپریت اور جن وپری وغیرہ توہمات سے نہین ڈرتے ہین اور نہ انسان کی طرح شیطان کو کبھی لائق سمجھتے ہین - ۱۰ - خالق کے سوا کسی اور کو دل مین جگہ نہین دیتے ہین اور نہ مثل انسان کے خس و خاشاک وغیرہ مخلوق چیزون کو برآرندۂ حاجات جانتے ہین غرضکہ انسانی زندگی کا ثمرہ اگر کہانے پینے اور جذبات نفسانی کے پورا کرنے کے سوائے اور کچھہ نہین ہے تو مٹی کریدنے والے پرندے سب سے اشرف رکھتے ہین - ؎

گاوان وخران وبار بردار — به از آدمیان مردم آزار

چونکہ یہ شرافت انکو فقط قانون قدرت کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے اسواسطے اگر حضرت انسان بہی شیر خوار مخلوق مین پیدا ہوکر سرشٹی نیم کا پیرو ہو جاوے یا مانند مہذب ممالک کے مادی ترقی مین توکل کو بالائے طاق رکھکر دل ودماغ کو وسعت دیوے تو نہ صرف امراض جسمانی سے نجات پاوے بلکہ بلحاظ اخلاقی اور روحانی صفات کے رفتہ رفتہ شرافت کا مرتبہ حاصل کرکے فلک الافلاک سے آنکہہ لڑاوے چنانچہ کہا گیا ہے - ؎

جوہر تو مجہہ مین تہے ملکوتی صفات کے - انسان بناکے کیون مری مٹی خراب کی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ کسی گزشتہ زمانہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک رکھشر کو جب بخار آیا تو اُسنے یہ کہکر کہ اب یہ گہر (جسم) رہنے کے لائق نہیں ہا۔ اسکو کسی حیلہ سے ترک کردیا جاوے۔ گویا اُسوقت میں چھوٹے بڑے سب لوگ عالم باعمل ہوکر اعتدال کی حفاظت کرتے تھے یا کم از کم تفریط و افراط پر ہرگز مائل نہیں ہوتے تھے اور یہ کوئی تعجب میں داخل نہیں ہے کہ اسوقت ایک آبادی شہر ناشو امریکہ میں بقول لور انشاتن بیس ہزار مردم کی ایسی امن پسند موجود ہے کہ جہاں پولیس وکیل۔ عدالت اور پادریوں کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہے۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک ✲ زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

انسان کو جسمانی یا روحانی تکالیف و مصائب میں مبتلا کرنیوالی امراض دو قسم کے ہوتی ہیں ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ جسمانی امراض مثل اکل شرب۔ خواب و بیداری وغیرہ حاجات ضروری کی کمی بیشی یا مضر و مرغوب اشیاء کا کم و بیش استعمال اور اسیطرح کی بے احتیاطیوں سے لاحق ہوتی ہیں اور روحانی کسی عزیز و اقارب کے نقصان جان و مال یا کاروبار میں غلطی و غفلت وغیرہ بے اعتدالی کے واقعہ ہونیسے پیش آتی ہیں اور اسباب کے باہر کرنے کے لئے علم طبابت کے حاصل کرنیکی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر ایک کو روزمرہ کا چشم دید تجربہ بتلا رہا ہے کہ جو لوگ قواعد حفظان صحت کے پورے پابند رہتے اوقات معینہ پر محنت و ریاضت کرتے یا ہر ایک کام میں اعتدال اور مصلحت وقت کو مدنظر رکھکر استقلال سے انجام دیتے ہیں وہ بلا شبہ خوشی گذرانی کے سوا عمر طبعی پاتے ہیں چنانچہ ان دنوں سرکاری کاغذات اور دیسی اخبارات سے پایا گیا ہے کہ یورپ میں بارہ فیصدی اور ہندوستان میں دیسی عیسائیوں کے بچے بیس فیصدی مرتے ہیں لیکن باقی جملہ اقوام کے نوزائیدہ بچوں کی تعداد نصف کے قریب یعنی پچاس فیصدی کے حساب سے فوت ہوجاتے ہیں حالانکہ ہر قوم و ملک میں پیدا کرنیوالی ماؤں کی محبت یکساں ہوتی ہے پس اس زیادتی اموات کا سبب سوائے ہماری جہالت اور نادانی کے اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ بچوں کی بیماریا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکثر دو اسباب سے وقوع میں آتی ہیں۔ اول والدین کی خراب صحت جنکے جسم سے بچوں کا رگ و پوست تب ہوتا ہے بلکہ بعد پیدائش کے بھی کچھ عرصہ تک ماں کا خون انکی غذا رہتا ہے چنانچہ اب یہ دعوی زیادہ تشریح کا محتاج نہیں رہا ہے کہ جو عورتیں اپنے بچوں کو ڈرانے کے لئے ہر وقت آنکھیں نکالکر دیکھتی ہیں انکے دودھ میں ایک قسم کا زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو نہ صرف بچے کی صحت کو نقصان پہونچاتا ہے بعض اوقات اسکے اثر سے بچہ مر جاتا ہے۔ دوم وہ بے اعتدالیاں اور فروگذاشتیں جو بے علمی اور بیوقوفی سے لاحق ہوتی ہیں۔ مثلاً سن بلوغت سے پہلے چھوٹی عمر میں شادی کا ہونا اگر ناظرین ان باتوں پر توجہ نہیں دیسکتے تو حال کی مردم شماری سنہ ۱۹۱۰ء کے نتیجہ کو دیکھیں کہ جسمیں صحیح طور پر بتلایا گیا ہے کہ ہندوستانی عیسائیوں میں بمقابلہ گذشتہ مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء قریب ستر فیصدی کے بیشی ہو گئی ہے۔ اور برخلاف اسکے ہندوؤں کی تعداد عرصہ دس سال میں کئی لاکھ کم ہو گئی ہے اگر یہ خیال ہو کہ اسقدر کمی یا بیشی صرف پیدائشی طور پر نہیں بلکہ قحط سالی یا دیگر وسائل سے وقوع میں آتی ہے۔ تو بھی یہ ایک شرم کی بات ہے کہ قوم باوجود معلوم کرنے مرض کے اسکا انسداد نہیں کرتی ہے بالفرض اگر بقول معترض ہندوستان میں عیسائیوں کی ترقی مذہبیت سے سمجھی جائے۔ مگر انگلستان میں جو بمقابلہ پچھلی مردم شماری تین لاکھ پچاس ہزار کی بیشی ہو گئی یا پچھلے سو سال میں ایک کروڑ بیس لاکھ سے چار کروڑ ہو گئی یعنی جزائر برطانیہ کی آبادی میں ۳۰۰۳ جرمنی کی ۲۷۰ فیصدی اور روس کی ۳۰۰ فیصدی زیادہ ہو گئی ہے۔ اسکی سوائے اسکے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ بچوں کی پرورش باقاعدہ طور پر کرتے اور خود حفظ صحت کے پورے پابند رہتے ہیں جو ہم میں نام کو بھی نہیں الغرض ہندو قوم کی کمی کی خواہ کوئی ہی وجہ کیوں نہ ہو تاہم پیشوایان قوم کو اس نتیجہ پر پہنچنا واجب اور ضروری ہے۔ کہ اگر اسکی یہی حالت رہی تو کسقدر عرصہ میں یہ نیست و نابود ہو جاویگی ؎

نسیم غفلت کی چل رہی ہے اٹھ رہی ہیں بلا کی نیندیں ✤ کچھ ایسے سوتے ہیں سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کے جسم میں بیشمار بیماریاں پائی جاتی ہیں جنکا جاننا ہر ایک کے لئے نہایت مشکل
ہے تاہم حفظ صحت کی قوانین پر چلکر بہت سی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے اسلئے
صحت بدنی کے اسبابوں میں سب سے بڑا اور ضروری سبب ورزش و ریاضت ہے۔
جسکو اچھلنے کودنے۔ پیدل چلنے دوڑنے تیرنے۔ گانے بجانے کرکٹ فٹبال
اور لان ٹینس وغیرہ انواع و اقسام کے کھیل تماشوں سے نامزد کرتے ہیں اگرچہ
اسکے فوائد بیشمار ہیں مگر بالخصوص کل امراض مادی کو دفع کر کے حرارت غریزی کو جسکی
پر صحت اور تندرستی کیا بلکہ حیات کا دارومدار ہے تیز اور جوڑوں کو مضبوط کرتی
ہے اور مساموں کو فراخ تاکہ فضلات رفع ہوں۔ رقیق اور رطوبات زائدہ تحلیل ہو جاویں
اور غذا بخوبی ہضم ہو کر جسم میں اسکی اور دل کو تقویت حاصل ہووے۔ اسواسطے
اسکے روزانہ استعمال میں لانے سے انسان نہ صرف چست و چالاک۔ صحت مند اور
بشاش رہتا ہے بلکہ دائما تندرست رہ کر عمر طبعی پاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کسی عمر میں اعتدال
سے تجاوز نہ کیا جاوے بلکہ بلحاظ جسمانی طاقت کے وقت و موسم اور طرز ریاضت کا پورا خیال رکھا جاوے
ریاضت کیسے قدرتی قانون میں تمام کائنات قید ہے۔ چاند و سورج وغیرہ اجرام فلکی
اسی عالمگیر اصول کی بدولت رات دن آسمان میں گردش کر رہے ہیں۔ زمین پر چرند
و پرند وغیرہ حیوانات اسی معیار عام قاعدہ کے طفیل تمام عمر تندرست رہتے اور
عمر طبعی پاتے ہیں نہ یہ معمول سے زیادہ کھاتے نہ دوائی کی تلاش میں رہتے اور
نہ حکیم کے محتاج ہوتے ہیں غرضیکہ جو ہر طرح سے آزاد و خود مختار رہتے ہیں وہ
خوش و خرم زندگی بسر کرتے ہیں البتہ جو انسان کے زیر دست اور خوشخوار رکھے میں
پھنس جاتے ہیں وہ اس عمل کو پورے طور پر ادا نہ کرتے ہوئے جلد ہی کسی نہ کسی
مرض و مصیبت میں مبتلا ہو کر بن آئی موت مر جاتے ہیں۔ پس جو قانون دیگر مخلوقات
پر حاوی ہے وہی نوع انسان کے لئے کارآمد ہے کہ جو لوگ زمیندار باغبانی کاشتکاری
اور گڈریہ وغیرہ محنت و مشقت کا کوئی پیشہ اختیار کرتے یا ریاضت کو مسلسل
کام میں لاتے ہیں وہ صحت و سلامتی کی چوٹی پر آسانی پہنچ جاتے ہیں اسلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ریاضت کل کاموں کی انجام دہی کے لئے ایک نعمت عظمی سمجھی گئی ہے اور تندرستی
کی تاثیر صرف اسکی ذات تک محدود نہیں رہتی بلکہ نسل میں بھی موثر ہوتی ہے مگر
جو برخلاف اسکے ریاضت عامہ کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں وہ بدہضمی ناتوانی اور
نزلہ وغیرہ اقسام کی امراض میں مبتلا ہوکر قبل از وقت مرجاتے ہیں علے ہذا ریاضت
خاصہ کے ترک کرنیکی مضرت بھی مثل اسکے یہانتک پہونچ جاتی ہے۔ کہ اس عضو میں
اسکی قوت خاصہ ہی نہیں رہتی ہے جیسا کہ بعض فقیر جو ہر وقت اپنا ہاتھ اٹھائے رکھتے
ہیں انکا بازو آخر بے حس و حرکت ہو جاتا ہے اگرچہ صحت کے واسطے ریاضت جسمانی
سے بڑھکر کوئی علاج نہیں لیکن اسکے سوائے حفظ صحت کے لئے پرہیز بھی ایک ایسی دوا
دولت ہے۔ جو ہر ایک چھوٹے و بڑے امیر و غریب کو ہر وقت و موسم اور جگہوں میں مفید
ہو سکتی ہے کیونکہ ریاضت سے فضلات خارج ہو جاتے ہیں۔ مگر پرہیز سے انکے پیدا ہونے
کی نوبت ہی نہیں پہنچتی۔ اسواسطے ایک پرہیز صد بیماریوں کا مجرب علاج ہے اور اسپر
حکماء ولایت کا اتفاق ہے۔ اگر انسان اس ہدایت پر عمل کرے تو کسی جسمانی بیماری
میں مبتلا نہ ہووے اور نہ کسی حکیم و عطار بادوائی کا منت کش ہونا پڑے بلکہ بلا تردد و تشویش
عمر طبعی حاصل کرے چنانچہ چرک و سشرت وغیرہ قدیم و جدید آیورویدک کتب کا اسبارہ میں کلی
اتفاق ہے کہ اگر مرد ۴۸ برس اور عورت ۲۴ برس تک برہمچریہ رہے تو نہ صرف اسکے
تمامی اعضاء قواء اور حواس توانا اور تندرست رہیں بلکہ غیر طبعی طور پر وہ ایکسو
سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہسکیں چنانچہ یورپین ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ جو لوگ ایکسو
سال تک زندہ رہے ہیں کوئی خصوصیت خوراک و عادات میں انکی اس سن رسیدگی کی
ضرور ہوئی۔ کیونکہ بہت لوگ کم درجہ کی خوراک کھاکر زیادہ عرصہ تک زندہ رہے اور
بعض صرف سبزی اور میوہ جات کھاکر چست و چالاک اور کارگذار ہوئے الغرض
انمیں سے دو یا ایک ضروری وجہ بہت لوگوں میں پائی گئی جو غذا میں اعتدال اور مزاج
میں یکسوئی رکھتے تھے مگر جو لوگ ایک مدت دراز تک زندہ رہے وہ صرف باقاعدہ و
پرہیزگار ہی نہ تھے بلکہ اپنی طبیعات پر قانون قدرت سے مشورہ لیا کرتے تھے اور تمباکو وغیرہ ہر قسم

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی منشی اشیاء اور گوشت سے مطلقاً کنارہ کش رہے۔

ریاضت، پرہیز یا قانون قدرت سے کام لینے والوں کی ہزار ہا نظیریں اگرچہ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں ملسکتی ہیں لیکن فی زمانہ اسکی صداقت میں جو کر تو د کام انگلینڈ امریکہ وغیرہ مہذب ممالک کے مرہم نے کر دکھایا ہے اسکی نظیر تمام دنیا میں ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملسکتی ہے کوئی حصہ دنیا کا ایسا نظر نہیں آتا ہے کہ جہاں اُنہوں نے اپنا قومی یا ملکی جھنڈا گاڑا نہیں کیا ہے چنانچہ تازہ ترین اخبارات سے ثابت ہو گیا ہے کہ جزائر برطانیہ سے اوسطاً ایکسنو اسی آدمی روزمرہ دوسرے ملکوں میں بود و باش کے لئے جارہے ہیں پھر کیا اس جسمانی خوشی قومی ہمدردی۔ ملکی بحبودی یا بلند نظر اولوالعزمی کا باعث تقدیر و توکل۔ بھاگ قسمت یا گردش افلاک ہی جسکے بھروسہ پر یہ جابجا اکڑتے پھرتے اور ہر میدان میں بازی لے جاتے ہیں نہیں نہیں، ہرگز نہیں بلکہ اس روز افزوں ترقی کا سب سے قوی سبب علم و عقل اور اتفاق ہی جسکے ذریعہ سے یہ بڑے بڑے گھنے جنگلوں بلند پہاڑوں عمیق سمندروں اور دور دراز ملکوں میں بھی بحیکر انسانی ہمدردی و بھلائی مذہبی عزت و وجاہت۔ ملکی رعب و داب اور ترقی سلطنت کے سامان مہیا کر رہے ہیں چنانچہ بشپ ٹکر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ بیس سال ہوئے یوگنڈا (افریقہ) دنیا کے نہایت تاریک قطعات میں سے تھا ہر طرح کی خرابی بطلان پرستی اور خاصکر غلامی کا بازار گرم تھا مگر اُس کی حالت اب بالکل بدل گئی ہے غلامی جڑ سے اُکھڑ گئی ہے اور لوگ دن بدن شائستہ ہوتے جاتے ہیں دس سال ہوئے وہاں صرف تین سو مسیحی تھے اب اُنکی تعداد تیس ۳۰ ہزار ہے اور سات سنو سے زیادہ گرجے موجود ہیں۔ بائبل کا وہاں کی زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے اور تقریباً پندرہ ہزار روپیہ سالانہ صرف کتب مقدسہ کی فروخت سے وصول ہوتا ہے اُنکا مذہبی جوش بھی روبہ ترقی ہے یہانتک کہ ارد گرد کے علاقوں میں وہ اپنی مشنری بھیجکر انجیل کی اشاعت کر رہے ہیں ایسا ہی انیسویں صدی کے آغاز میں پانچسو سے زیادہ پادری تمام دنیا میں نہ تھے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر اب انکی تعداد پچیس ہزار سے کم نہیں ہے اور وہ باستثناء زنانہ مردوں کے بقول
امیر صاحب جہاں کہیں جاتے اور موقعہ پاتے ہیں مداخلت کرنے سے نہیں چوکتے
ہیں حالانکہ پربھو عیسےٰ مسیح کی ہدایت ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو جو تم سے
نفرت کریں انکے ساتھ نیکی کرو اور جو تمکو تکلیف دیں انکے حق میں دعاے خیر کرو۔
مشکوٰۃ باب تقدیر میں حدیث ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے سب کی تقدیر زمین و آسمان کی پیدائش
سے پچاس ہزار برس پہلے ہی لکھہ رکھی تھی اور خدا فارغ ہو چکا ہے انسان کی نسبت
پانچ باتوں میں۔ ۱۔ پیدائش۔ ۲۔ موت۔ ۳۔ عمل۔ ۴۔ رزق۔ ۵۔ پھرنے کی جگہہ اور اس
حکم کی تعمیل کی یہاں تک تاکید ہے کہ منکر تقدیر سے مسلمان کو معاملہ رکھنا نہیں چاہئیے
یعنے اگر وہ بیمار ہو جاویں تو انکی بیمار پرسی نکرے اور وہ مرجاویں تو انکی نعش کے ساتھ
مت جاو اگرچہ علت و معلول کے مسلمہ قاعدہ کے مطابق اسکی سے خدا کی مداخلت کا
حصہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے لیکن اسکے معنے ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں کہ نیکی۔ بدی۔ ہمت
غفلت وغیرہ سب کچھہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ اُسکو ان سے کوئی غرض نہیں ہے بلکہ
اُسنے ایک ایسا نیم (قانون) رکھدیا ہے کہ جو کل کائنات پر حاوی ہے۔ اسکے سہارے
ہر ایک شے کی ہستی ہے چونکہ انسان مانند حیوان یا دیگر اجسام و اجرام کے مجبور نہیں بلکہ
فعل مختار اور قدرت کا سب سے بڑھکر (اعلیٰ) نمونہ ہے اسلئے نہ صرف دم بدم بلکہ نسلاً
بعد نسلاً ترقی کرنیکی قابلیت سے ممتاز ہے اگر ایسا نہیں ہے تو منکران تقدیر سے قطع تعلق
کی کیوں سخت تاکید کیگئی ہے؟ پس موجودات میں جو شئی قسمت پذیر ہے۔ وہ بھاگ و تقدیر
ہے اور ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی جو تقسیم ہو سکتا ہے بھاگ کہلاتا ہے
جیسا کہ پنجابی زبان میں مثل مشہور ہے۔ بڑی بہو بڑے بھاگ چھوٹی بہو چھوٹے بھاگ
تصدیق اسبات کی تفسیر کاشانی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ حق تعالی ہر روز تین سو
ساٹھہ بار لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے جو کچھہ چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو کچھہ چاہتا ہے بناتا
ہے اور ایسے ہی عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو چیزیں مقدر کی
ہیں انمیں تغیر و تبدل کا امکان ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مگر رزق۔ موت۔ سعادت اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شقاوت ہیں ایسا ہی ایک نامور سمائلس کہتا ہے کہ اپنی قسمت پر بہت کچھ ہمارا اپنا اختیار ہے۔ اور ہمارا دل ہر موقعہ پر ہماری اپنی مقبوضہ چیز ہے۔ کیونکہ ہم اسمیں خوشی کے خیالات پیدا کر سکتے۔ اپنی مزاج اور طبیعت کو بہت درجہ تک روک کر باقاعدہ بنا سکتے ہیں ہم اپنے آپکو تربیت دے سکتے ہیں۔ اور اپنی فطرت کے بہترین حصہ کو کہ جو بہت لوگوں میں بیج کی طرح بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے نشو و نما کر سکتے ہیں ہم اچھی اچھی کتابیں پڑھکر انکے ذریعہ اپنے اندر پاک خیالات پیدا کر سکتے اور صوفیانہ متحمل اور نیک زندگی گذار کر بزرگی حاصل کر سکتے ہیں اور اسطرح نہ صرف خود دینی اور دنیوی فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ نسل آیندہ کے لئے بھی فرحت بخش زندگی کی پاک مثال اور برکتیں پہونچا سکتے ہیں۔ ٥

قسمت کو ساتھہ قدرت کے مضبوط باندھکر چھوڑا آزاد مرضی کو انسان کے لئے اہل اسلام بلحاظ دینی احکامات کے موت کا وقت مقرر کرتے ہیں جسمیں ایک لحظہ بھی کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا جیسا کہ مشہور ہے پیش از وقت بیش از قسمت کسی میسر نشود۔ لیکن یہ کوئی انکی نو ایجاد نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے اہل ہنود بھی شادی غمی داد و ستد۔ سیر و سفر۔ اور کھانے پینے غرضیکہ ہر ایک چھوٹے و بڑے واقعہ ہر ایک علم و ہنر اور جملہ خیال و اقوال اور افعال کو قسمت سے منسوب کرتے ہیں جو کسی طرح سے ٹل نہیں سکتی یہ ہی وجہ ہے کہ آجکل انڈیا میں طاعونی ٹیکا جس سے بڑھکر اسوقت تک اس مرض سے محفوظ رہنے اور بالخصوص تیمارداری کیلئے کوئی سود مند نسخہ دستیاب نہیں ہو رہی کے کرانے سے نہ صرف پہلو تہی ہو رہی ہے بلکہ باعتبار حدیث دشمن انسانی طاعون کی مرض سے مرنے کو مانند ڈوبکر۔ جلکر۔ یا گر کر مرنے کے شہادت کا جلیل القدر مرتبہ دیا جا رہا ہے جو علم و عقل اور تجربہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ اس رتبہ کے مستحق صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے دہرم و ایمان قوم و ملک یا ہم جنس۔ غیر جنس کی بہتری میں اپنی جان قربان کر دی ہے۔ ٥

مرنا بھلا ہے اسکا جو اپنے لئے جئے ٭ جیتا ہے وہ جو مر چکا انسان کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ کہ وہ جو اپنی غلطی، غفلت یا نادانی کے سبب بلندی سے گر کر، پانی میں ڈوب کر، آگ میں جلکر
یا پلیگ و کالرہ وغیرہ منحوس مہلک امراض میں مبتلا ہو کر بن آئی موت مر گئے اور یہ کوئی
خیالی یا قیاسی بات نہیں ہے بلکہ بڑے بڑے لائق وید و حکیم اور ڈاکٹروں کی رائے ہے
کہ وبائی اور متعدی بیماریاں متعلقین پر حملہ آور ہو کر کمزور اور مناسب طبیعتوں کو زیر کر لیتی
ہیں چونکہ مناسب اور غیر مناسب طبیعت کی شناخت میں اکثر اوقات خود حکما بھی عاجز
ہو جاتے ہیں اسواسطے اسکے اثر سے بچنے کیلئے ٹیکا کرانا یا ایسے وقت اور مقام سے الگ
ہو جانا بھی مثل کئی ایک موزون علاجوں کے ایک مناسب احتیاط ہے اور اسکی صداقت
میں جو تقریر جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب وغیرہ نے بموقعہ دربار بمقام
جالندھر بتاریخ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو کی ہے اس سے بحوالہ رپورٹ چودھری سلطان احمد
صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ظاہر ہے کہ تحصیل شنکر گڈھ میں منجملہ ۳۹۷۴ ٹیکہ شدہ اشخاص
کے صرف ۸۲ مبتلائے طاعون ہوئے اور ۴۳ مر گئے مگر برخلاف اسکے منجملہ ۵۷۴۲ کی آبادی
کے جنہوں نے ٹیکہ نہیں کرایا تھا ۷۰۰ اشخاصوں کو طاعون ہوا اور انمیں سے ۶۲۰ ہلاک ہوگئے
پس اب اس امر کے اظہار میں کیا تامل ہے کہ جن لوگوں نے ضروری امورات حفظ صحت
کی پوری پابندی نہیں کی وہ ماسوائے مخالف طبائع کے اس مرض میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی
سے ہاتھ دھو بیٹھے یا جو لوگ اس مرض کا شکار ہوئے اور آیندہ معدوم ہو رہے ہیں اُن میں
بہت سا حصہ ایسے لوگوں کا موجود ہے جو نہ صرف جہل اور بلحاظ مادی حالت کے ادنیٰ
حیثیت کے ہیں بلکہ وے بھی جو کچھ علم و عقل - دولت و طاقت رکھتے ہو کر قسمت آزمائی کر رہے ہیں

احساں نہ اٹھائیں گے ہم جینے کی خاطر۔ مر جائیں گے پر منت عیسیٰ نہ کریں گے

انسان کو جو تکالیف اور مصائب دنیا میں پیش آتے ہیں انکی علت قادر قدرت یا
تقدیر ایزدی نہیں بلکہ ایک گونہ اُسکی مخلوق ہو سکتی ہے کیونکہ متعدی امراض کی طرح
اکثر مصیبتیں اس قسم کی ہوتی ہیں جنکی تکلیف غیروں کے سبب اسکو برداشت کرنی
پڑتی ہے مگر اسمیں بھی درحقیقت کسی دوسرے کا کوئی قصور نہیں بلکہ جسقدر ہے اسکی
اپنی بے احتیاطی ہے کہ یہ جہالت و غفلت کی بدولت خود احتیاط اور اعتدال کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قدر نہیں کرتا نہ افراط و تفریط سے باز رہتا اور نہ حواس ظاہری یا باطنی کو مناسب طور پر کام میں لا سکتا ہے اسلیئے خود ہی مصیبت کے قلعہ میں محصور ہوتا ہوا قسمت پر الزام لگاتا ہے چنانچہ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کا اپنا تجربہ ہے کہ قصبہ ترتنا دہلی میں جب کسی کے گھر سے مردہ یا بیمار چوہا برآمد ہوتا تو وہ چمٹے سے اٹھا کر اسکو اپنے مکان سے باہر بازار یا کوچہ میں پھینک دیتا اور خود پھر وہیں جاکر بیٹھ جاتا یا گلا دبا دیکر تاکہ جہاں سے وہ چوہا اٹھایا گیا تھا مگر باوجود کوشش ممبران کمیٹی اور باوقعت اہلِ اصحاب فہمیدہ کے یہ بات ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ جس زہریلے مادے نے اس چھوٹے سے ناتوان اور بےزبان جانور کا یہ حال کیا ہے جب وہ قوت پکڑیگا تو نہ صرف کسی ایک کی بلکہ تمام کنبے کو غارت کریگا بلکہ برخلاف اسکے اگر کوئی راہرو ایسے چوہے کو دیکھ کر اسکے آس پاس سے دریافت کرتا تو وہ باواز بلند پکار کر کہدیتا کہ ہمارے ہاں چوہے کہاں۔ وہ تو کئی روز سے خدا جانے کدھر کو بھاگ گئے ہیں صرف ایک ہم ہی ہیں جو اپنی بہادری سے خاندانی اور پدری عزت و آبرو کو گھر میں لئے بیٹھے ہیں۔ پس پھر کیا تھا مرض نے عدم تعمیل نوٹس کے جرم میں اوسی شب لالہ جی کو آدبایا اور پوشیدہ طور پر نہیں بلکہ سب کے سامنے ایسا گرایا کہ اٹھنا درکنار کسی عزیز اقارب سے بات کرنے نہ پایا کہ چلدیا جب اس طرح سے کئی گھرانے بے چراغ ہو گئے تو جو لوگ بےخبر ان کے راستہ میں قسمت کی آڑ (دیوار) لگایا کرتے تھے انہوں نے پیرالبدہ کو پرے پھینک ایسی چھلانگ ماری کہ لنکا چھوڑ ٹیکا جا پڑے پس صاحبو غور کرو اور سمجھو کہ ہم حیوان نہیں انسان ہیں جنکو قدرت نے حیوانات سے ممتاز اور نطق سے سرفراز کیا ہے اگر ہم اس کے وسیلہ سے علم و عقل کو حاصل کرکے تجربہ کو کام میں نہ لاویں تو یہ ہمارا اپنا قصور ہے نہ کہ کسی اور کا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی تنگ و تاریک اور متعفن مکان میں یہ بیماری پیدا ہوتی ہے تو چوہے کہیں غائب نہیں ہو جاتے ہیں بلکہ ہماری نادانی کی وجہ سے سب سے پہلے وہی مرض میں مبتلا ہو کر بلوں میں ہی مر جاتے ہیں اور جو بیہوشی کی حالت میں باہر آتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان مین بعض تو اسی دم راہی ہو جاتے ہین اور بعض پانی کی تلاش مین پہرتے نظر آتے ہین وبا کے شروع مین ہر جگہ تعداد اموات مردمان زیادہ ہوتی ہے مگر اخیر پر کم - ایک تجربہ کار یا بانی ڈاکٹر کی رائے ہے کہ پلیگ کو اناج سے بہت تعلق ہے اس واسطے اس مرض مین وہی اشخاص یا جانور مبتلا ہوتے ہین جو خراب غلہ کہاتے ہین بمبئی کے ڈاکٹر بہی اسبات سے اتفاق کرتے ہین کہ وہان ہی بوسیدہ جوار اور باجرے کے استعمال سے غربا لوگون اور چوہون مین یہ بیماری پہیلی تہی کراچی مین بہی ایسا ہی پایا گیا کہ جو لوگ نہایت ادنی درجہ کی خوراک کہاتے اور مکانات مین تازہ ہوا اور روشنی نہین پاتے تہے وہی سب سے پہلے اس آفت مین مبتلا ہوئے تہے - الغرض بہت سے وید و حکیم اور ڈاکٹرون کا اسباب مین کلی اتفاق ہے کہ وبا کے ایام مین جہانتک ممکن ہو بلند ہوادار اور روشن جگہ مین رہنا - مکان کو قلعی سے صاف کرنا - اس مین ہار لٹکانا - سرکہ چہڑکنا - گندہک - عود - صندل اور مشک عنبر وغیرہ خوشبودار چیزون یا صرف لکڑی کا روزمرہ جلانا - کوٹون مین کوئلے رکہنا - بیمار چوہے کو ہاتہہ نہ لگانا بلکہ کسی آلہ سے الگ کر دینا اور مردے کو جہان پانا وہین مٹی کے تیل سے جلا دینا ضروری ہے -

۲ - صرف ہلکی اور سریع الہضم غذا کہانا - جوش دیکر سرد کیا ہوا پانی - یا عرق بید مشک گاؤزبان اور گلاب کا پینا - حتی الامکان برہنہ بدن نہ پہرنا بلکہ جراب و جوتی اور موٹے کپڑے کا استعمال کرنا - شیرین اور قابض اشیاء سے پرہیز اور ترش کو کام مین لانا - کافور - صندل اور خوشبودار پہولون کو ہمیشہ اپنے پاس رکہنا - غم و غصہ اور وہم کو نزدیک نہ آنے دینا اور جسم و لباس اور اسباب متعلقہ کو پاک و صاف رکہنا بیماری کے صدمہ سے محفوظ رکہتا ہے اور اسکی صداقت کے لئے لورپول وغیرہ یورپ کے ان شہرون کی نظیرین موجود ہین کہ جہان قواعد حفظ صحت کی پابندی پورے طور پر کرنے اور صفائی کا اعلے انتظام ہونے کے سبب یہ مرض پہیل نہین سکی صرف چند ہی واقعات پر محدود رہکر تہوڑے دنون مین نیست و نابود ہو گئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۳۔ اگرچہ اس بیماری کا زہر تین سے پانچ یا بعض دفعہ تین دس روز تک بھی موثر رہتا ہے تاہم جب کوئی علامت ہوا ہو تو بخار و بیہوشی کے رفع کرنے کے واسطے سب سے پہلے قبض کا دور کرنا۔ مریض کی غلاظت کو فی الفور مٹی کے تیل میں جلا دینا۔ گلٹی پر دو روز متواتر جونکیں لگانا۔ اس سے پہلے اور پیچھے گرم جگہ کو سینکنا۔ مریض کو ہر طرح سے آرام دینا۔ شراب و شوربا اور تازہ دودھ و دیگر اقسام کی مقوی غذا سے طبیعت کو تقویت دینا بارہا مفید پڑتا ہے۔

۴۔ محافظہ کے لئے مریض کی خبر گیری ہر وقت ضروری ہوتی ہے اسلئے حتی الامکان اپنے ہاتھ و پاؤں فینائل کے پانی اور کپڑوں کو ابلے ہوئے پانی میں صاف کرنا لازم ہے اور علاج کے لئے کسی عالم و فاضل۔ لائق اور تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کرنا مناسب ہے مگر کسی حالت میں جاہلوں اور بازاری حکیموں کی رائے پر ہرگز نہیں چلنا چاہئے کہ وہ جہالت و خود غرضی کے سوا اسے اور کچھ اپنے پاس نہیں رکھتے ہیں اور ایسا ہی ایک مثل مشہور ہے ۔ سہ

نیم حکیم خطرہ جان و نیم ملاں خطرہ ایمان

جس طرح اہل اسلام دینی احکامات میں عقل کو دخل نہیں دیتے اسی طرح ہنود بھی اپنے پورانک شاستروں پر بشواس رکھتے ہیں کہ اگر مرنا ہے تو جینا نہیں زندگی ہے تو موت نہیں اور ایسا ہی مشہور کلام کرتے ہیں جسے آپ رکھے اسے کون چکھے۔ مگر ایسا مہمل یقین دانشمندوں کے نزدیک کچھ معنی نہیں رکھتا ہے نہ صرف اس وجہ سے کہ جہالت کا اعلےٰ درجہ یقین اور علم کا آخری درجہ حیرت ہوتا ہے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ حق الیقین کا مرتبہ تب ملتا ہے جب علم الیقین اور عین الیقین کی تحقیقات پوری ہو جاوے۔ علم الیقین وہ ہے جسکے ذریعہ سے علم الٰہی ریاضی اور طبعی کی حقیقت معلوم ہووے اور عین الیقین تب حاصل ہو۔ جب تہذیب اخلاق۔ ترکیب منزلی اور سیاست مدن سے تجربہ کرے کہ شہد کی شیرینی کتاب سے معلوم ہو سکتی ہے مگر جب تک زبان پر نہ رکھے عین الیقین کا مرتبہ نہیں ملتا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بس جیسے بغیر حکمت عملی کے پھل نہیں ملتا ہے ویسے بغیر حکمت نظری کے علم الیقین بھی مکمل نہیں ہوتا ہے اور جب تک دونوں کی تکمیل باقاعدہ نہ ہو تب تک حق الیقین کا حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے - قطع نظر اسکے اگر ہمارے قومی یا ملکی بھائی بیماری کے وقت معالج کے متلاشی نہ ہوتے پیروی مقدمات کیلئے لائق اور تجربہ کار قانونی پیشہ اصحاب کی امداد نہ لیتے - بیاہ شادی - نو تعمیر مکان اور دوامی سفر وغیرہ شبھ (ٹھیک) کاموں میں نردوش - لگن ڈھونڈتے ڈھونڈتے تو سمجھا جاسکتا تھا کہ یہہ رضاے ربانی اور تقدیر الہی کے صدق دل سے قائل ہیں مگر اب جبکہ برخلاف اسکے صدہا واقعات سے پایا جاتا ہے کہ اپنی طاقت و لیاقت کے موافق تدبیر کبھی کام میں لاتے ہیں تو ثابت ہے کہ جہالت و بے عملی کے سبب سے انکا دل و دماغ ایسا کمزور و ناتوان ہوگیا ہے کہ جب کوئی انہیں بہادری ہوتی یا پیر البدہ کا شبد آ سناتا ہے تو جھٹ لمبی تان کر لیٹ جاتے ہیں اور اگر کسی نے پرشارتھ و کوشش کا کوئی نمونہ دکھلا دیا تو ایک لمحہ کے لئے اٹھ کر بیٹھ گئے مگر دونوں صورتوں میں ہمت و استقلال کے ساتھ کرتے کراتے کچھ بھی نہیں بن پڑتی

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

رسالہ برہمچاری پرچارک راوی ہے کہ دربار دہلی کے موقعہ پر جنوری میں جن ہندوستانی اخبارات کے معزز اڈیٹروں کو سرکاری طور پر مدعو کیا گیا تھا ان میں سے کئی ایک اصحاب چند روز میں سینکڑوں روپیہ کی شراب چٹ کر گئے سچ ہے

گر یار پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے - زاہد نہیں میں شیخ نہیں متقی نہیں

مگر کون نہیں جانتا کہ اخبارات ملکی سدھار کا ایک رکن اعظم کہلاتے ہیں اور ایسے اخبارات کی باگ معزز اڈیٹروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو ہمارے رہبر ہمارے ملک کے ریفارمر سمجھے جاتے ہیں اور وہ ہندوستان کے حقوق کے لئے سرکار کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑتے ہیں ان میں تقریباً تمام گورنمنٹ کر انتظام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسکرات پر جائز و ناجائز ہر ایک قسم کی نکتہ چینی کرتے ہیں ٹمپرنس سوسائٹیوں
کی ہمت بڑھاتے ہوئے انکی رپورٹوں پر پڑھ پڑھ کر تعریفانہ مبارکباد دیتے ہیں
وقتاً فوقتاً ٹمپرنس مضمون پر پبلک جلسوں میں گوہر افشانی بھی کرتے ہیں۔ اکثر کانگریس
اور کانفرنسوں میں مسکرات کے متعلق کاغذی گھوڑے دوڑاتے ہیں لیکن وقت پڑنے
پر کیا ہوا اچھے اچھے ریفارمر بھی اپنے آپ کو بھول گئے اور اپنے علم کے موافق
عمل نہ کرسکے یہ تو وہ مثل ہوئی کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے۔ سہ

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں — کیا ایک چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

شراب خانہ خراب کی مضرتوں اور نقصانات کی شہادت صرف پرانے شاستروں
وسمرتیوں اور قدیم وجدید حکیموں کی کتابوں میں ہی نہیں ملتی ہے بلکہ آجکل کے
اخباری دنیا میں سیر و سفر کرنے والے اصحاب واقعات متعلقہ کو اپنی آنکھوں سے
دیکھ کر سمجھ گئے ہیں کہ شراب تمام برائیوں کی ماں اور جملہ گناہوں کی جڑ ہوتی ہے
استسقاء رعشہ سکتہ جنون۔ لقوہ اور فالج وغیرہ مہلک امراض اس کی
بدولت پیدا ہو کر انسان کے جسم و جان اور ایمان کی خریدار بن جاتی ہیں۔ بالغرض اگر
کسی کی جان بخشی بھی ہو جاوے تو تندرستی کو خیرباد کہہ کر زندہ درگور ہو جاتا ہے۔
اسواسطے تجربہ کاروں اور یورپین ڈاکٹروں کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ معصیت
وافلاس اور بربادی کی بنیاد شراب اور جملہ جرائم کے واقعہ ہونیکا سب سے بڑا
سبب شرابخوری ہے اس سے صرف شرابخور ہی تباہ و برباد نہیں ہوتے ہیں۔
بلکہ انکے عزیز و اقارب بھی رنج و غم اور تکالیف کا حصہ لیتے ہیں۔ پروفیسر کاربینٹر
صاحب اپنی کتاب میں جو اسوقت یورپ میں مستند مانی گئی ہے تحریر کرتے ہیں"
کہ شراب سے ایک بھی وہ مطلب جو پانی سے حاصل ہوسکتا ہے حاصل نہیں ہوتا
بلکہ اسکے خلاف خراب اثر ہوتا ہے۔ شراب میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو
انسان کے بدن کی پرورش کیلئے ضروری ہو اسلئے تھوڑی شراب پینے سے بھی دل
کی حرکت میں نقص عائد ہوتا ہے لیکن افسوس کہ انگریزی راج نے پہلے کالیتوں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہاروں اور چماروں وغیرہ ادنی ذاتوں یا قوموں میں اسکا رواج عام تہا وہ تو نفول سمجھے۔ سے

شراب ہی یہ سمجھ کے پیتا آخر اکتا اپنی اسکو غلام۔ کہیں نشہ میں کہلیں نہ جوہر ادہر ہمارے اوہر تمہارے اب اسے خیر باد کہہ رہے ہیں مگر ایک ہم ہین جو شرافت کے دعویدار ہوتے ہوئے رزالت کی محبت کو دل سے دور نہیں کرتے ہیں سچ ہے دروغگورا حافظہ نباشد۔

کاش اگر یہ شرالنسوال کے پریزیڈنٹ کروگر صاحب کی اس مثال کی پیروی کرتے کہ جب وہ ایک دعوت کے جلسہ میں گئے جہاں پر کہانے کے بعد شراب لائی گئی تہی یہ کہتے ہوئے اٹہکر چلے گئے کہ میں شراب پیتا تو کبھی بہی نہیں مگر اسکو دیکھہ کر بہی میری رگوں میں آگ لگ جاتی ہے تو سچے ریفارمر کہلانے کے دعویدار ہوتی کیونکہ ہر ایک بہادر اور پاک شخص کے اندر کسی برائی کے برخلاف اسی قسم کا جوش ہونا چاہئے چنانچہ مہاتما بدہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھہ اپنی دہرم و کرم کی پیروی کریگا وہ اس زندگی کے سمندر سے پار ہو گا اور دسکے تمام دکہہ اور کلیش نربان کے جل میں ڈوب جائینگے تمام مرکب اشیاء وقت آنے پر پرانی اور خستہ ہو جاتی ہین اور آخرش انکے اجزاء الگ الگ ہو جاتے ہین اسواسطے تم اوس چیز کی تلاش کرو جو ابدی۔ لاثانی اور کبہی ناش نہیں ہوتی ہے مگر نہیں دہرم کے معاملہ میں بہی ہم لوگوں میں یہ ہی کمزوری ہے۔ بہت اچہے اچہے اپدیش دیتے ہیں علم الہیات کے دقیق سے دقیق مسائل پر نہایت متانت کے ساتھہ بات چیت کر سکتے ہین ایک سے ایک اعلی مذاق کی دہرم پستکیں لکہہ سکتے ہیں مہاتماؤں کی اچہی طرح نقل اوتار سکتے ہین آدرالور اگ و بیراگ کے متعلق قدم قدم پر نیک و پاک لوگوں کی زندگیوں سے مثالیں دیکر عارضی گذارا حاصل کر سکتے ہین مگر جب وقت آتا ہے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہاتہی کے دانت کہانے کے اور دکہلانے کے اور ہوتے ہیں۔ چونکہ رسالہ موصوف کے لایق و فایق اور تجربہ کار اڈیٹر نے علم و عمل کے اختلاف میں ایک موزون قصہ قلمبند کیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسواسطے مین بہی اسکو مناسب سمجہکر پیش کرتا ہون۔

کیا کرون لالہ جی نہین مانتے

ڈیڑہ ادہر عورتین چہاتی پیٹ رہی ہین لیکن کی بدن پر ایک چہوٹی سے چادر کو سوا اور کچہہ نہین ایک نائن سامنے کہڑی ہوئی گویا قواعد کرا رہی ہے بعض خوفناک اور کچہہ دردناک آوازین سنکر کلیجہ پہٹا جاتا ہے یا پرم ایشور یہ کیا ہو رہا ہے درمیان مین ایک معصوم لڑکی کو بٹہا رکہا ہے وہ بہی عورتون کی دیکہا دیکہی سر پیٹ رہی ہے دل مین آیا کہ ذرا آگے بڑہکر تو دریافت کرون کہ ماجرا کیا ہے پاس سے اوسی گلی کا ایک نوجوان نظر پڑا۔ ڈرتے ڈرتے انسے پوچہا بہائی آج یہ کیسا کہرام مچ رہا ہے؟

نوجوان - کیا تمہین معلوم نہین لالہ دہنا ڈل کی پوتی آج بدہوا ہوگئی ہے تین چار مہینے ہوئے انہون نے دس پندرہ ہزار روپیہ لگا کر اس لڑکی کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی تہی۔

مین - کیا لالہ شرم داس کی لڑکی؟

نوجوان - ہان وہ ابہی امرتسر سے آئے ہین مارے خوف کے دیوانخانہ مین جا بیٹہے ہین

مین - وہ تو میرے بڑے دوست ہین مہربانی کرکے مجہے اسکے پاس لے چلو۔ چنانچہ وہ نوجوان مجہے فوراً پندرہ بیس قدم کے فاصلہ پر ایک نہایت پرتکلف مکان مین لیگیا۔ دیکہتا کیا ہون لالہ صاحب آرام کرسی پر گھٹنون مین سر دئے اداس و پریشان بیٹہے ہین۔ میرے جانے پر چونک پڑے اور مجہہ سے گلے ملکر بے تحاشا خوب روئے مینے دلاسا دیکر اونہین بٹہایا اور کہا

مین - لالہ صاحب غضب ہوگیا۔ آپکے لئے اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کس خوشی سے ہزارہا روپیہ اس لڑکی کی شادی پر خرچ کیا تہا۔ بیچاری نے اپنے خاوند کا مونہہ تک نہین دیکہا۔ سچ پوچہو تو بیچاری پہیرون کی گنہگار ٹہری ہے۔ اوسے تو اس رونے پیٹنے کا مطلب بہی معلوم نہین اسکی عمر تو ابہی پورے دس برس کی بہی نہ ہوگی۔ اس بیچاری نے ابہی دنیا کا کیا دیکہا ہے۔ آہ! ہماری سوسائٹی مین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوا دن کرت۔ دیانند موت موجود ہے شُبہ لالہ جی کو تو سخت رنج ہوا ہوگا؟

شرم داس۔ لالہ جی کو رنج ہوگا۔ انھیں کیا رنج ہوگا یہ سارے پیچ انہی کے پیدا کئے ہوئے تو ہیں۔ میں نے انکی خاطر اپنے دوستوں میں ہنسی اٹھائی ہے۔ میں ہرگز نہ چاہتا تھا کہ کرموں کی شادی اتنی جلدی کیجائے۔ شادی سے پہلے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ لڑکے کو جگر کی مہلک بیماری ہے۔ میں نے لالہ جی کو کئی خط لکھے مگر انہوں نے ایک نہ مانی۔ کہنے لگے کسی نے دشمنی سے لکھدیا ہوگا۔ جب میرے ایک آریہ بھائی نے خوب تحقیقات کر کے بیماری کی بابت لکھا تو لالہ جی نے کہا کہ آریہ سماجی جھک مارتے ہیں ایک دفعہ ناطہ کر کے کون توڑتا ہے میں نے ہر چند کہا مگر انہوں نے ایک نہ مانی بلکہ یہاں تک کہدیا کہ اگر تو ایسا کریگا تو زہر کھا کر مر جاؤنگا میں اپنا سا منہ لیکر چپ ہو گیا اب میری پختہ صلاح ہے کہ کل ہی لڑکی کو لیکر امرتسر چلا جاؤں وہاں سماج کے بہت سے میرے بھائی مددگار ہیں۔ کوئی اچھا لڑکا دیکھکر اسکی دوبارہ شادی کر دونگا۔

میں۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا خیال تو بہت اچھا ہے مگر میں تمہاری طبیعت کو جانتا ہوں کہ تم سے اسقدر ہمت ہونی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے جب لڑکے کی بیماری کا حال سنکر تم سے شادی نہ رکی تو اب کیا کروگے ایسا کرنے کے لئے بہت مضبوط ارادہ کی طاقت ہونی چاہئے۔

شرم داس۔ نہیں نہیں اب میرا پختہ ارادہ ہے میں طالب علمی کے زمانہ سے اس اصلاح کا حامی ہوں۔ شادی پر تو والد بزرگوار نے سخت ضد کی اسلئے مجھے خاموش ہی ہونا پڑا مگر اب میں نہیں مانونگا۔

میں۔ اب بھی تو والد صاحب موجود ہیں درحقیقت یہ سب دل کی کمزوریاں ہیں کہ کبھی والد صاحب نہیں مانتے کبھی والدہ صاحبہ ناراض ہوتی ہیں کبھی بھائی صاحب کی رائے نہیں۔ کبھی بیوی صاحبہ راضی نہیں [illegible] اسی قسم کے ملاحظات پیش [illegible] ہوتے رہتے ہیں۔

شرم داس۔ اچھا صاحب [illegible] دیکھ لینا۔ اب [illegible]

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مضبوط ہو گیا ہون - امرتسر سماج مین اس قسم کی کئی شادیان ہوئین اور ان مین مینے خوب حصہ لیا ہے -

بہن - اچھا ایشور کرے ایسا ہی ہو اور بیچاری غریب اور ناکردہ گناہ لڑکی کی زندگی بیوگی کی بے شمار تکالیف سے بچ جائے - اتنے مین لالہ ڈہناڈمل لڑکے کے آنیکی خبر پاکر دیوانخانہ مین آگئے اور لڑکے کو دیکہکر ڈاڑہین مار مار کر رونے لگے کہ ہائے بیٹا لٹ گئے - ہائے بیٹا لٹ گئے - شرمداس جلا بہنا تو پہلے ہی تہا اب باپ کی آہ وزاری نے گویا زخم پر نمک کا کام کیا - کہنے لگا -

شرم داس - لالہ جی مین لاچار ہو کر کہتا ہون کہ آپنے میری اور لڑکی کی زندگی کو بالکل تلخ کر دیا - کیا مینے پہلے ہی نہین کہدیا تہا کہ لڑکا بیمار ہے مگر پہر بہی آپنے ایک نہ سنی اور جہوٹی بدنامی کا خیال کرکے اپنی ہی ضد پوری کر دی -

لالہ جی - ہان بہائی میرے کئے کا یہی پہل ملنا تہا - تیرے لئے مینے اپنا سب کچہہ برباد کر دیا - دس بارہ ہزار تیرے بڑے بیٹے کے بیاہ مین لگایا - پندرہ ہزار سے کم اس لڑکی کی شادی مین نہ لگا ہوگا - ہزارون تیرے اپنے کارجون مین خرچ کیا - پہر اب تو یون کہتا ہے اور میرے کئے کرائے پر مٹی ڈالتا ہے - مینے تو سب کچہہ دیکہہ بہال کر لڑکی دی تہی - لڑکے کے باپ کے پاس اس وقت لاکہون روپیہ ہے جائداد ہے اب انکی بڑی بہاری عزت ہے بڑے بڑے انگریزون سے ہاتہہ ملاتے ہین لڑکا بہی خوبصورت تہا ہان کچہہ بیمار رہتا تہا مین سمجہتا تہا کہ اچہا ہو جائیگا مجہے کیا معلوم کہ اتنی جلدی ہماری قسمت پہوٹ جائیگی - ہائے میرے نصیب!

شرم داس - آپ ناحق ہائے قسمت - ہائے نصیب کہکر خود روتے اور اورونکو رولاتے ہین - جب آپکو معلوم تہا کہ لڑکا کچہہ بیمار رہتا ہے تو کیون نہ اوسکی صحت یابی کا انتظار کر لیا - کیا مینے آپکو کہا نہین تہا کہ اتنی جلدی مت کرو اور لڑکی کو ابہی سن بلوغت پر پہونچنے دو -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لالہ جی۔ سن بلوغت کا لفظ تم نے کہاں سے سیکھہ لیا۔ ہمارے شاستروں میں تو پانچ چہہ یا غایت درجہ سات برس کی عمر کے بعد لڑکی کا بیاہ کرنا مہا پاپ بتلایا ہے اور کیا بیماریاں لوگوں کو ہوتی نہیں ہیں یا بیماری سے سب لوگ مرجاتے ہیں مگر یہ تو قسمت کی باتیں ہیں۔ رائی وہ ہے نہ تل گھٹے جو لکھیا کرتار۔

شرم داس۔ خیر لالہ جی گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔ اب آپ سیاپہ کو فوراً بند کرا دیں۔ میں کل ڈیڑھ بجے کی گاڑی میں لڑکی کو اپنے ساتھہ امرتسر لے جاؤنگا۔ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتا کہ میری پہول سی لڑکی ساری عمر ہماری بیوقوفی کی وجہ سے بیوگی کے مصائب کو برداشت کرے یہ سنکر تو لالہ جی کے ہوش و حواس باختہ ہوگئے اور بیہوش ہوکر فرش پر گر پڑے۔ شرم داس کی بیوی اور چند دیگر عورتیں دوڑی ہوئی آئیں گلاب وغیرہ خوشبودار عطر چہڑک کر لالہ جی کو ہوش میں لایا گیا۔ تہوڑی دیر بعد لالہ جی بولے۔

لالہ جی۔ ارے بیٹا۔ تو کیوں میری سفید داڑہی میں خاک ڈلواتا ہے۔ اس وقت میری برادری میں بہت عزت ہے۔ میں برادری کا چودہری سمجہا جاتا ہوں ہر ایک معاملہ میری رائے پر طے ہوتا ہے۔ سرکار نے مجہے آنریری مجسٹریٹ بنا رکھا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے رائے بہادری کے لئے میری سفارش کی ہے اور میں شہر کا اعلے رکن سمجہا جاتا ہوں۔ سناتن دہرم سبہا کا میں ایک گویا ستون ہوں۔ ہمارے خاندان کی بات آجتک کسی نے کانوں کان نہیں جاتی۔ اگر تیرا ارادہ سماجیوں کے بہکانے پر چلنے کا ہے تو مجہے سنکہیا دے ڈال۔ ہمارے خاندان میں کبہی ایسا نہیں ہوا کہ لڑکیوں کی دوسری شادی کی جاوے۔ شرم داس کی بیوی اور اور عورتیں جو پاس کہڑی تہیں حیران تہیں کہ بڑے لالہ کیا کہہ رہے ہیں مگر جب اونہوں نے اونکی زبان سے دوسری شادی کا نام سنا تو ایک طوفان برپا کر دیا۔ دہڑا دہڑ اپنا اپنا ماتہا پیٹنے لگیں اور شرم داس کے پیچہے جہاڑ کی طرح پڑ گئیں اودہر بڑے لالہ سخت دردناک طریقہ پر آہ وزاری کر رہے تہے اور اپنی پگڑی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شرم داس کے پیرون مین ڈالے ہوئے اسکے پاؤن پکڑے بیٹھے تھے اور التجا کرتے تھے کہ خاندان اور بزرگون کی عزت بچانے کے لئے اس ارادے سے باز آ۔ شرم داس اگرچہ لڑکی کی مصیبت کے خیال سے بیتاب ہوتا اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا تھا مگر جب اپنے باپ کی ناراضی اور دکھہ کا خیال آتا تھا تو اپنا ارادہ چھوڑنے پر آمادہ ہوجاتا تھا۔ آخر اسبات پر راضی ہوگیا کہ لڑکی کو اسکی قسمت پر چھوڑا جائے پس تھبردرویش برجان درویش کہہ کر اوسی شام کو امرت سر واپس چلا گیا۔ دوستون اور سماج کے بھائیون سے جو ذکر آیا تو کہنے لگا کہ مین کیا کرون لالہ جی نہین مانتے کرمون کو اپنے کرمون کا پہل بہوگنا ہی پڑیگا۔ پس یہ ہی وجہ ہماری گراوٹ اور یہہ ہی سبب ہر میدان مین ہماری ناکامی کا ہے کہ ہم جس خیال و کلام اور فعل کو بہر صورت مفید پاتے ہین امتحان کے وقت اوسپر ثابت قدم نہین رہتے ہین اگر ہم مانند مہاتما بدھہ یا مسٹر کروگر کے استقلال سے کام لیوین تو اسوقت جو کم سن بیواؤن کی تعداد ترقی کرتے کرتے کئی لاکھہ تک پہونچگئی ہے اور اونکے دکھہ درد کی مقدار ناقابل برداشت ہوگئی ہے۔ اسکا ایکدم مین انسداد ہوجاوے۔ چنانچہ رسالہ موصوف رقمطراز ہے کہ ہندوستان کی گذشتہ مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ منجملہ ۱۴۲۳۹۵۶۴۴۷ کل تعداد عورتون کے ۲۷۸۹۱۹۳۶ جملہ اقوام و مذاہب کی بیوہ موجود ہین یا پانچ سے نو برس تک کی عمر کی ۶۰۱۷۵۹ لڑکیان شادی شدہ ہین جن مین سے ۱۷ لاکھہ بیوہ ہوچکی ہین، اور ان بیواؤن مین سے صرف ... کی دوبارہ شادی ہونی ممکن ہے۔ چھوٹی عمر مین شادی کرنیکا رواج ہندوستان کے ہندؤن کے سوا دنیا بھر مین اور کہین سننے مین نہین آتا۔ ہان ہندون کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی ایسا کرتے ہین مگر مسلمانون کے عہد حکومت سے پہلے ہندوستان مین بھی بچپن کی شادی کا نام و نشان نہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کی اس پہلو مین زیادتیون نے ہندون کو مجبور کیا کہ وہ اپنی لڑکیون کی چھٹپن مین شادی کردین ورنہ اس عذر کے سوا کسی حاکم وقت اور زبردست مسلمان امیر کی درخواست

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انکار کرنے کیلئے اونکے پاس کوئی اور بہانہ ہی نہ تہا۔ زمانے اور وقت کی مشکلات مین پڑکر اگر اُسوقت کے ہندون نے ایسا کیا بہی تو وہ چندان قابل اعتراض ہی نہین بلکہ ایک گونہ اچہا کیا تہا۔ مگر اب جبکہ انگریزی راج مین کہین بہی اس پہلو مین کسی قسم کی زیادتی کا نام تک نہیں اور پہر بہی اچہے اچہے سمجہدار ہندو اِس رسم کو دور نکرین تو پہر مذکورہ بالا اعداد مین جو کم سن لڑکیون کے دکہون یا اونکے بڑے ہو جانے پر دوسری قسم کی خرابیون کے جو نتیجے چہپے ہوئے ہین اور جنکے نمونے دیکہنے اور سننے کا ہم سبکو اپنے یا اڑوس پڑوس کے گہرون مین رات دن اتفاق پڑتا ہے ان سب قسم کے قابل افسوس نظارون کے لئے اور کون ذمہ وار ہے۔

ہندوون مین اس رسم کے خراب اور افسوسناک نتیجون یا اور قسم کی نامرغوب گہٹناون کے وقوعون پر قسمت۔ پرالبدہ اور تقدیر وغیرہ کے الفاظ مونہہ سے نکال کر کچہہ نہ کچہہ تسلی کرنے کا عام رواج ہے۔ جس طرح پر کچہہ عرصہ پہلے جب چہوٹے بچے چیچک کی مہلک مرض سے بہت زیادہ مرتے تہے۔ تو تب بہی لوگ یون ہی ہائے تقدیر اور ہائے قسمت کہہ کہہ کر بیٹہہ جاتے تہے مگر اب ویکسینیشن کی وجہ سے جو چیچک سے اموات کی تعداد بہت ہی کم ہو گئی ہے اُسنے اس پہلو مین قسمت کو پلٹا کر دکہلا دیا ہے اوسیطرح اگر شادی بہی مناسب عمر مین کی جاوے تو آیندہ بیچاری لڑکیون کی قسمت ہی بہت کچہہ بدل جا سکتی ہے۔

پہلے جسکو ہلکایا (دیوانہ) کتا کاٹتا تہا وہ جانبر نہین ہو سکتا تہا۔ بلکہ اوسکے زہریلے اثر سے جلد یا بدیر مرجاتا تہا لیکن اب جب سے کسولی (پنجاب) مین اسکے علاج کیلئے شفاخانہ کہولا گیا ہے تب سے سگ گزیدہ لوگ بالعموم صحت یاب ہوتے ہین اور اسبات کے اطمینان کیلئے ہم سرکاری رپورٹ جو سال ۱۹۱۰ع کی نسبت شایع ہوئی ہے پیش کرتے ہین کہ سال زیر رپورٹ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مین ۳۴۵ مریضون کا علاج کیا گیا جو مفصلہ ذیل مقامات سے برائی علاج شفاخانہ مین آئے تھے۔ صوبہ جات متحدہ ۱۸۵۔ پنجاب ۱۸۱۔ بنگال ۵۴۔ بمبئی ۳۰۔ مدراس ۱۳۔ وسط ممالک ۱۳۔ راجپوتانہ ۱۲۔ اسام ۱۱۔ کشمیر ۵۔ برما ۴۔ سندھ ۷۔ ۴ سیلون ۲۔ خلیج ۲۔ جن مین سے ناقابل لحاظ صرف پانچ شخص فوت ہوئے۔ ماسوا اسکے پنڈت کرپارام ڈاکٹر نے کلکتہ مین کئی ایک شخصون کو جو جذام کے لاعلاج مرض مین مبتلا تھے۔ اپنی کوشش سے بالکل تندرست کر دیا۔ اسی طرح ایک صاحب نے نامراد مرض سل کے دور کرنے مین کامل کامیابی حاصل کی۔ اندھے و بہرے اور گونگے مردم جو آجتک تختہ دنیا پر ایک قسم کا بوجھ سمجھے جاتے تھے وہ تعلیم و تربیت اور کوشش کی بدولت کلکتہ مین نہ صرف اپنی پیٹ پروری کے لایق ہوگئے ہین بلکہ مستقل مزاج اور فیاض لوگون کی توجہ سے غیرون کی مدد کیلئے مستعد معلوم ہوتے ہین اور یہہ تو ہندوستان مین آنکھون دیکھے واقعات ہین اگر آپ یورپ و امریکہ وغیرہ مہذب ممالک کی حکمت صنعت یا علم یا سائنس کی ترقی کے حالات سنین تو ایکدم مین ہی ہٹدھرمی چھوڑ کر توبہ استغفر اللہ کہنے پر تیار ہو جائین چنانچہ بقول ڈاکٹر کنیر بیر و نبسر پیٹرسن نے حال مین ایک ایسی ایجاد کی ہے جس سے وہ اندھون کو دنیا کا نظارہ دکھا سکینگے۔ آپکا بیان ہے کہ ہم آنکھ سے نہین دیکھتے آنکھ صرف عکس جذب کرنے کا کام کرتی ہے اسکی خبر دماغ تک پہونچانا پٹھون کا کام ہے اور ایسا ہی مسٹر ملر نے نیویارک مین ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے بہرے آدمی باسانی سن سکتے ہین۔ پس اگر یہ صحیح ہے تو اس سے زیادہ اور کیا کمال ہو سکتا ہے کہ جسنے پچھلے کرمون کے پھل (نتیجہ) کو بہرے پنکدیا ہے

اس مین کچھ شک نہین کہ قدرت کاملہ نے نہ صرف نوع انسان بلکہ ہر قسم کی پیدائش۔ نشو و نما اور فنا کے لئے ایک ایک مناسب وقت مقرر کیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن ایسے وقتون سے کسی خاص تاریخ و ماہ یا سن و سال کی مراد نہین ہے کہ فلان شئے ضرور فلان تاریخ ۔ گھنٹہ ۔ منٹ یا سیکنڈ مین پیدا ہوگی یا مریگی بلکہ اسبابات کی کہ لڑکپن کے بعد جوانی ۔ نوجوانی کے پیچھے بڑہاپا اور ضعیفی کے بعد موت ہر شئے جمادی و نباتی اور حیوانی کے لئے لازم قرار دیگئی ہے اور یہ قید صرف اجسام ارضی کی حد تک محدود نہین بلکہ اجرام فلکی بہی اس سے بری اور مستثنے نہین ہو سکتے ہین کیونکہ قوانین قدرت کل کائنات پر حاوی ہین ۔ ع

گردش گردون دوران راہمین باشد مثال ہر کمالے را زوالے ہر زوالے را کمال

رعایت ہے کہ ایک بوڑہا کسی حکیم کے پاس گیا اور ہاضمہ کے فتور کی شکایت کی حکیم نے اوسکی عمر اور حالات کو دیکہہ کر کہا کہ بابا تمہارا ہاضمہ تو ضعیفی کی وجہ سے کمزور ہو چکا ہے غذا کم کہایا کرو ۔ بوڑہے نے کہا حکیم جی مجکو سنائی بہی کم دیتا ہے اسکی بہی کوئی دوا دیجئے اور ذرا زور سے بولئے حکیم نے چلاکر کہا کہ بابا تمہارے ہاضمہ اور سماعت مین ضعیفی کی وجہ سے فرق آگیا ہے اب کوئی دوا کارگر نہ ہوگی بوڑہے نے کہا حکیم صاحب مجکو آنکھون سے بہی دہندلا نظر آتا ہے حکیم نے کہا بابا یہ بہی ضعیفی سے ۔ بوڑہا تینون بیماریون کو ضعیفی کے سبب سے لاعلاج بتلانا سنکر غصہ سے آگ بگولا ہوگیا اور جہنجلا کر کہا کہ کیسا احمق حکیم ہے مین جس مرض کی شکایت کرتا ہون اسی کو کہتا ہے ضعیفی سے حکیم نے مسکرا کر جواب دیا کہ بابا تم جو مجہہ پر خفا ہوتے اور بیوقوف کہتے ہو یہ بہی ضعیفی سے کیونکہ تمہارے جملہ حواس ظاہری و باطنی اور قوای انفعالی کمزور ہوگئے ہین پس جس طرح جملہ طاقتون کی ترقی سے جسم بڑہتا اور طاقتور ہوتا جاتا ہے اوسی طرح انکی تنزل سے آخر ایکدن جسم نکما اور بیکار ہو جاتا ہے اغلب ہے کہ اس حکیمانہ مسئلہ کو سنکر اکثر اصحاب بے تحاشا بول اٹہین کہ ان تینون منزلون کو تو شاید اسوقت ہندوستانیون کی پیدائش کا ۱۸ حصہ بہی بمشکل طے کرتا ہوگا ورنہ قریباً تین چوتہائی مردم تو پہلے اور دوسرے درجہ مین بلکہ بہت سے تو پیدا ہوتے ہی مرجاتے ہیں اور اگر یہ قانونی عمل ہے اور قانون

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قدرت اٹل ہے جیساکہ سردی ۔ گرمی ۔ بہار اور خزان ہر سال آتی ہے اور ہر قسم
کی مخلوق پر اپنا اثر دکہلاتی ہے تو اوسکی تاثیر بہی کل نوع انسان پر یکسان ہونی
چاہیئے تہی نہ کہ کسی ایک جزو پر جو دوسری سے بہت کم ہے چونکہ ہر ایک معاملہ مین
کثرت پر نگاہ کیجاتی ہے ۔ میونسپل بورڈ ۔ پنچائت اور پارلیمنٹ یا کسی دیگر جماعت
مین بہی امر متنازعہ کا فیصلہ کثرت راے پر ہوتا ہے اسواسطے رسم و رواج عام کے
خلاف یہ راے صحیح نہین ہے لہذا جواباً عرض کرنا ضروری ہوا کہ موسم ہاے مندرجہ
بالا کی تاثیر جملہ حصص زمین پر مساوی نہیں ہوتی ہے اور نہ ہر ایک حصہ کے لیئے
تبدیل موسم کا کوئی ایک ہی وقت مقرر ہے بلکہ بلحاظ رفتار آفتاب کے انکی تبدیلی
اور تاثیر مختلف اوقات پر مختلف طور سے ہوتی رہتی ہے تاہم جہان جب کبہی اوقات
مروجہ مین اختلاف یعنی کمی یا بیشی وقوع مین آتی ہے قحط سالی یا بیماری نازل ہوتی ہے
حیوانات ناطق و مطلق کی تولید اولاد کیلیئے ایک ایک مدت مقرر ہے مگر جب اوسمین
برخلافی ہوتی ہے زندگی اوسکی نہین رہتی ہے اسی طرح جس بارہ مین جہانتک قانون
قدرت کی پیروی کیجاتی ہے وہان تک اوسکا نتیجہ اوسکے موافق نکلتا ہے اور جہان
غفلت و سستی یا جلدبازی درمیان مین آجاتی ہے وہان اسکے خلاف ثمرہ ملتا ہے
چنانچہ ایک مرتبہ ایک بہت بڑا امیر جسنے بہت سی بیماریون مین بڑی تکلیف اٹہائی تہی
مہاتما بدھ کے پاس آیا اور اسباب کیلیئے معافی کا خواستگار ہوا کہ مینے آپکو اپنی بہیا
بوگ (حسب مراتب) دیبی شردہا کے ساتہہ جہک کر پرنام نہین کیا کیونکہ مین فربہی (موٹاپے)
کثرت نیند ۔ اور دیگر بیماریون سے تکلیف پارہا ہون حتی کہ مجہہ مین چلنے پہرنے کی بہی طاقت
نہین ۔ بدھ نے اوسکو عیش و عشرت کے سامانون سے محیط دیکہہ کر پوچہا کہ کیا
تمکو اس امر کی خواہش ہے کہ تم اپنی بیماریون کے سبب معلوم کرو جب اسنے اس کی لئے
استدعا کی تو انہون نے کہا کہ پر تکلف کہانا ۔ نیند کا شوق کرنا ۔ عیش پرستی کیلیئے
زبردست خواہش ۔ بے فکری اور بے شغلی (بیکاری) یہ پانچ چیزین اس
حالت کو پیدا کرتی ہین تمکو چاہیئے کہ کہانا اپنی اشتہا سے کم کہاؤ اور اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سر پر کچھہ کام لو۔ اس سے تمہاری تمام طاقتیں کام مین آجائینگی اور پھر تم تندرست
ہوکر اپنے ہم جنسون کیلئے بھی مفید ثابت ہوگے اور نیز اس نصیحت پر عمل کرنیسے تمہاری
عمر دراز ہوگی چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا اور کچھہ دنون کے بعد جسم کا ہلکا پن اور
جوانون جیسی پھرتی حاصل کرکے پیدل چل کر بدھہ کے پاس آیا اور
اون سے کہا کہ مہاراج آپنے میری جسمانی امراض تو دور کردئے اب مین آپکی خدمت
مین اپنے آتما کیلئے پرم گیان حاصل کرنیکو آیا ہون۔ یہ سنکر انہون نے کہا
کہ جاہل اپنے جسم کو پالتے ہین لیکن عالم اپنے آتما (روح) کو تقویت دیتے ہین۔
وہ شخص جو دن رات اپنی خواہشات نفسانی کی سیری مین لگا رہتا ہے وہ
اپنی بربادی آپ کرتا ہے مگر جو راستی کی راہ پر چلتا ہے اسکا آتما بھی۔ پاپ
(گناہ) سے آزاد ہوتا اور عمر طبعی پاتا ہے۔ اگر اب بھی اس امر مین کچھہ شک ہو
تو لیجئے ہمارے پاس ایک زندہ مثال یورپ کی موجود ہے چنانچہ معتبر ذریعہ سے
تحقیق ہوکر شائع پا گیا ہے کہ پچھلے تین سو سال کے عرصہ مین مردمان انگلستان
کی عمر کی اوسط بیس برس تھی۔ اٹھارہوین صدی کے اختتام پر تیس سال ہوگئی
چونکہ یورپ والے دنون دن سائنس مین حیرت انگیز ترقی کر رہے ہین (سے زیادہ) سوا
اب محض قوانین حفظ صحت کے لحاظ سے آسٹریا و ہسپانیہ مین اوسط عمر ۲۴
فرانس مین ۴۸½۔ انگلینڈ والون کی ۴۶½۔ ناروے اور سویڈن کی ۵۰ سال
محسوب ہوئی ہے مگر ایک ہم ہین جو اپنی نافہمی کیوجہ سے علم وہنر کیساتھہ عمر و دولت وغیرہ
نعمائے دنیا کو بھی خود ہی کھو بیٹھے ہین کیونکہ ہندوستانیون کی عمر کی اوسط ۲۴ سال
سے زیادہ نہین نکلی ہے پس صاف ثابت ہے کہ قسمت کوئی چیز نہین فقط
نادانون کے دل بہلانے کو یہ ایک طلسم ہے۔ سنہ

عاقل کو تو اک صرف اشارہ ہی کفایت کافی نہین نادان کو دفتر و رسالہ

اگرچہ حیات انسانی کیلئے مقامی آب وہوا اور روشنی کا اثر بھی لازمی
ہے کہ جسکے سبب سے مختلف ممالک مین رنگ وقد کی مقدار اور عمر کی تعداد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مختلف ہوتی ہے مگر ہند کے حکماء نے طبعی عمر انسان کی سو برس قرار دی ہے جس مین پچیس برس تک پہلا حصہ حصول تعلیم کیلئے ۔ پچاس برس تک دوسرا حصہ انتظام خانہ داری کے واسطے ۔ اسکے بعد تیسرا حصہ گوشہ گزینی اور سب سے آخر کا حصہ ترک تعلقات کیلئے مخصوص کیا ہے ۔ مگر سوائے ادن لوگون کے جو سرشتی نیم پر چلکر ہر حال مین اعتدال کی حفاظت رکھتے ہین دیگر لوگ اس حد تک نہین پہونچتے بلکہ بعضے بچپن کی بے اعتدالیون اور غلط کاریون کی بدولت قبل از وقت ہی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہین حکماء ہدایت کرتے ہین کہ ہر شخص کے لیئے مرد ہو یا عورت واجب ہے کہ سب سے پہلے لذات دنیاوی ترک کرکے برہم چرج اختیار کرے اور استاد یا گرو کی خدمت کرکے تعلیم پاوے کیونکہ بغیر علم کے انسان کسی کام کا نہین ہوتا ہے ۔

شرط سلیقہ ہے ہر کام مین ۔ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیئے

چنانچہ یورپ کے فلاسفرون بلکہ عوام کا دستور العمل بھی یہ ہی نظر آتا ہے کہ سن بلوغت تک سوائے تعلیم وتادیب کے لڑکا لڑکی معاملات خانگی مین مطلق دخل دینے نہین پاتا ہے اور نہ دنیاوی لذات مین پہنسنے کی مجال رکھتا ہے اور رواج بھی یہ ہی ہے کہ جب تک سند لیاقت حاصل نکرے عقد نکرے اور اور نہ کسی شادی وغمی وغیرہ رسومات مین شریک ہووے بلکہ فقیر یا قیدی کیطرح طالب علمی کی حالت مین جہان کے جملہ کار وبار سے جدا رہے کیونکہ مرد کو پچیس سال اور عورت کو سولہ سال کی عمر تک طالب علمی فرض ہے مگر افسوس کہ اسوقت ہمارے رہبر اور پیشوا برہمن بھی اس فرض کو پورے طور پر ادا نہین کرتے ہین بلکہ بعض برہم چرج کے فوائد سے محض ناواقف رہتے ہین پس جب تک عام یا ایک ولایت کے مرد وزن عالم وفاضل نہون ولایت کو طاقت و دولت اور عزت کچھ حاصل نہ ہو کہ ولایت جماعت سے متعلق ہے نہ فرد واحد سے ۔ بالفرض اگر یہ خواندہ ہون اور دیگر پیشہ ور ناخواندہ تو بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اونکے کام مین جو صنعت وحکمت درکار ہوا وسکو بہ وجہ کیونکر کرسکین کیونکہ یورپ
وامریکہ مین جو ہر روز ہر کام مین ایجاد وصنعت ہوتی ہے وہ پادریون کی نو ایجاد
نہین ہے بلکہ خواندہ لوہارون اور کاریگرون کی ایجاد ہے۔

۲- بعد تکمیل شرائط ہم پہونچ کے جب آدمی معاش پیدا کرنے کے قابل ہوجاوے
حسب رضامندی اپنے بزرگون کے مناسب خاندان کی عورت سے شادی
کرے۔ سلامت روی۔ راستبازی اور دیانتداری سے جو پیشہ کرسکے اختیار
کرے۔ برادری۔ پیشہ اور وطن کے مردم سے مناسب سلوک کرے آئین
ملک وقوم کے موافق کہاوے پیوے۔ لباس وپوشاک پہنے اوڑہاوے
بجاوے غرضکہ جتنے کام عیش وعشرت اور خوشی کے ہین سب کرے مگر کسی
ایک فعل مین محو نہ ہوجاوے بلکہ جملہ حرکات وافعال مین اعتدال کی حفاظت
کرے۔ انگریزون مین کوئی ایسا نہین سناجاتا جو جوان ہوکے باپ دادا
کی دولت پر ناز کرے یا محنت بازو سے باز رہکر بھیک مانگنے پر دل دہرے
بہت کم لوگ ہونگے جو سواے ایک بیوی کے دو چار سے دل لگاتے ہونگے
یا چوری ورشوت خواری وغیرہ جرائم کی بدولت مانند ہندیون کے جیلخانہ
مین عمر تمام کرتے ہونگے اگرچہ یہ آشرم حسب آشرمون سے بڑا ہے مگر جہانتک
دیکھا جاتا ہے اوس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ہم لوگ صرف تیسر حصہ نہین
بلکہ چوتھا حصہ عمر کا گذرنے پر بھی اس آشرم کو (مانند اون ہندو دادون
کے جنکی عمر پچپن سال سے تجاوز کرجاتی ہے دانت مونہہ سے نکل جاتے ہین
کانون مین قوت سنائی اور آنکھون مین طاقت بینائی باقی نہین رہتی
چلنے پھرنے سے عاجز ہوجاتے ہین مگر پھر بھی کوشش کرتے چلے جاتے ہین
کہ کسی طرح اس مرتبہ پر ایک سال تو اور رہجائین) بخوشی چھوڑنا نہین
چاہتے ہین اور نہ یہ سمجھتے ہین کہ ہمارے پیچھے آنیوالی نسل حقدار گرہستی ہے

۳- جب پچاس برس کی عمر سے تجاوز کرجاوے اور اولاد پیدا ہوکر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لایق انتظام مہمات کے ہوجاوے تب کل مال واسباب خانہ داری انکے سپرد کر خود نگرانی یا گوشہ گزینی اختیار کرے تعلیم وتربیت اطفال کو کرے یا رفاہ عام کے کامون مین حصہ لیوے غرضکہ حواس ظاہری وباطنی اور قواے انفعالی کو طلب لذات محسوسات سے قابو کرے - سردی وگرمی موسم - نرمی وسختی زمانہ اور مفلسی وآسودگی کی آفات سے مغموم نہ رہے - اس سے یہ غرض نہین ہے کہ زن وبچون کو چھوڑ جنگل مین چلا جاوے اور مانند بہائم کے زندگی بسر کرے مگر یہ کہ نعماے دنیا کی لذتون سے مرنے سے پہلے مونہہ موڑے اور عاقبت کا بیم ورجا دل مین نہ رکھے - جب تک زندہ رہے سلامت روی سے گذر کرے کہ حین حیات ترک مطلق ناممکن ہے -

۴ - جب چہارم حصہ عمر کا شروع ہووے اگر دل دنیا سے بالکل متنفر ہو سنیاس کی شروط کو ادا کرے - اگر اسباب معیشت موجود ہو - دریوزہ گری کر کے زندگی بسر نہ کرے مگر جب آدمی اس منزل پر پہنچتا ہے جو خیالات کرم کانڈ مثل جپ وتپ اور جگ وغیرہ - اوپاسنا مانند تیرتھ اور برت وغیرہ سب اوسکے دل سے دور ہوجاتے ہین یونانیون کی راے مین یہ مرتبہ عدالت کا عام کو حاصل نہین ہوتا ہے مگر خواص کو - حاصل کلام یہ کہ تمام انتظام دنیا وعقبی ہنود کی آئین سے برہم چرج - گرہست - بان پرست - اور سنیست کے آداب مین رقم ہے جسکو یونانی حکما - حکمت عفت - شجاعت اور عدالت سے نامزد کرتے ہین - اگر اس حکم کی خاص وعام مین تعمیل ہو - کسی قومی کمیٹی - سبھا - سماج - یا سوسائٹی کی تجویز - تحریر یا ہدایت کی ضرورت نہ ہو کیونکہ جب جہل نہ رہے نصیحت کی کیا حاجت رہے کہ آفتاب کے نکلنے سے چراغ کی طلب نہین رہتی ہے اور اسکے واسطے سب سے پسندیدہ یہ بندوبست ہے کہ جو شخص اپنی اولاد کو مدت معینہ تک برہم چرج نہ کراوے وہ اپنے پیشہ قوم اور ملک مین استحقاق تعظیم ورعایت اور احسان کا نہ رکھے کیونکہ فی زمانہ جو انگریزی نہین پڑھتا ہے وہ وکالت کا سارٹیفکٹ حاصل نہین [illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پس اسی طرح جب عوام سمجھینگے کہ ناخواندہ کو کوئی حق فضیلت یا انعام - اور
بزرگی کا نہیں رہا خود بخود علم و عقل کے پھیلانے اور بڑھانے کی کوشش کرینگے
اور جب معقولات کے مضامین سے واقف ہونگے تو لایعنی رسوم فضول خیالات اور
بیہودہ اشغال کو از خود ترک کر دینگے -

یہہ امر مسلمہ عام ہے کہ جس کاروبار میں انسان پوری دلی توجہ دیکر کام کرتا ہے
اسکے جزو کل کو پاتا ہے اسمیں وہ بہت جلد یا بدیر کامیاب ہوتا ہے اور اسی سے
زیادہ تر فائدہ بھی اوٹھاتا ہے - مرض کی تشخیص طبیب کرتا ہے جوہر کو جوہری پہچانتا ہے
اور گدھے کے حسن و قبح کو کمہار دیکھتا ہے غرضکہ ہر کارے و ہر مردے اور جس
پہلو میں بیدلی ہو تو بھی سے کام لیتا ہے یا سرسری اور معمولی طور پر اس میں سے
گذر جاتا ہے اسمیں نہ صرف کم فائدہ اوٹھاتا ہے بلکہ بسا اوقات نقصان اوٹھانا
پڑتا ہے - اگرچہ ناظرین نے اپنی زندگی میں اس قسم کی بہت سی نظیریں دیکھی اور
سنی ہونگی لیکن جس واقعہ کو میں پیش کرتا ہوں وہ بھی کچھہ کم نہیں ہے -

باپ - مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اکثر کالج سے غیر حاضر رہتے ہو اور تمہارے بار بار
امتحان میں فیل ہو جانیکی بھی وجہ ہے -

بیٹا - پاس یا فیل ہو جانا تو ایک امر تقدیری ہے کیونکہ بڑے بڑے ہوشیار
بعض اوقات فیل اور معمولی قابلیت والے پاس ہو جاتے ہیں - ہاں آپ
رجسٹر حاضری کو دیکھکر میرے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں -

باپ - جب پروفیسر کسی مضمون پر لکچر دیا کرتا ہے کیا تم وطن ہی ہوا کرتے ہو؟

بیٹا - اور کیا میں گھر میں ہوا کرتا ہوں؟ جبھی میں کہہ رہا ہوں کہ آپ حاضری کا رجسٹر
دیکھ لیجئے ورنہ میری کلاس کے لڑکوں سے پوچھہ لیجئے پھر آپنے مجھہ پر یہ الزام
لگا کر ناحق اوستاد کو کیوں ناراض کر دیا -

باپ - عزیز من گرم نہو - تحمل سے میرے سوالوں کا جواب دیتے رہو - اچھا -
کیا تمہارے کالج کا چپراسی بھی وہاں موجود ہوتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیٹا۔ ہاں تعلیم کے متعلق آلات وغیرہ وہی تو لاتا اور لے جاتا ہے۔ آپ اوسی سے دریافت کر لیجئے کہ میں کبھی بھی غیر حاضر نہیں ہوا۔

باپ۔ مجھے کسی اور سے پوچھنے یا رجسٹر دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں صرف تم سے ہی پوچھ لینا کافی ہوگا۔ اچھا وہ کتنے سال سے کالج میں آتا ہے

بیٹا۔ میں خود پانچ سال سے اوسے دیکھتا ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ وہ پچیس سال کا ملازم ہے اور اوسکے دیکھتے دیکھتے ہزاروں لڑکے پاس ہوئے کہ جن میں سے کئی ایک ڈپٹی کمشنری۔ ماسٹر اسسٹنٹی۔ سب انجینئری۔ انسپکٹری وغیرہ اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہیں اور بیرسٹروں۔ پلیڈروں اور مختاروں کا تو کوئی شمار ہی نہیں

باپ۔ وہ ۲۵ سال تک روزمرہ سب سے پہلے کالج میں آکر اور سب لڑکوں سے پیچھے جاکر بھی اوسنے کوئی سند امتحان یا کم از کم کچھ علمی لیاقت حاصل کی۔

بیٹا۔ وہ تو ویسا کا ویسا ہی رہا اور ویسا ہی رہیگا کیونکہ وہ تو اس مقصد کے لئے کالج میں آتا ہی نہیں۔

باپ۔ اسکا یہ مقصد ہو یا نہو مگر جب وہ اتنے سال سے بلا ناغہ کالج میں جاتا اور جو کچھ تعلیم دیجاتی ہے وہ بھی سنتا ہے تو پھر علمی قابلیت کے پیدا ہو جانے میں کون امر مانع ہے۔

بیٹا۔ یہی کہ باوجود کانوں تک لکچرار کی آواز پہونچنے کے بھی وہ اودہر توجہ ہی نہیں دیتا گویا اس طرح پر وہ سنتا ہوا بھی نہیں سنتا۔

باپ۔ میرے نزدیک تم بھی ویسی غیر حاضریاں کرتے ہو ورنہ تمہارے جیسے ذہانت والے شخص کا بار بار فیل ہو جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اب تم سچائی سے بتاؤ کہ لکچر کے گھنٹوں میں لکچرار کی آواز سنتے ہوئے بھی تم کہاں رہا کرتے ہو؟

بیٹا۔ ٹھیک کہ ہم چند لڑکوں نے ملکر ایک ڈیبیٹنگ کلب کھولا ہوا ہے کہ جس میں تقدیر و تدبیر۔ پاپ پن۔ بھلائی برائی اور جھوٹھ و سچ وغیرہ مسائل پر ہر روز تقریریں ہوا کرتی ہیں چونکہ میری تقریر عموماً سب سے اچھی ہوتی ہے اسلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مین اکثر اس روز کے مضمون پر بچار کرتا رہتا ہون اسوجہ سے بارہا میری توجہ پڑہائی کی طرف کم جاتی ہے۔

باپ - اصلی غیر حاضری یہ ہی ہے جو لوگ جسم کو کسی جگہ پر لیجا کر رکہدیتے یا کہین جا کر بیٹہ جانے کو حاضری تصور کرتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین - تم جو تقدیر و تدبیر وغیرہ مسائل پر بحث مباحثہ کرتے رہتے ہو میرا خیال ہے کہ تم کسی نہ کسی سماج مین بہی ضرور جایا کرتے ہوگے اور تمنے وہان پر ہفتہ وار اوپاسنا اور اپدیش مین لوگون کو بلاناغہ اور حسب معمول آتے جاتے بہی دیکہا ہوگا۔

بیٹا - جی ہان مگر ان مین عموماً تین مختلف قسم کے آدمی دیکہنے مین آتے ہین - کئی تو ایسے ہوتے ہین کہ جو جلدی ہی آئے اور تہوڑی دیر بیٹہ کر چلے گئے - کئی وقت مقررہ سے دیر مین آتے مگر اخیر وقت تک بیٹہے رہتے ہین - بہت سے ایسے پریمی بہی ہین کہ شروع سے اخیر تک بڑے پریم اور دلی توجہ سے اوپاسنا اور اپدیش کو سنتے رہتے ہین۔

باپ - مگر کیا تم ان لوگون مین کسی قسم کی تبدیلی بہی دیکہتے ہو

بیٹا - مین آپکے سوال کا مطلب نہین سمجہا۔

باپ - جو لوگ سالہا سال سے کسی سماج کے رجسٹرڈ ممبر اور اسکے ہفتہ وار جلسون مین بلاناغہ آتے اور اپدیش سنتے رہتے ہین کیا اونکا دلی پریم اور لگاؤ دنبدن الشور سے بڑہتا جاتا اور اسکے مخالف دنیاوی گرویدگی اور سنساری موہ کے بندہن ٹوٹتے یا کم ہوتے جاتے ہین۔

بیٹا - بہتون کو تو مین جانتا ہی نہین - بعض کا صرف نام معلوم ہے مگر اونکے کاروبار اور زندگی کے حالات وغیرہ کا مجہے کچہہ پتہ نہین - ممکن ہے کہ ان مین کئی ایسے شخص بہی ہون کہ جنکو آپ تبدیلی شدہ کہتے ہین - چند کی نسبت معاملہ پڑنے سے خود جو کچہہ دیکہا یا دوسرون سے کہ جنکا کام پڑا سنا ہے کہ اون مین اور عام دنیادارون مین چندان فرق نظر نہین آتا۔

باپ کس قسم کا فرق؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیٹا ۔ مثلاً جیسے عام لوگ حسب ضرورت جھوٹھ بولتے ۔ رشوتین دیتے اور
لیتے ہے آپس مین ہی ایکدوسریکی نندا کرتے رہتے ۔ دانستہ جھگڑے اوٹھاتے
خود غرضی سے دوسرون کو نقصان پہونچاتے ۔ نام اور واہ واہ کے بھوکے ہوتے
خوشامدیون اور ہان مین ہان ملانے والون سے خوش ہوتے ۔ لڑکون اور لڑکیون
کے ساتھہ مختلف قسم کا سلوک کرتے اور دنیاوی مفاد کیلئے راستی اور انصاف کا
خون کرتے ہین ۔ یہ لوگ بھی ان سے کچھہ کم نہین ۔

باپ ۔ تو کیا اوپاسنا مین آنکھین موندتے اور لگاتار اوپدیش سنتے رہنے کا اون پر
کچھہ بھی اثر نہین ہے ۔

بیٹا ۔ اور کئی مین کئی ایک اوپاسنا کرانے اور اوپدیش دینے والون کو جانتا ہون
کہ جو حسب موقعہ و ضرورت مذکورہ بالا قسم کے کئی ایک ناجائز کام کر لیتے ہین اور اسوقت
مجھے یہ شعر یاد آیا کرتا ہے ۔ ع

گر ہمین مکتب است و این ملّان ۔ کار طفلان تمام خواہد شد

باپ ۔ جسکے دوسرے معنے یہ ہین کہ امتحان کے وقت وہ دہرم کے مضمون مین
تمہاری طرح فیل ہو جاتے ہین ۔

بیٹا ۔ جی ہان مین تو ایسا ہی دیکھتا اور محسوس کرتا ہون

باپ ۔ تو اب سمجھو کہ یہ لوگ سماجون یا مندرون مین جا کر آنکھین بند کر کے اوپدیش
سنتے رہکر اور جسم کے لحاظ سے بلا ناغہ حاضر ہونے پر بھی درحقیقت وہان سے تمہاری
مانند غیر حاضر رہتے ہین اور یہی وجہ اونکے فیل ہونیکی ہوتی ہے ۔ دنیا یا دہرم
کا کوئی امتحان کیون نہ ہو اوس مین فقط وہی لوگ پاس ہو سکتے ہین جو اول
تعلیم کے وقت دلی توجہ یا روح کے لحاظ سے درسگاہ مین حاضر رہتے ہین ۔ دوم
جو کچھہ پڑہا یا سنا ہے ۔ سادہن (کوشش) کے ذریعہ اوسے یاد کرتے یا
عمل مین لاتے ہین مگر جو لوگ لکچر یا اوپدیش سنتے وقت کسی اور مضمون کو سوچتے
یا آنکھین بند کئے دنیاوی اودھیڑ بن مین غوطے کھاتے رہتے اور اسے یاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور عمل کرنے پر وقت اور طاقت خرچ نہین کرتے وہ نہ کبھی پہلے پاس ہوئے اور
نہ اب پاس ہوتے ہین اور نہ آئندہ پاس ہونگے پس ثابت ہے کہ کامیابی
کی کنجی کی دو چیزین مستقل ارادہ اور مسلسل کوشش ہین کہ جن سے ہی دین یا
دنیا جسم یا روح کے متعلق اسرارون کے تمام تالے پہلے کہلے - اب کہل رہے ہین
اور آئندہ بھی کہلتے رہینگے - اسی ارادہ اور کوشش نے مہاتما بدھ سے یہ عہد
کرایا تہا کہ اسی آسن پر خواہ میرا جسم خشک ہو گوشت و پوست اور ہڈیون کا نام و
نشان باقی نہ رہے مگر جب تک مین بہت مشکل سے حاصل کرنیوالا پرم گیان
نہ پاؤنگا تب تک میرا جسم اس آسن سے ہرگز نہ ہلیگا -

ہرچند کوشش اور سعی مین اگرچہ دیر اثر ہے پاویگا وہ شے بلاشک ہے جو منظور نظر
کوشش یا ہمت اوس دل کی طاقت کا اندرونی جوش ہے جو مرجھائی ہوئی طبیعت کو
ازسرنو تازہ اور شگفتہ کر دیتا ہے جس وقت انسانی دل و دماغ مین ہمت گذر کرتی
ہے اوسوقت اسکے خیالات کی پریشانی نقش آب کی طرح مٹ جاتی ہے اسواسطے ہمت
کو اگر انسان قدر کی نگاہ سے دیکہے اور اوسکی تائید کو منعم روزگار سمجھے تو ضرور ہے کہ وہ ایک
مشکل سے مشکل اور اہم کام کو بھی باسانی انجام دینے کے لئے اپنے آپکو تیار اور آمادہ پاسکے چنانچہ
دنیا کے بڑے بڑے مرحلے اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسلون کا فقط ایک ہمت کی مدد سے طے ہونا
پایا جاتا ہے اگر ہمت کو انسان کام مین نہ لاتا تو اوسکا عدم وجود مساوی ہو جاتا کیونکہ کاہلی کا
غلبہ انسان کی عقل و فہم کو ضایع کر دیتا ہے اور اچھے اچھے خیالون کی آمد کو روک کر اوسے ایک
قسم کی مایوسی کا فریفتہ بنا دیتا ہے اسواسطے ہمت وہ معجون مفرح القلوب ہے کہ جسکا استعمال
ایک کمزور آدمی کو بھی زور آور کر دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر نحیف الجثہ لوگ صرف اپنی ہمت
ہی کی بدولت اون شہ زور مردم سے بازی لے گئے ہین جن مین مقابلہ کے وقت ہمت کا مادہ
بالکل سرد ہو گیا تہا الغرض جس طرح آفتاب اپنی چمکتی ہوئی کرنون سے نباتات کو قوت
بالیدگی اور جاندارونکو آسایش زندگی بخشنے مین پوری مدد دیتا ہے اسی طرح ہمت کی روشنی
پژمردہ دلون کو جگمگا کر اس قابل بنا دیتی ہے کہ انکے کامون اور کوششون اور مشغلون کا انقطاع کبھی
غرض جب نہین ہوتا دیکہو کالنبس صاحب کیسے کیسے مصائب سفر کے برداشت کرنے پر
بہی اپنے مستقل ارادے سے باز نہ آئے بلکہ آخر کو انکی ہمت نے کامیاب کر دیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور وہ ایک ایسی ہی دنیا کو جو اُس وقت تک اہل دنیا کی نظروں سے پنہان تھی،
تلاش کر لائے جو تا قیامت انکے نام کو روشن رکھیگی۔ سائر تھو سنے بھی یہی سبق
چیونٹی سے حاصل کیا تھا پھر اس پر کاربند ہونے سے جو کچھ نتیجہ برآمد ہوا تھا
تاریخدانوں سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

جو لوگ کوشش اور ہمت کی زندہ مثالیں دیکھنا چاہتے ہیں انکو اہل
یورپ کے کمالات اور انتظامات کو بغور ملاحظہ فرمانا چاہیئے۔ اگرچہ یورپ کے
کارخانوں کا حال تو بخوبی انہیں لوگوں کو معلوم ہے جنکو انکی خوش قسمتی وہان تک
لیگئی ہے لیکن تاہم ہمارے ہندوستان میں وہان رکے ارباب ذی ہوش کی ہمت
کے صدہا نمونے موجود ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ریلوے انجن۔ تار برقی۔ بے تار
خبر رسانی اور فوٹوگرافی وغیرہ انواع واقسام کی کلیں جنکے ذریعہ سے اب طرح طرح
کی چیزیں بآسانی تیار ہو رہی ہیں بغیر کسی ہمت اور کوشش کے ایجاد کی گئی ہیں
ہرگز نہیں بلکہ جب آدمی کسی کام میں جان توڑ کر کوشش کرتا ہے تب کامیابی کی شکل
نظر آتی ہے۔ یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہر ایک کام بآسانی اور حسب دلخواہ پورا
ہو جاتا ہے بلکہ اکثر اوقات بڑی بڑی تکلیفیں اور دقتیں ایسی پیش آجاتی ہیں
کہ جنکے ہجوم سے روشن دماغوں اور اعلیٰ خیالوں میں پریشانی کا پیش آجانا ایک
معمولی بات ہو جاتی ہے مگر ایسی حالت میں فقط وہی لوگ ثابت قدم رہسکتے ہیں
جنکی ہمت کا حوصلہ کسی حال میں پست نہیں ہوتا پس اسی وجہ سے انگلستان جیسی
کامیاب قوم دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جسکا باعث صرف یہی ہے کہ ان میں ہمت
اور جوانمردی پورے طور پر موجود ہے اور ہر شخص آزاد ہو کر اپنی اپنی لیاقت و
طاقت اور محنت کو پورا پورا کام میں لاتا ہے ۔

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا ۔ ہو سکتا ہے سب کچھ پر خدا ہو نہیں سکتا
کوشش سے محال امکان میں آتا ہے بشرطیکہ ارادہ کامل۔ ہمت مستحکم اور غور و فکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سکے ہمراہ ہو اور اسبات کے باور کرنے کے لئے ہمارے دہرم شاستروں
مین بسوامتر کی معتبر نظیر موجود ہے جو کہشتری درن مین پیدا ہوکر ایسی زبردست
طاقت کے ذریعہ سے برہم رشی ہو گئے تہے اور نہ صرف اس اعلی درجہ کی انسانی فضیلت
پاکر خاموش ہو گئے تہے بلکہ اپنی علو ہمتی سے ایک علیحدہ قسم کی سرشٹی (مخلوق) پرچنے (پیدا کرنے)
کی ٹہان لی تہی کہتے ہیں کہ ناریل ادسیکی ایجاد ہے جسکو اس وقت تک بجائے انسانی قربانی
کے ہون اور یگ وغیرہ مین استعمال کیا جاتا ہے اسواسطے ہر شخص کو چاہئے کہ دینی
یا دنیاوی کامون مین جسکو پسند کرے اول اوسکا علم حاصل کرے پہر غور و فکر کو کام
مین لاوے اوسکے بعد ارادے کو مضبوط اور ہمت کو قوی کرے اور جان و مال سے
ہمہ تن متوجہ ہو کر عمل مین لاوے ممکن نہین کہ کامیاب نہ ہووے بالفرض شاذ و نادر اگر سو
مین ایک کسی سبب سے مدعا کو نہ پاوے محروم مطلق بہی نہ رہیگا کہ اپنی حیثیت سے زیادہ نامور ہو جاوے
قطع نظر انکے جو لوگ پرالبدہ بہاگ یا قسمت کو پہلے جنم کے کرم سے منسوب کرتے ہین اور سابقہ
جنم کے کئے ہوئے کامون کا نتیجہ موجودہ زندگی مین بہوگنا مانتے ہین وہ بہی ہر قسم کے دکہہ
سکہہ اور نفع نقصان وغیرہ لوازمات زندگی کے لئے پورشارتہہ (کوشش)
کو ہی ثابت کرتے ہین کیونکہ اسکے بغیر کسی قسم کا نیک یا بد کام کسی وقت زمان حال یا
گذشتہ مین ہو نہین سکتا ہے پس ہر کام کی کامیابی محض کوشش پر ہوتی ہے
اسلئے ہر حالت مین کوشش شرط ہے۔ ۵

استقلال سے مراد ثابت قدمی ہے۔ غیرت ہمت دلاوری اور بہادری اسی کی جزو اعظم ہوتے
ہین اپنے ارادہ و تدبیر مضبوطی کو ساتہہ قائم رہنا سخت سے سخت تکالیف اور مصائب کا سامنا
کرنا اوسکا معراج ہوتا ہے اور صاحب استقلال اپنی موجودہ حالت اور کمالیت سے کبہی مطمئن نہین ہوتے
ہین بلکہ ہر دم اپنی عزت و شہرت و نام کی خاطر کوشش کرکے اونچا اوڑنے کی لئے جست مارتے
ہین اور جو ہمت ہارنے یا کبہی تہکنے والے نہین ہوتے ہین اونکے سامنے کیسی مشکل پیش آوے
آسان ہو جاتی ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک وقت مین جبکہ وہ کوئی ہتیار بند یا حربہ اپنے پاس نہین
رکہتا تہا مست ہاتہی نے حملہ کیا اوسوقت اسنے پہرتی سے ایک کہمے کو جو اوسکے قریب تہا ہاتہی پر دے مارا
چونکہ یہ جانور باوجود طویل القامت ہونے کے طبعی طور پر ڈرپوک ہوتا ہے کہمے کی چلانے کی عجب
آواز سنکر بہاگ گیا الغرض دنیا مین جس شخص نے ترقی اور فضیلت حاصل کی نقطہ ہے اسلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک ہمت ہزار حکمت سے افضل ہے بزدل کو پاس اگر دارا کا لشکر اور فریدون کی حشمت اور تمام جہان کی خوبیاں ہوں ایک کار آمد نہ ہوں۔ تلسی داس جی کہتے ہیں

بپتا کال پرکھئے چاری ۔ دہیرج ۔ دہرم ۔ متر اور ناری

دنیا میں اندرونی طاقت کے زور سے اوٹھنا بیرونی بازوؤں کے بل اٹھنے سے کہیں زیادہ مفید اور طاقتور ہوتا ہے چنانچہ چین میں ایک عام کہانی مشہور ہے کہ ایک طالب علم نے علم حاصل کرنے کی محنت و مشقت سے تنگ آکر تعلیمی کتابوں کو بالائے طاق رکھدیا اور کھیل کود میں مصروف ہو گیا لیکن ایکروز اسکو ایسا اتفاق ہوا کہ اسنے ایک بڑھیا غریب عورت کو دیکھا جو لوہے کی سلاخ کو رگڑ رہی تھی لڑکے نے پوچھا کہ میا اسکو کیا کریگی ۔ اسنے جوابدیا کہ مجکو سوئی کی ضرورت ہے جب یہ گھسکر سوئی کے برابر رہجاویگی تب اسکو کام میں لاوینگی ۔ لڑکا سنتا ہی ششدر رہگیا اور اسکی طبیعت پر بڑھیا کی ہمت اور استقلال کا ایسا اثر ہوا کہ جسکے سبب اوسنے اپنے آپکو ایسا ممتاز اور کارکن ثابت کرکے دکھلایا کہ تھوڑے عرصہ میں وہ سلطنت کے لایق اور فاضل ترین اشخاص میں شمار ہونے لگا الغرض اس دو ایک مستقل مزاجوں کا کیا ذکر ہے بڑے بڑے عالموں فلاسفروں اور بہادروں کی سوانح عمریاں (جنہوں نے اپنے چھوٹے درجہ سے عروج حاصل کیا) جسکی مصدق ہو رہی ہیں اسواسطے دنیا میں جو چیز انسان کو ممتاز کرنے اور ایک کو بمقابلہ دوسرے کے آسمان شہرت پر پہونچا دینے والی ہے وہ صرف استقلال ہے۔ ۵

ثابت قدم کو لمر فہمی مولا مدام ہے ۔ مشکل جہان میں جتنی ہے تیری غلام ہے

دور دراز وقت کی گفتگو اور دیرینہ زمانہ کی ہسٹری کو بالائے رکھکر اگر موجودہ حالت پر نظر ڈالی جاوے تو صاف ثابت ہوجاتا ہے کہ باشندگان یورپ و امریکہ وغیرہ مہذب ممالک نے قلیل عرصہ میں جو کچھ علم ۔ طاقت ۔ دولت اور معلومات وغیرہ میں روے زمین کے مردم پر عروج حاصل کیا ہے اوسکا باعث بہی بجز استقلال کے دوسرا نہیں ہے بلکہ اس بے بہا جوہر کی امداد سے یورپین لوگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس کام کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اسکو حاصل کئے بغیر نہیں چھوڑتے ہیں یا جس بات کو مفید عام سمجھتے ہیں اسکے اختیار کرنے میں ہماری طرح ہرگز نہیں جھجکتے ہیں بلکہ یکدم ہی تعمیل کیلئے تیار ہو جاتے ہیں چنانچہ تھوڑا عرصہ ہوا جب تعلیم یافتہ اصحاب نے علمی اصولوں کی بنا پر مُردے کا جلایا جانا پس ماندگان کے حق میں بہتر خیال کیا تو بلا لحاظ مذہبی رکاوٹ یا ملکی مخالفت کے فی الفور اسکو جاری کر دیا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سال ۱۹۰۲ء کے درمیان انگلینڈ میں ۳۹۷۷ - اٹلی میں ۳۴۴۹۳ - امریکہ میں ۱۵۹۸۶ - اور فرانس میں ۹۴۴۷۰ ، مردے جلائے گئے۔ ایک صاحب دل کا قول ہے کہ ہر انسان جو اس دنیا میں آتا ہے خطرات و مصائب - افلاس و تکالیف اور نقصان کو اپنے ہمراہ لاتا ہے اسلئے ضرور ہے کہ وہ پہلے ہی سے اپنے دل کو ہمت و تحمل سے مضبوط کرے تاکہ جو حصہ اوسکی مشکلات کا ہو اوسکو استقلال کے ساتھ برداشت کر سکے پس ظاہر ہے کہ استقلال نہایت ضروری اور مفید چیز ہے استقلال مردانگی کی دلیل اور فرزانگی کی علامت ہے دیکھو سکاٹلینڈ کے مشہور محب الوطن جو ہن بروس کو باوجود بار بار کی زک اٹھانیکے آخر اسی نے منزل مقصود پر پہونچا دیا اسواسطے جو شخص جس کام کے واسطے معقول ترکیب سے کوشش کرتا ہے وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے اور اگر کسی سبب سے مدعا کو نہیں پاتا ہے - اپنے تئیں رذالت سے نکال شرافت کے مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ — پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہو تو ہو

دل کی اولوالعزمی کا نام حوصلہ مندی ہے اور یہ ایک ایسا مادہ ہے جو مثل دیگر مادوں کے سب آدمیوں میں یکساں نہیں ہوتا ہے اور آدمی کا حوصلہ مند ہونا کوئی ادنی صفت نہیں ہے بلکہ بعض لوگ جو بظاہر کم لیاقت یا کم ظرف ہوتے ہیں وہ اس بے نظیر صفت کے ہونے سے اعلےٰ مرتبہ پر پہونچ جاتے ہیں اور جن میں یہ صفت نہیں ہوتی ہے وہ پست ہمت ہو کر دمبدم گرتے چلے جاتے ہیں اور پست ہمتی کی خصلت یا حوصلہ مندی کی قلت بمقابلہ دیگر ممالک کے باشندوں کے ساکنان ہندوستان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے باشندوں میں زیادہ تر پائی جاتی ہے جسمانی ترکیب یا آب وہوا اور غذا نے ایسا کیا ہو یا رسم رواج نے یہ برا اثر ڈالا ہو مگر اسکی موجودگی اظہر من الشمس ہے چنانچہ ہمارے حضور وائسرائے لارڈ کرزن صاحب گورنر جنرل بہادر ہند نے بھی ایک مرتبہ اس ملک کی پروڈکٹو پاور کے متعلق ٹراونکور میں فرمایا تھا کہ ہندوستان میں ہر ایک چیز بافراط موجود ہے صرف اولوالعزمی کا مادہ پیدا کرنا باقی ہے اور اگرچہ فی زمانہ ہر صوبہ و شہر میں قومی ترقی یا ملکی بہبودی اور رفاہ عام کے کاموں میں مختلف طریقوں سے کوشش ہو رہی ہے مگر ارادے کی مضبوطی اور مستقل مزاجی کسی کام میں نظر نہیں آتی ہے بلکہ ہر ایک کام عارضی امنگ یا دیکھا دیکھی سے کیا جاتا ہے پس جب تک یہ بنیادی نقص ہر کام کی ابتدائی اور اوسکے انجام میں باقی رہیگا وامن مقصود بار نہ ہوسکیگا ۔

عشق نا خام است باشد بستہ ناموس و ننگ - پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

انسان کی روح میں جو طرح طرح کی خواہشات اور جذبات موجود ہیں وہ اپنی اپنی سیری کے لئے اسکو رات دن اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں۔ روح اگر انکے بہاؤ میں بہتی چلی جائے تو اوسکی بربادی اور تباہی کی کوئی حد نہیں رہتی یعنے اگر انسان نے تماشا انکے پیچھے دوڑا چلا جائے تو اس صورت میں جسقدر وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے اسقدر کوئی دوسرا نہیں کرسکتا علے ہذا برخلاف اسکے اگر وہ اپنی خواہشات کو دبا (قابو) کرکے اپنا مالک آپ بنے تو جیسا بھلا وہ اپنا آپ کرتا ہے ویسا دوسرا شخص کبھی نہیں کرسکتا اسواسطے اپنے دشمن آپ نہیں بننا چاہئے بلکہ اپنے دوست مالک یا اپنا بھلا آپ کرنیکا فکر کرنا چاہئے - اس سفر میں اگر کوئی اندرونی دشمن روک پیدا کرے تو استقلال اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کو مستعد ہونا چاہئے چنانچہ اسکی صداقت میں سلف ہیلپ کا مسئلہ مشہور اور زبان زد خاص و عام ہے کہ خدا انکی مدد کرتا ہے جو اپنی امداد آپ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے اس مسئلہ کو مد نظر رکھا ہے انہوں نے اپنی بساط سے بڑھکر دینی یا دنیوی عروج حاصل کیا ہے دیکھو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وتیالیع بوناپارٹ - نادر - تیمور - سکندر اور رنجیت سنگھ وغیرہ جنہون نے فقط حوصلہ بلندی
کی بدولت اپنے تئین ادنے درجہ سے اعلے رتبہ پر پہونچایا - اور یڈہشٹر وغیرہ پانچ
پانڈوون نے لاچاری اور تباہی کی حالت مین کیسی عظیم مہم کا سرانجام کیا بلکہ کئی ایک
گمنام اشخاص اسی بے نظیر صفت کی پختہ بنیاد پر پاؤن رکھہ کر پیغمبر - اوتار یا ولی اللہ
مشہور ہوگئے ہیں - علے ہذا دنیا کی تواریخ مین ایسے لوگون کی ایک طویل فہرست پائی
جائیگی جنکی تعظیم کے لئے عوام کی گردنین جھک گئین - یا جنہون نے ہمت مردانہ سے اپنے
آپکو اور لوگون سے ممتاز کر دکھایا -

کیمیا ڈھونڈتے پھرتے ہین ظفر اہل ہوس - دل گداز اپنا کیا جسنے وہ اکسیر ہوا

جو لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ بلا امداد دوسرےکے کچھہ نہین ہوسکتا ہے وہ ذاتی
اعزاز کے سوا کسی مفید عام کام کو بھی لو اچھی انجام نہین دیسکتے ہین اور نہ انکی ہمت
و حوصلہ کو وسعت ہوسکتی ہے ایسے لوگون کو سمجھنا چاہئے کہ جو لوگ کچھہ کرنیکی قابلیت
رکہتے ہین وہ انسانی ترقی کا مدار اوسکی کوشش و تدبیر پر تعبیر کرتے ہیں اسوجہ سے ضروری
ہے کہ جس شخص - قوم یا ملک کو اپنی حالت کی درستی کا خیال ہو اسکو ہمت مردان
مدد خدا کے مسلمہ مقولہ پر کاربند ہوکر اپنی پوری طاقت کام مین لانے کی کوشش
ہمت اور محنت سے ترقی کے وسائل پیدا کرنے چاہئے اگرچہ معمولی دھوپ مین اسقدر
گرمی نہین ہے کہ اسکے ذریعہ سے آگ روشن ہوجاوے مگر جب سورج کی کرنون کو
ایک محدب شیشے کے اندر سے گذارتے ہیں تو وہ ایک جگہ جمع ہوکر آگ پیدا کردیتی
ہے اسی طرح ہم بھی جب اپنی طاقتون کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو ایسا خیال پیدا
ہوتا ہے کہ ہم کچھہ نہین کرسکتے ہین - ہماری ذہنی طاقت - دل کے بہاؤ اور کلاج
شکتی وغیرہ کیا کام دیسکتے ہین ہا مگر اگر یہ ہی طاقتین کسی ایک سمت مین رکھی جاوین
تو ان سے وہ آگ پیدا ہوسکتی ہو جو ہمکو لگاتار کام کرنیکے لئے تحریک - جوش امید
اتساہ (حوصلہ) دیسکے - مگر افسوس کہ ہماری طاقتین بکھری ہوئی ہیں - ہم بہت
کاموں مین ہاتھہ ڈالتے ہیں - مگر کسی ایک کو بھی اچھی طرح سے پورا نہین کرتے - ہم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت سے کاموں کو اچھا سمجھتے ہیں مگر کسی ایک میں بھی اپنے پورے دل کو نہیں لگاتے
پس اعلےٰ انسان کون ہے؟ وہی جو کسی ایک پاک مقصد کو اپنے سامنے رکھتا ہے
اور اسیکا بن جاتا ہے۔ سے

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون — این خیال است و محال است و جنون

شاستر کاروں نے پرالبدہ کو لنگڑے اور پرشارتھہ کو اندھے سے تشبیہ دی
ہے اور اس میں شک بھی نہیں ہے کہ جو شخص کوشش نہیں کرتا ہے وہ مانند
لنگڑے کے محض نالائق ہو جاتا ہے اور جو برخلاف اسکے کوشش اور کشمکش کو کام
میں لاتا ہے ور اگرچہ آخر میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن آغاز میں پاس یا فیل ہو جانے
کے بے اختیاری نتائج سے نا آشنا رہتا ہے چنانچہ بہت سے لوگوں نے دیکھا یا سنا
ہوگا کہ اکثر حوصلہ مندوں نے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالکر آگ پانی یا ہوا کے طوفان
سے اکثر جانداروں کی جان کو بچا لیا اور بعضوں نے ایسے آفت زدوں کی بدولت
اپنی عزیز جان کو قربان کر دیا۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی رسم و رواج کی ترمیم
کسی کام کی اصلاح یا نو ایجاد کے لئے مستعد ہوتا ہے تو پہلے تعصب میں اپنا سر دیتا ہے
کبھی نیک نام ہوتا ہے۔ کبھی بدنام کبھی کامیاب ہوتا ہے اور کبھی نقصان اٹھاتا
بلکہ مارا جاتا ہے اسواسطے تمام کوششیں ہماری پوری نہیں ہوتی ہیں بلکہ بہت سی
رایگان بھی جاتی ہیں اور اسبات کو عام طور پر تو سب ہی مگر خاصکر وہ لوگ اچھی
طرح جانتے ہیں جو اپنی اولاد کی نالائقی کی وجہ سے اپنی امیدوں سے مایوس
ہو چکے ہیں لیکن جو اصحاب سبب اور نتیجے کے اٹل نیم (قانون) سے بخوبی واقف
ہیں وہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہر ایک کام کی انجام دہی کے لئے علم و عقل
موقعہ و وقت اور ہمت وغیرہ کئی ایک خاص خاص شرائط اور قواعد مقرر ہیں کہ
جنکی بجا آوری پر انکی کامیابی کا انحصار ہے مثلاً اگر کسی بیج سے پودا یا درخت
پیدا کرنا چاہو تو ضروری ہے کہ پہلے اسکے لئے گرم و تر یا سرد و خشک وغیرہ جیسی کہ
ضرورت ہو کھاد ڈالکر زمین یا موزوں موقعہ تیار کرو پھر وقت اور موسم کا لحاظ رکھکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مناسب مقدار اور گہرائی مین بیج بوئے۔ ازان بعد حسب ضرورت آب وہوا روشنی
پہونچاتے رہو تو ایک مدت گزرنے پر اس سے انکر نکل آویگا اور اسی طرح کل مناسب
شروط پوری کرنے پر آخر وہ پودا بڑہتا ہوا درخت کی شکل قبول کرکے اوقات معینہ
پر پہول اور پہل دینے لگ جائیگا اگر برخلاف اسکے اوس تخم کو کسی ریشمی
کپڑے یا قیمتی صندوقچے مین بحفاظت تمام رکہا جائے یا اوسکے لیے مناسب کوشش
اور حفاظت نہ کی جائیگی تو وہ نہ صرف ویسا کا ویسا رہیگا بلکہ اسکی مدت مقررہ
گذر جانے پر وہ خراب وخستہ اور ناقابل کاشت ہو جاویگا اگرچہ بظاہر تو یہہ
بہ نسبت اوس بیج کے جو کوڑہ کرکٹ یا مٹی مین پہینکدیا گیا ہے بہتر حالت مین ہے لیکن وہ
ایسی حالت مین اون سب سامانون سے محروم ہے جو اوسکے نشو ونما ہونیکی ابتدا اور ضروری ہین اور جب
وہ اپنی بالیدگی اور کامیابی کی قانون کو اثر سے باہر ہے تو یہ نہین ہو سکتا کہ ایسے حالت مین رہکر
وہ درخت بن سکے یا اوس مقاصد پورے کر سکے جسکے لئے اوسکا ظہور ہوا تہا پس جبتک حرکی پوری ماہیت
سمجہہ مین نہ آجائے اور مطابق علم کے مناسب طور پر اسکو عمل مین نہ لایا جائے
تب تک کامیابی صرف محال ہی نہین بلکہ ناممکن ہو جاتی ہے

ہر ولایت اور زمانہ کے حکماء اس بات پر متفق الرائے ہین کہ اگر مریض
کی مرض کو صحیح طور پر طبیب تشخیص کر لیوے اور پہر اوسکے موافق کارآمد دوائی
دستیاب ہو جاوے اور مریض کی طبیعت بہی ایسی ہو کہ وہ کسی دوا کے اثر کو
جذب اور قبول کر سکتی ہو تو یہ تینون امور ملکر ٹہیک نتیجہ کو پیدا کرتے یعنے
حالت صحت کو بحال کرنے مین مددگار ہو سکتے ہین اگر بخلاف اسکے حکیم مرض کو تشخیص
ہی نہ کر سکے دوائی پرانی اور خراب ہو یا مریض کی طبیعت ہی اسقدر جہ تک بگڑ چکی ہو
کہ وہ کسی دوا کو قبول ہی نہ کر سکتی ہو تو پہر مرض کے دور ہونے اور صحت کا منہ
دیکہنے کی امید منقطع ہو جاتی ہے مگر مقلد مرحوم ایسی معقول دلائل کیطرف توجہ نہین
دیتے ہین۔ بلکہ بقول ایسکے مصرع

خدا خود میر سامان است اسباب توکل را

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسی روایات پیش کرتے ہیں کہ فلاں شخص کسی گذشتہ جنم کے کرم سے بہرا ہوگیا۔ ہرچند وید حکیم اور ڈاکٹروں نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ایکدن اتفاق سے وہ سیڑھی پر سے گر پڑا سخت چوٹ آئی بیہوش ہوگیا مگر جب ہوش میں آیا تو خود بخود بہراپن دور ہوگیا علے ہذا ہر قسم کی بیماری مصیبت - ذلت - تکلیف اور بدنامی کو کوئی نہیں چاہتا ہے مگر یہ بمثل مہمان ناخواندہ کے خود بخود آ موجود ہوتی ہیں اگرچہ پچھلے لوگ ایسے واقعات کو بمصداق اسکے - پڑے پاسا اور جیتے گنوار - تقدیر یا قسمت سے کیوں نہ منسوب کریں لیکن جو لوگ اپنے عیوب کی آپ پڑتال کرتے یا قواعد جنگ اور سپہ سالاروں کے کارناموں کو بچشم خود دیکھتے ہیں - وہ اسباب کی پوری شہادت دیتے ہیں کہ جب تک دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی مرض و مشکل کی ضروری شرائط ادا نہیں کی جاتی ہیں تب تک وہ کسی نوع سے بھی دور نہیں ہو سکتی ہیں گویا خالق کائنات نے ہماری ہستی کے ساتھ کوشش اور کشمکش کے قانون کو عجیب ترکیب سے وابستہ کر دیا ہے اور جب تک اوسپر پورے طور پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے تب تک ٹھیک نتیجہ بھی نہیں نکلتا ہے اسلیئے اس دنیا میں کسی شخص کو بھی ناامید نہیں ہونا چاہیئے بلکہ کمزور سے کمزور سے غریب سے غریب اور پاپی سے پاپی آدمی بھی اگر خود چاہے اور مناسب کشمکش کرے تو ہر ایک قسم کی مشکل کو حل کر لینا اسکا حق ہوگا - اسی بناء پر یہ کہا گیا ہے کہ انسانی زندگی محنت کوشش اور کشمکش سے بنتی ہے جہاں اور جس پہلو میں یہ نہیں وہاں قدرتی نتیجہ موت ہے پس موت سے بچنے کیلئے کشمکش کے قانون کی پیروی کرنا ایک بہت ضروری اور لازمی امر ہے اور اسکی صداقت میں صلح کل امن خیر اندیش رسالہ برہم پرچارک کا مفید مضمون بجنسہ پیش کیا جاتا ہے -

سادھو کی عظمت

ایک پولیس کے سپاہی نے تھانہ دار کے اشارے سے تمسخراً ایک فقیر کا کمبل اٹھا کر چھپا دیا - فقیر کا تکیہ تھانہ کے قریب ہی تھا - اسنے تھانہ دار سے جا کر کہا کہ میرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تکیہ مین چوری ہوگئی اور مین لٹ گیا۔ تھانہ دار نے کہا سائین! تیرے پاس چوری جانے کیلئے تھا ہی کیا؟ فقیر نے جواب دیا کہ بابا! کوئی چور میرا لحاف۔ بچھونا قالین۔ دو شالہ۔ چھتری۔ تیر مال سب کچھ لیگیا۔ مال مسروقہ کی یہ فہرست سنکر تھانہ دار بیساختہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ سائین! کیون جھوٹھ بولتے ہو؟ اور پھر کمل منگوا کر اور اسے دکھا کر پوچھا کہ سوا اس پھٹے پرانی کمبلی کے تمہارے پاس اور تھا ہی کیا؟ فقیر اپنی کمبلی کو پہچان کر اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ بابا یہی میرا سب کچھ ہے اور پھر اسنے تھانہ دار کو دکھلا دیا کہ اکیلا کمبل حسب موقعہ و ضرورت لحاف وغیرہ ساری چیزون کا کام کس طرح پر پورا کر دیتا ہے۔

جس طرح پر فقیر کا کمبل اکیلا ہی حسب ضرورت اوپر بچھے اوڑھنے۔ بچھانے کی ساری ضروریات کو پورا کرکے اوسکے لئے بمنزلہ سب کچھ کے ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہمیں صرف ایک اور اکیلا سادھن ہی ایک ایسا فراخ اور بامعنی لفظ یا طریق عمل ہے کہ دین و دنیا کے قریباً سارے چھوٹے و بڑے دھندون مین کسی نہ کسی صورت و شکل مین اسکی ہی سب سے بڑی اور بہت ہی بڑی ضرورت ہے اور اگر یہ کہدیا جاوے کہ بغیر اوسکی امداد کے کہیں اور کسی پہلو مین کچھ بھی نہیں ہو سکتا یا نہیں ہوتا تو اس مین کسی قسم کا مبالغہ نہین۔

جملہ طالب علم اپنی درسیہ کتب کی لکھائی پڑھائی کو لگاتار لکھنے و پڑھنے کی مشق۔ ابھیاس یا سادھن کرنے سے۔ کوئی پیشہ۔ ہنر یا کام وغیرہ سیکھنے والے لوگ اپنے اپنے پیشہ یا ہنر اور کام کے متعلق طریق عمل کو بار بار اپنے ہاتھ۔ پاؤن یا دل و دماغ کے ساتھ بار بار دوہرانے اور مشق یا سادھن کرنے سے ہی کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں کسان اپنی زمین کی پیداوار۔ یا باغبان اپنے باغ کے پھل پھول لوہار۔ سنار۔ بڑھئی اور چمار وغیرہ جملہ پیشہ ور اپنی اپنی دستکاری کے پھل اپنے اپنے پیشہ یا کام کی مشق اور سادھن ہو کے ذریعہ سے بہترین طریق پر سیکھ کر نسبتاً بہتر طور پر حاصل کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیاوی لحاظ سے اور دنیاوی معنون مین بادشاہ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے کیونکہ بادشاہ کو کھانے - پینے - اوڑھنے - رہنے - سہنے - دولت وحشمت مرتبہ وحکومت غرضکہ ساری دنیاوی نعمتون اور عشرت کے سامانون مین سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے اور دینی لحاظ سے تارک الدنیا ہونا نیکی پاکیزگی اور دوسرون کا بھلا چاہنے اور بھلا کرنے کی زندگی بسر کرنا سب سے پیار کرنا اور اپنے خیال وکلام اور عمل سے کسیکو بھی ناجائز طور پر ایذا نہ پہنچانا اس پہلو مین سچے سادھوون اور مہاپرشون کا مرتبہ سب سے اعلےٰ ہے ۔

ایسی مثالین موجود ہین کہ دنیاوی لحاظ سے ایک معمولی حیثیت مگر غیر معمولی اور خاص قابلیت کا شخص بادشاہت اور حکومت حاصل کرنے کو معراج بناکر اور اسکے حصول کے لئے جس قسم کے اپاؤ اور سادھنون کی ضرورت ہے (خواہ وہ اپاؤ وغیرہ دھوکھون اور چالبازیون کے توڑ جوڑ - کشت وخون اور دوسرون کے حق چھیننے اور دبانے پر مبنی اور دینی لحاظ سے گناہ کبیرہ مین داخل کیون نہو) انکو پورا کرکے بادشاہ ہی نہین بلکہ شہنشاہ بنگیا کون نہین جانتا کہ فرانس کا نپولین بوناپارٹ اور پنجاب کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیا سے کیا بنگئے اور معمولی غریبانہ حالت سے نکل کر امیر - وزیر یا دولتمند بن جانے کی مثالین تو قریباً ہر جگہ بہت زیادہ نظر آتی رہتی ہین اور شاید ہی کوئی شہر یا قصبہ ان سے خالی ہو ۔

ایسی مثالین بھی موجود ہین کہ ایک ایک ڈاکو اور بدچلن لوگ اپوترتا سے بھری ہوئی گناہ آلودہ اور قابل نفرت زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی موجودہ حالت سے بیدار ہو کر اور دھرم جیون حاصل کرنیکے سادھن کرکے رشی - منی - مہاتما اور سچے سادھو اور ایشور کے بھگت بنگئے - بالمیک جی اور مہاتما بدھ کے شاگرد انگلیمال ڈاکو اور اجھیا بائی بیسوا وغیرہ سینکڑون اور ہزارون گذشتہ اور موجودہ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہین کہ انسان دھرم سادھن سے ہی اعلےٰ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دہرم جیون لابہہ کرتا ہے - کبیر جی کو دہرم نشٹ ہوا اور بہگتی بہاؤ مین بڑہتا ہوا دیکہہ کر ایک شخص نے کہا ہے - سے

رام بہجن کا لا ہا رے ہا رے جگ جیتی ہجات جو لا ہا رے

پس جبکہ دینی اور دنیاوی ہر ایک پہلو اور ہر کام مین کامیابی کی کنجی ایک اور صرف ایک ہی سادہن ہے تو دینی اصطلاح مین دہرم سادہن کے نام اور عمل سے کیا مراد ہے -؟

جیسے مختلف مذاہب مین بہشت (سورگ) - دوزخ (نرک) - مکتی (نجات) پوجا (عبادت) - دہا - پرآرتہنا وغیرہ دینی اصطلاحی اور ہم معنی یا بالمقابل الفاظ کے معنی و مطلب اور مفہوم قریباً مختلف ہیں - یہانتک کہ ایشور خدا اور گاڈ کا نام کہ جو عام بات چیت مین عموماً ایک ہی مضمون مین استعمال کیا جاتا ہے اپنے اپنے مذہبی عقائد یا تعلیم کی بنا پر اسکی صفات یا گنون کا برنن کرتے ہوئے وہ بہی ہر ایک کیلئے جدا جدا اور ایک طرح پر جہگڑے اور تنازعے برپا کر دینے کی چیز بن جاتا ہے ویسی ہی مذہبی دنیا مین دہرم سادہن لفظ کے معنے - مطلب اور مفہوم مین بہی بہت کچہہ اختلاف اور ردو بدل ہے مثلاً ایک ہندو کے نزدیک تیرتہہ یا دریا کا اشنان - اپنے گرو - دیوتا یا اوتار کا دہیان - کسی منتر - استوتر یا دہرم پستک کا پاٹھہ - تہتہہ - تہوار وغیرہ کرنا دہرم سادہن مین داخل ہے برخلاف اسکے ایک سکہہ کے نزدیک گرنتہہ صاحب کا پاٹہہ اور اسپر پہول چڑہانا اور ارداس کرانا اور امرتسر جی وغیرہ تیرتہون پر جانا دسون گروؤنکو ایشور کا اوتار یقین کرنا اور کیس - کڑا - کچہہ - کنگہا اور کرد رکہنا دہرم سادہن سمجہا جاتا ہے ایک مسلمان پنج وقتہ نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ کے عمل کرتے اور خدا - اپنے پیغمبر - قرآن اور قیامت وغیرہ مین ایمان رکہنے کو دہرم سادہن مانتا ہے - ایک عیسائی بائبل کے پڑہنے گرجا مین جانے حضرت مسیح مین بطور نجات دہندہ کے ایمان رکہنے اور اسکی سکہلائی ہوئی دعا مانگنے کو دہرم سادہن یقین کرتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک برا مہو ہر روز کسی ایک وقت مقررہ طریق پر ایشور کی اوپاسنا کر لینے اور ایک آریہ سوامی دیانند جی کے ترجمہ کردہ ویدون کو الہامی یقین کرنے اور سندھیا وغیرہ کرنے کو دہرم سادہن سمجھتا ہے۔

کیا یہہ یا اس قسم کے سادہن کرنے سے لوگ دہارمک بنجاتے ہیں؟ جیسے دنیوی معاملات مین ایک طالب علم پڑہنے و لکہنے کا اور ایک بے ہنر شخص کسی ہنر سیکہنے کا سادہن کرکے عالم اور باہنر بن جاتا ہے اور اسکی سابقہ اور موجودہ قابلیت میں بہت بڑا فرق اور تبدیلی نظر آتا سادہن کے ٹہیک طور پر پورا کرنیکی کسوٹی یا شناخت ہے۔ ویسی ہی حقیقی شردھا اور سرل بہاؤ کے ساتہہ دہرم سادہن کرنیسے بہی کسی سادہک کی سابقہ اور موجودہ زندگی مین تبدیلی اور فرق پیدا ہو جانا لازمی ہے بشرطیکہ دہرم سادہن کا تعلق جنم آیندہ یا آخرت پر منحصر رکہہ کر اوسے بطور ٹیکس کے پورا کیا جاتا ہو مثلاً دہرم سادہن کرنے سے اگر سادہک کے دل مین ایشور پریم اور اسکی ضد دنیا مین گرویدگی سے نفرت پیدا نہ ہو راستی انصاف غرض کے پیار منگل بہاؤ۔ دل کی اپوترتا اور پن کارجون کے لئے رغبت اور انکی ضد جہوٹہہ۔ فریب۔ دہوکہہ۔ بے الفاظی۔ بے اصولاپن خیال و کلام اور عمل سے کسی کا برا چاہنے یا برا کرنے۔ دل دل مین شل بد نظری۔ انتقام کا بہاؤ دوسرونکا مال اوڑانے وغیرہ کی ناپاک خواہشین لوٹہنے۔ کوسنگ اور پاپ کارجون سے نفرت محسوس نہ ہو یہان تک کہ خودی کے پیار اور لوگون کی طرف سے نام عزت بڑائی اور واہ واہ حاصل کرنیکی خواہش سے اسکا دل اسی طرح پر نہ بہاگتا ہو کہ جیسے انگلی کے جل جانیکا خوف اسے آگ مین انگلی ڈالنے سے روکتا ہے تو در حقیقت وہ شخص کوئی دہرم سادہن کرتا ہی نہین۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ جس سادہن کی بیرونی اڈمبر کو وہ نیم ورجا وغیرہ کی بناء پر پورا کرتا ہے۔ سچ مچ وہ ایک مفید طریق ہو اور بہت سے لوگ دلی بہاؤ کے ساتہہ اسی طریق پر عمل کرکے دہارمک بہی بنگئے ہون لیکن جو شخص کبہی آئندہ اور اگلی دنیا کے حساب کتاب لگا کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسوقت اندر اور باہر سے ایک نہ بنہا اور جہوٹہہ موٹہہ اپنے نزدیک خدا کو دہوکہا دینا چاہتا ہو وہ درحقیقت اپنے آپکو ہی بہت بڑا دہوکہا دے رہا ہی۔

پارس پتہر اور رسائن کے متعلق مشہور روایت ہی کہ انکے ذریعہ لوہا اور تانبا سونے مین تبدیل ہو جاتا ہے یہ روایت صحیح ہو یا غلط لیکن دہرم جگت مین سادہن ایک ایسا سچ سچ پارس پتہر اور مجربہ رسائن ہے کہ جسکے کسی انسانی دل پر چہو جانے یا اسکی کٹہالی مین پڑکر اور اسکی حرارت کے زیر اثر رہنے سے گناہ اور پاپ کی سیاہی اور سرخی سے لوہے اور تانبے کی مانند کالا اور میلا ہوا ہوا دل حقیقت مین کندن کی طرح خوشنما اور سہاونا ہو جاتا ہے۔ چورون۔ لٹیرون ڈاکوون۔ بدچلن۔ بدمعاملہ اور گمراہونکو دہرم کے راستہ پر ڈالکر پونیہ آتما اور دیوتا۔ کسنے بنا دیا؟ خودی اور خودغرضی۔ مان اور بڑائی۔ نندا اور نفرت کے کہا ونکو انسانی دل کی سرزمین سے کہیت کے خاردار کانٹون اور گہاس پہوس کی طرح نکال کر کسنے باہر پہینکدیا؟ اور انکی جگہ نہ صرف دوسرونکی بلکہ انکی بہی کہ جو بہلائی کے بدلے برائی ہی کرنا چاہتے اور کرتے ہین۔ بے غرضانہ بہلا کرنیکے بہاو کسنے پیدا کر دیئے۔ یہ سادہن اور صرف دہرم سادہن نے۔ پہلے جنہون نے دہرم دہن اور پوترتا کا جیون حاصل کیا ہے تو سادہن سے اور اب جو سادہوتا کی زندگی بسر کر رہے ہین وہ بہی سادہن سے۔ زبانی باتون۔ گیتون۔ فضول بحث و مباحثون اور زبانی جمع خرچ والے عقیدون وغیرہ سے نہ پہلے کسی کا کچہہ بنا اور نہ اب ہی کچہہ بنتا دکہائی دیتا ہے۔ بس مبارک ہین وہ بہلے پرش کہ جو سادہن کی برکت اور عظمت کو سمجہہ کر اپنے روحانی بہلے کیلئے اس راستہ کو اختیار کر کے اسپر چلنا شروع کئے ہوئے ہین سلیشوٗد تو ہر وقت اور ہر حال مین ہمارا اسپا سی ہے اور اسکا صاف صاف نظر آنیوالا ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ اسوقت دلی اچہیا اور سرل بہاو کے ساتہہ پوترتا اور پریم بہاو مین ترقی کرنے اور دنیاوی گردیدگی بہاپوترتا سے بچنے کے لئے سادہن کر رہے ہین وہ پوترتا سے بچے اور پوترتا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مین ترقی کرتے چلے جارہے ہین اور جو صرف گیین ہی مار چھوڑتے ہیں انکی زندگی کی کشتی پر لو بہت نکلے بہنور مین پہنسی ہوئی دنیا کے گرد ہی چکر کاٹ رہی ہے۔

تقدیر و تدبیر اپنے اپنے موقعہ پر دونوں زبردست اور زور آور ہیں کہ انکے ذریعہ سے محال آسان ہوتا ہے ناممکن امکان مین آتا ہے اور سحر و طلسم - اعجاز - حکمت وغیرہ اشکال مختلف کہلاتا ہے اور انکا باہم ایسا گہرا اشتراک اور پیچیدہ مسئلہ ہے کہ جسکا بہید ابتک بنی نوع انسان پر نہیں کھلا ہے یعنی ایکطرف تو راجہ پرچہپت جیسے ست بادی (راستباز) باوجود صدہا کوششون کے سانپ کے ڈسنے سے بچ نہ سکے گئے

چاک کے تقدیر کو ممکن نہین کرتا رفو - سوزن تدبیر گو ساری عمر سیتی رہے

اور دوسری طرف نپولین بونا پارٹ جیسے دلاور اور بعد از شکم مادر ہی تعلیم پاکر اپنے قوت بازو سے شہنشاہ ہوتے ہوئے لفظ ناممکن کو فرانسیسی ڈکشنری سے خارج کر گئے ہین - آپکا دعوی ہے کہ دنیا مین کوئی مشکل نہین ہے جو حل نہین ہو سکتی ہے اور نہ کوئی ایسی مرض ہے جسکا علاج نہین ہے - ع

مشکلے نیست کہ آسان نشود - مرد باید کہ ہراسان نشود

غرضکہ تقدیر کو ماننے والا کہتا ہے کہ مین جو کچھہ کرونگا یا جو کچھہ میرے لئے وقوع مین آئیگا وہ سب پہلے سے مقرر کیا ہوا ہوگا - کیونکہ جب وہ دیکھتا ہے کہ بے قصور سزا پاتے مجرم دولت و حشمت کے گھمنڈ مین پہولے نہین سماتے - جوانمرد لاولد مرتے اور بوڑہے بچے پیدا کرتے ہین تو وہ سمجھتا ہے کہ انکی تقدیر مین ایسا ہی تہا اس سے بچنے کے لئے کوشش بیفائدہ ہے لیکن نہین برخلاف اسکے جو تدبیر کا پابند ہے اسکا ایک بہت بڑا پیارا مقولہ ہے - مہاتما بدھ کا بچن ہے کہ اپنے چراغ آپ بنو - حضرت مسیح کا قول ہے کہ تلاش کرو تمکو ملیگا - تم کھٹکھٹاؤ تمہارے لئے دروازہ کہول دیا جائیگا اور یہہ سچ ہے کہ جو شخص تلاش کے میدان مین نکلا ہے وہی مطلوب کو حاصل کرتا ہے اور برخلاف اسکے جو دوسرون کا دست نگر رہتا اپنی خود داری اور آنکہین کہولنے کی بجائے دوسرون کی آنکھون سے چلتا ہے وہ وقت اور حالات پر تکیہ کرنے کی صورت ہی مین محروم رہ جاتا ہے اور ایسا ہی لوگ ایسے ہی آشفتگی ہیچ بنسی نادان گمراہ ہدایت کرتے ہین کہ اسکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رامچندر جو تیرا پورشارتہہ (کوشش) ہی دہی دیو یعنے ہرایک شے کے دینے والا ہے
اور اسکی تصدیق ہیراچین پستک رامائن سے ہوتی ہے کہ مہاراجہ موصوف
نے بے سروسامانی اور بغیر معاونت کسی راجہ ہانی کے لنکا کو فتح کرکے وہ نام اور رتبہ
پایا کہ جسکی نظیر دنیا کے کسی حصہ مین نہین ملتی ہے اور اسکے نام کو نہ صرف ہندو
ہی راتدن وردزبان کرتے مین بلکہ بڑے بڑے عالم وفاضل یورپین فلاسفر بہی اسکو
عزت کی نگاہ سے دیکہتے ہیں۔ لیکن ایسی عزت ونیکنامی اور قدرومنزلت کی
راہ کے مسافر صرف وہی لوگ ہوسکتے ہین جو ہرایک خیال وکلام اور افعال مین مصلحت
وقت کو ہاتہہ سے نہین دیتے ہین اور دنیادی مال واسباب اور دولت بلکہ جسم
وجان سے بہی وقت کو عزیز رکہتے ہین۔

خالق خلقت نے جو جو نعمتیں مخلوق کو عطا کر رکہی ہین یا جنکا ہمکو مالک بنایا ہے
ان مین سب سے زیادہ بیش قیمت وقت ہے کیونکہ بجز اسکی پابندی کے انسان
دنیا مین کبہی ترقی نہین کرسکتا۔ یہ زمانہ کے ساتہہ لازم وملزوم ہے اور ایسا تیز
رفتار ہے کہ جسکو روکنا ہرایک شخص کے لیے نہایت مشکل ہے۔ ہان عالم وفاضل
اور تجربہ کار لوگ اسکو اپنے اختیار مین کرتے یا اس سے کام لے سکتے ہیں اور جو
لوگ اسکی عزت کرتے ہیں یہ بہی انکی قدر ومنزلت کو بڑہاتا۔ اہل دولت وحشمت
بناتا اور غریب سے غریب گڈرئے کو تاج شاہی پہنا دیتا ہے چنانچہ جو طالب علم
ایام طفولیت مین وقت کو عزیز رکہہ کر اپنے علمی شغل اور مطالع مین ساعی وسرگرم
رہتے ہین وہی اعلی ڈگریان حاصل کرکے نہ صرف اپنے اور اپنی اولاد کے آرام
وآسایش اور عزت کے باعث بنتے ہین۔ بلکہ اپنے خاندان۔ قوم اور ملک کے
نام کو روشن کرکے شاعر مصنف اور فیلسوف کا خطاب حاصل کرتے ہین
اگرچہ تاریخدانون اور تجربہ کارون کی نگاہ مین زمان سابق اور حال کی صدہا نظرین
موجود ہیں لیکن سب سے بڑہکر سکاٹلنڈ کے ایک نوجوان مسٹر اینڈریو کارنیگی
کی نظیر اسوقت قابل تقلید پیش نظر ہے جو ایک لوہے کے کارخانے مین نوکر تہا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے منصبی کام کو بسرعت تمام انجام دیکر فرصت کے وقت کو پڑہنے اور لیاقت بڑہانی
کے کام مین لاتا تہا مگر غریبی کے باعث کتابین خرید نہین سکتا تہا اسلیئے لوگون سے
کتابین مانگ کرلے آتا اور بعد مطالعہ واپس کر دیتا تہا آجکل یہ ہی مسٹر کارنیگل صاحب
بہادر شکاگو (اضلاع متحدہ امریکہ) مین ایک بہت مشہور اور فیاض دل کروڑپتی ہین۔
انہون نے اب تک بارہ لاکہہ پونڈ یعنے ایک کروڑ اسی لاکہہ روپیہ سے زیادہ مختلف جگہون
مین ایسے کتب خانے قائم کرنے مین خرچ کیا ہے۔ جہان پر جاکر لوگ مفت علم حاصل
کرتے ہین۔ وہ امریکہ کے جنوبی شہرون مین چار لاکہہ پونڈ کے قریب اس قسم کے کتب
خانون پر صرف کر چکے ہین۔ حال مین انہون نے اس خیال سے کہ (کثیر دولت چہوڑ کر
بے حیائی کی موت نہ مرین) ایک کمپنی معزز امریکن اصحاب کی قائم کی ہے جسکا
یہ کام ہوگا کہ خیرات مانگنے والون کی درخواستون کو جانچ پڑتال کرے اور جن مقامات مین
خیرات کی ضرورت ہو وہان روپیہ بہیجے۔ بالفعل ۱۰ لاکہہ پونڈ یعنے ڈیڑہ کروڑ روپیہ
اس کمپنی کے سپرد کیا ہے۔ غرضکہ آپنے اپنی بے شمار دولت ملک کی بہلائی کے
لیئے وقف کرادی ہے۔ آن مین انکساری اور فروتنی اس قدر ہے کہ وہ اپنی
اس حالت کا بار بار ذکر کرتے ہوئے کبہی نہین تہکتے جبکہ وہ لوہے کے کارخانے
مین ایک غریب ملازم تہے اور اپنے پڑہنے کیلئے تنگدستی کے باعث کتابین نہ خرید
سکتے تہے وہ اکثر یہ بات کہا کرتے ہین کہ میئنے کتابین مانگ مانگ کرجو دولت
کمائی ہے وہ سب دوسرے لوگون کو مفت کتابین بہم پہونچانے مین صرف
کردینا میرا سب سے پہلا اور ضروری فرض ہے۔

وقت کی قیمت روپیہ کے برابر ہی نہین بلکہ بہت زیادہ کیونکہ روپیہ
عموماً محنت کا صلہ ہے اور محنت کے واسطے وقت لازمی شرط ہے گویا
کہوئی ہوئی دولت۔ محنت اور کفایت شعاری سے پہر واپس لائی جاسکتی ہے
کہویا ہوا علم مطالعہ سے پہر واپس ہوسکتا ہے۔ کہوئی ہوئی صحت اعتدال
اور تکمیل علاج سے واپس مل سکتی ہے اور اسی طرح دیگر دنیاوی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیزین جو غفلت سے تلف ہو جاوین انکا اعادہ ممکن ہے مگر وقت اور زندگی
ایسی بے بہا چیز ہے کہ جو حصہ اسکا ضایع ہو جاوے وہ کسی قیمت پر بہی لوٹ
نہین سکتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے

گیا وقت پہر ہاتھ آتا نہین

غور کرو اور سمجھو کہ جب وقت ایسی بے مثل دولت ہے کہ جسکا معاوضہ
ہفت اقلیم کی سلطنت سے ادا نہین ہو سکتا ہے تو اسکو سب سے
عزیز رکہنا چاہئے کیونکہ وقت کے ضایع کرنے سے بڑہکر کوئی فضول خرچی نہین
تضیع اوقات وہ گناہ کبیرہ ہے کہ جسکا کوئی کفارہ نہین - اگر فرصت مطلوب
ہے تو وقت کو نہایت ہوشیاری اور کفایت شعاری سے صرف کرو
جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وقت کافی ہے تو اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وقت
بالکل ناکافی ہو جاتا ہے اسواسطے جو وقت موجود ہے اسکو غنیمت جانو آجکا
کام کل پر اٹہا نہ رکھو اور نہ آجکو کل کیلیئے ضایع کرو بلکہ جو کام کل کرنا ہے اوس
سے آج ہی فراغت کرڈالو ایک آج دو کل سے بہتر ہے لیکن افسوس کہ ہم لوگ اسکی
مناسب طور پر قدر نہین کرتے ہین بلکہ جو لوگ نہایت بخیل مشہور ہین وہ بہی
اپنے عزیز اوقات کے لٹانے مین دریغ نہین کرتے ہین اور جو لوگ اسکی پرواہ
نہین کرتے ہین وہ دیدہ دانستہ اپنے تئین مفلس بناتے ہین کیونکہ کاہل اور آرام
طلب آدمی کا کوئی کام کیسا ہی ضروری کیون نہ ہو پورا نہین ہوسکتا -
خصوصاً اوسوقت جبکہ وہ پورا ہونا چاہئے اوسکے خیالات دیوانہ وار چارسو
پہرتے رہتے ہین کیونکہ اوسکے روبرو کوئی خاص کام نہین ہوتا جس پر
اوسکی توجہ ہووے پس جیسے کمان سے نکلا ہوا تیر - دریا سے گذرا ہوا پانی
اور مونہہ سے نکلا ہوا کلمہ واپس نہین ہوسکتا اسی طرح غفلت اور لاپرواہی
سے گنوایا ہوا وقت کسی نوع سے بہی واپس نہین ہوسکتا اگرچہ انگریزی
عملداری اور یورپین صناعون کی کاریگری سے آج ہمارے ملک مین ہر مذہب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دولت کا نوجوان وقت کی شناخت کرنے کو جیبی گھڑی لٹکائے پھرتا ہے یا اسکو قابو کرنیکی غرض سے دیوار گیر گھڑیالون کو زنجیر ڈالتا ہے لیکن درحقیقت اس سے سود مند اور بہرہ ور وہی لوگ ہوسکتے ہین جو نمایشی طور پر نہین بلکہ صدق دل سے اسکی قدر کرتے ہین ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ کرتا ہے منادی - گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

ٹائیم یا وقت جو گذرتا ہے وہ انسانی زندگی کا ایک بیش قیمت حصہ ہوتا ہے کیونکہ انسان کی ساری عمر اسی طرح سالون مہینون گھنٹون منٹون اور سیکنڈون مین آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جاتی ہے جیساکہ ایک شاعر کا قول ہے ؎

دن گذرتا ہے شام ہوتی ہے - عمر یون ہی تمام ہوتی ہے

مگر افسوس کہ انسان اسپر کچھ خیال نہین کرتا اور یہ ہی سمجھتا ہے کہ مین ہمیشہ کیلئے اس دنیا مین رہونگا - نہین صاحبو یہ درست نہین ہے جن لوگون نے اسکی رفتار کو محسوس نہین کیا یا محسوس کرکے اس سے مناسب طور پر کام نہین لیا انہون نے مانند ہندوستانیون کے سخت ذلت اور خواری اٹھائی ہے اور جن اصحاب نے مہذب ممالک کی طرح انضباط اوقات کو مدنظر رکھا ہے - انہون نے آرام و آسائش جسمانی اور دنیاوی بہتری کے علاوہ انسانیت کو اعلے مرتبہ پر پہونچا دیا ہے - اگر ہم حاکم حقیقی کے حسن انتظام کو دیکھیں تو اوس مین بھی سخت پابندی اوقات کی پائی جاتی ہے اوسنے اپنی قدرت کاملہ سے دن اور رات کے جو اوقات مقرر کئے ہین ان مین ایک لحظہ کا بھی فرق نہین آتا گویا روز ازل سے جس طرح شمس و قمر اپنے اپنے وقت معین پر طلوع غروب ہوتے ہیں اوسی طرح آیندہ بھی تا قیامت دورہ کرتے رہینگے علیٰ ہذا سردی - گرمی - بہار اور خزان کا ہر جگہ جداگانہ وقت اور موسم مقرر کیا ہے جب اس مین اختلاف ہوتا ہے قحط یا بیماری نازل ہوتی ہے گردش کواکب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک معمولی سے ہوتی ہے۔ نباتات کی پیدا اور پختہ ہونے اور پھول لانے کا ایک ایک وقت مقرر ہے حیوانات ناطق و مطلق کی اولاد وقت معینہ پر تولد ہوتی ہے مگر جب اس مین برخلافی ہوتی ہے زندگی اوسکی نہین رہتی ہے ہر ایک پرند مثل مرغ کی وقت معین پر بولتا ہے حالانکہ اونکی پاس نہ گھڑی ہے اور نہ گھنٹہ کا انتظام ہے پس آدمی کو چاہئے کہ ہر کام کی۔ ئے ایک وقت اور ہر شئے کیواسطے ایک جگہ مقرر کرے اور اس مسلمہ اصول کا پورا پابند رہے کیونکہ جو شخص وقت معینہ پر طعام و شراب۔ خواب و بیداری اور بول و براز کرتا ہے وہ تندرست رہتا اور عمر طبعی پاتا ہے اگر کسی خلطہ کی کمی بیشی سے کوئی عارضہ عائد حلل ہو تو مقدار معینہ سے کم یا زیادہ کرے اور علاج کرکے حسب معمول کردے الغرض وقت کی پابندی صرف اطمینان قلب پیدا نہین کرتی ہے بلکہ ایک انسان کی دلی قوت کو بڑھا دیتی ہے جو لوگ ہر منزل مین اسکی قدر کرتے ہین وہ ہر مشکل مین کامیاب ہوتے ہیں اور عاقل کہلاتے ہین مگر جو اسکی حقیقت کو جانتے و پہچانتے نہین ہین وہ نہ صرف تہذیب النفس انسان کی نظر مین مانند بہائم کے وحشی تصور کئے جاتے ہین بلکہ لبسا اوقات اونکو ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑتا ہے دیکھو نپولین بوناپارٹ صرف دو منٹ کی زائد گذر جانے پر اپنی سلطنت سی ہاتہہ دہو بیٹھا۔ اسواسطے وقت کی پابندی گویا لا آف نیچر کی کماحقہ تعمیل ہے اور جو لوگ اسکی خلاف ورزی کرکے کامیاب ہونا چاہتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین کہ کیکر سے آم ہرگز نہین پہلیگا۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت۔ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

پابندی اوقات مین اکثر اسطرح سے خلل پڑتا ہے کہ ہم کبھی کبھی اوسکام کو جسکو ایک وقت پر کرنا مناسب ہے۔ کاہلی طبیعت کی باعث دوسرے وقت پر چھوڑ دیتے ہین اور جب دوسرا وقت آتا ہے تو فضول اور بیہودہ شغلون کی سبب تیسرے وقت پر ٹالدیتے ہین اس طرح پر لیت و لال کرتے آخر ایک وقت یا تو اسقدر کامون کا ہجوم ہو جاتا ہے کہ جسکا سنبھالنا مشکل پڑ جاتا ہے اور یا وہ کام خراب ہو جاتا ہے مثلاً جو لوگ بچپن کی زمانہ مین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برہم چرج کی بی بہا فوائد سے محروم رہکر علم حاصل نہین کرتے ہین وہ دین و دنیا کی لازمی فرائض سے بی بہرہ رہکر تمام عمر ذلت وخواری مین برباد کردیتے ہیں۔ یا جو ایام جوانی مین نیک مردون کی صحبت سے دور رہکر شہوت رانی مین غرق ہو جاتے ہیں وہ جملہ امراض کی تکالیف ومصائب مین گرفتار ہوکر موت سے پہلے مرتے ہین غرضکہ پہلا حصہ ہماری زندگی کا لڑکپن کے لہو ولعب مین کہٹتا ہی دوسرا حصہ جوانی کی خواب وغفلت مین بسر ہوتا ہی تیسرا حصہ دونون کے ضایع ہونیکے افسوس مین گذرتا ہی اور چوتہا حصہ ہماری نادانی یا بی ایمانی کیوجہ سے ضبط سرکار ہو جاتا ہی۔ پس بہائیو اگر آپ اس موقعہ پر اپنی عقل و استقلال سے کام نہین لے سکتے تو مہذب ممالک کے چیدہ مردم کی تقلید ہی کو ہنر سمجھو کہ جو وقت کو جان سے عزیز سمجھ کر ایک ایک لحہ کو تعلیم عام۔ ہمدردی قوم۔ بہبودی ملک اور نوایجاد کی روز افزون ترقی مین صرف کر رہے ہین اگر یونان انگلستان یا جاپان وغیرہ ممالک کی مردم قسمت اور بہاگ کی خیالی اور وہمی ڈہکوسلہ پر شاکر رہکر محنت اور کفایت شعاری کے بیشمار فوائد سے بی بہرہ رہتے تو اسباب۔ تجارت صنعت وحرفت اور زراعت وغیرہ مفید عام علوم وفنون کے سوائے حسن انتظام سلطنت مین جو ترقی اور عروج حاصل کیا یا روز بروز ایکدوسریکے مقابلہ مین کر رہے ہین ہماری طرح اوس سے مطلق محروم رہتے مگر نہین ادہون نے اسکی برکات کی بدولت وہ وہ عجائبات کر دکہلائے ہین کہ جنکے ذریعہ برسون کا کام ہفتون۔ مہینون کا دنون اور دنون کا گہنٹون مین باسانی انجام پاتا ہی گویا اس حساب سے انسانی عمر کی تعداد کو اس قدر وسعت دیگئی ہی کہ جسکام یا مرتبہ پر دس آدمی ملکر دس پشت مین بہی نہین پہونچ سکتے تہے آج اوسکے اعلی معراج پر صرف ایک شخص اپنی زندگی کے چند سالون مین پہونچ جاتا ہی پس جو دن گذر گئے وہ ہمیشہ کیلئے گئے گذرے ہو گئے اور جو دن آنیوالے ہین شاید وہ سمجھ یا تجربہ تک نہ آئین اسلئے ہر انسان پر لازم ہی زبان زمان گذشتہ کی غم اور زمانہ آئیندہ کی امید سے بی فکر ہوکر موجودہ وقت کو کام مین لاوے چنانچہ کہا گیا ہی کہ صبح کا کام شام پر نہ چہوڑ بلکہ کل کے کرنیکا آج فکر کر۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا مین بہت سی آدمی ایسے ہو گذرے ہین کہ جنکی عمر کی تعداد معمولی مردم کی مقدار سے زیادہ نہ تہی مگر ادہنون نے اسقدر کام اپنی قوم و ملک ۔ ہم جنس و غیر جنس کیلئے کر دکہلائے ہین کہ جنکا اس قلیل عرصہ مین انجام پانا ہر ایک کیلئے محال ہی مثلاً مہاتما بدھ اور بید بیاس جی جو نیائے اور ویدانت شاستر کے واضع ہوئے وہ بہی اس ملک آریہ ورت کو رہنے والے تہے۔ اونکا سال بارہ مہینے اور روز شب بہی چوبیس گہنٹون کا ہوتا تہا۔ بابا نانک ۔ راجہ رام موہن راے ۔ منشی کنہیا لعل الکہ دہاری ۔ بہرشی ۔ دیانند سرستی اور سر سید احمد نے اپنی چند روزہ حیات مین جو کرم و احسان نوع انسان پر کر دکہلایا وہ بہی کسی سی پوشیدہ نہیں ۔ دور کی بات کو دراز کیون کیجیے اس وقت مین کئی ایک اصحاب ایسے موجود ہین جو باوجود کثرت افکار کے صفحہ ہستی پر بہت سی نشان اپنے پیچہے چہوڑ جائینگے اور اگر آپ تہوڑی دیر کیلئے بہی غور و فکر کو کام مین لاوینگے تو خود بخود روشن ہو جاویگا کہ ایسے لوگون سے قومی ہمدردی ۔ ملکی بہبودی اور تصانیف کتب وغیرہ عظیم کامون کا سر انجام ہونے کی وجہ سواے اسکے اور کوئی نہین ہی کہ یہ لوگ مانند یورپین عالمون اور فرمان رواؤن کے ہر ایک لمحہ کی قدر کرتے ہیں اور ایک منٹ کو رائیگان جانے کو عمر کا ضایع ہونا تصور کرتے ہین کیونکہ عمر وقت سی بنتی ہی اور سچ بہی یہی ہی کہ ہر قسم کی ترقی اور کامیابی انضباط اوقات کی بغیر نہین ہو سکتی ہی چنانچہ اسکی ایک تازہ مثال ہی کہ نیو اور لینڈ کی ایک کروڑپتی میک ڈالو نے مرتی وقت وصیت کی ہی کہ میری قبر کی کتبہ پر وہ قواعد کندہ کیئے جاوین کہ جنپر مینے اپنی زندگی مین عمل کرکے کامیاب ہو نا رہا اور وہ قواعد مفصلہ ذیل ہین :-

۱ ۔ ہمیشہ یاد رکہو کہ محنت ہماری ہستی کی ایک ضروری شرط ہے

۲ ۔ وقت زر ہی ایک منٹ بہی اسکا یون ہی نہ گنواؤ بلکہ ہر ایک لمحہ کو حساب مین لگاؤ

۳ ۔ سب لوگون سی ایسا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے کرین

۴ ۔ جو کام آج ہو سکے اوسکو کل پر نہ چہوڑو ۔

۵ ۔ جو کام تم خود کر سکتے ہو اوس کے کرنے کیلئے کسی دوسرے سی درخواست نکرو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

٦- کسی معاملہ کو ایسا خفیف نہ سمجھو کہ وہ توجہ طلب نہین

٧- کوئی چیز جب تک تمہارے ہاتھہ مین نہ آجائے اوسکے خرچ کرنیکی تجویز نہ سوچو

٨ - کبھی خرچ مت کرو جب تک کہ اوس سے اپنا یا کسی اور کا کچھہ فائدہ نہ دیکھہ لو

٩- تمہاری زندگی کے ہر ایک کاروبار مین اعلی ترتیب کا عمل ہونا چاہیئے -

١٠- اسبھات کا مطالعہ کرو کہ تم اپنے ایام زندگی مین کس طرح بھلائی کی زیادہ سے زیادہ مقدار جمع کر سکتے ہو-

غرضکہ جن جوانمردون اور بہادرون نے جسمانی آرام و آسایش کو بالائے طاق رکھکر علم و عقل - دولت و طاقت وغیرہ کسی قسم کی دنیا مین فضیلت حاصل کی ہے اونہون نے وقت کو سب سے عزیز رکھا اور اپنے غور و فکر سے کام لیا ہے - ٥

عاقبت کی تجھے کچھہ فکر کب ایدل ہوگی - اب تو آسان ہے پھر بات یہ مشکل ہوگی -

محنت ہر ایک قسم کے خزانہ کی کنجی ہے - یہ وہ شے ہے کہ جس سے ایک غریب گدا اگر مالا مال ہو سکتا ہے یہ وہ چیز ہے کہ جسکے سبب سے ایک جاہل مطلق فاضل اجل کا درجہ حاصل کر سکتا ہے - یہ اسیکی برکت کا تجعیل ہے کہ جسکی بدولت دنیا مین لوگون نے ایسے کام کئے ہین کہ جنھین دیکھکر عقل حیران ہے اگر محنت جیسی ضروری چیز دنیا سے معدوم ہوتی تو دنیا اپنی موجودہ شکل مین ہرگز نظر نہ آتی کیونکہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی بلا محنت کے سرانجام نہین ہو سکتا - اگر انسان شروع مین چھوٹے کامون مین محنت کی عادت ڈالے تو پھر کچھہ عرصے کے بعد اوسے بڑے بڑے کام بھی بھاری اور دوبھر معلوم نہین ہوتے ہین کیونکہ وہ دنون دن اپنے آپکو مضبوط اور طاقتور بنا لیتا ہے دیکھو مشہور امریکن پہلوان سنسڈو جو ایک دبلا پتلا لڑکا تھا لگاتار ڈمبلز کی ورزش سے رفتہ رفتہ ایسا زبردست بنگیا کہ آج اوسے شیر زمان کہا جائے تو بجا ہے اوسنے ایک مجمع عام مین ایک زبردست شیر کو اوٹھا کر زمین پر دے مارا - اوسکی جسمانی طاقت کا یہ حال ہے کہ وہ لوہے کی موٹی موٹی اور مضبوط تارون کو اپنی چھاتی کے گرد باندھکر اور سینہ پھیلا کر معمولی طور سے توڑ ڈالتا ہے - بنجمن فرانیکلن امریکن کی زندگی کے حالات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ محنت انسان کو کہان سے کہان پہونچا دیتی ہی
یہ شخص اپنی ذہنی ترقی کے ساتھہ اخلاقی ترقی سے بالکل غافل نہ تھا۔ اسنے
اپنے مکان مین ایک تختہ لگا رکہا تہا کہ جسپر مختلف نیکیون کے نام درج تہے مثلاً انصاف
اعتدال۔ محنت۔ کفایت شعاری۔ پابندی اوقات۔ ترتیب اشیاء وغیرہ وغیرہ
جن پر بلاناغہ رات کیوقت غور و فکر کرتا اور اونکی روزانہ رپورٹ اپنی روزنامچہ مین
لکہا کرتا تہا۔ ۱۷۵۲ء مین اوسنے ایک پتنگ کی ذریعہ بادلون سی بجلی کو کہینچ لیا اور یہ ظاہر
کیا کہ مکانات پر نوکدار سلاخین لگا کر ہم بجلی کے صدمہ سی اونکو محفوظ رکہہ سکتے ہین۔
چنانچہ یہ اوسکی مفید دریافت ایسی عام مشہور ہوگئی کہ جسکی بدولت ابتک ہزار دن
کیا بلکہ لاکہون کے جان و مال بچگئے۔ اور آئندہ بہی نامعلوم زمانہ تک امن مین رہین گے
وہ اپنے ذاتی تجربہ کے روے سی تحریر کرتے ہین کہ دولت حاصل کرنیکا طریقہ اور راستہ
صرف دو لفظون پر منحصر ہے یعنے محنت اور کفایت شعاری جسکا یہ مطلب ہی کہ اپنی
وقت اور روپیہ کو ضایع نکرو بلکہ ان دونون سے مناسب طور پر بہت عمدہ طریقہ سی کام لو
انسانی زندگی یا اوسکے کاروبار کی کامیابی عام اس سی کہ وہ دینی ہو یا دنیوی محض
محنت پر منحصر ہے کوئی اُمید پوری نہیں ہوتی اور نہ کوئی شے ہاتہہ آسکتی ہی جب تک
کہ اوسکے حصول کے لئے محنت نہ کیجاوے۔ محنت سے سُکہہ چین۔ دولت عزت
طاقت وغیرہ سب کچہہ حاصل ہوسکتا ہے۔ محنتی آدمی کا ہاتہہ احتیاج کو شکست دیتا
اور کامیابی کی بے نظیر خوشی کا لطف اوٹہاتا ہی اسلئے محنت کرنا انسان کا فرض اور
خوش قسمتی کا سبب ہی۔ ہمین روزمرہ کے تجربات او مشاہدات سی صاف طور پر
معلوم ہوتا ہی کہ موجودات کی دیگر مخلوق سے کہین زیادہ انسانی زندگی کے لئے
محنت ضروری ہی کیونکہ مانند نیک و بد کی تمیز کے جو حواس باطنی و ظاہری اور قواء
انفعالی اسکو دیے گئے ہیں اون سے یہ امر بصراحت واضح ہوتا ہی کہ انسان کیلئے زندگی
اور محنت لازم و ملزوم ہیں۔ دیکہو چیونٹی ایک نہایت حقیر جانور ہے جو اپنی جفا
کشی اور محنت کی عادت سے انسان کو عبرت دلاتی ہے اگر کوئی شخص اوسکو دیکہکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی محنت کرنا نہ سیکھے تو سمجھنا چاہئیے کہ وہ اپنے پیدا کرنیوالے حاکم حقیقی
کے احکام کی نافرمانی کرکے خود اپنے آپ کو تکالیف اور مصائب مین مبتلا کرتا
ہے کیونکہ محنت و مشقت اور ریاضت سے انسان تندرست ہونیکے علاوہ
ہر کام مین ہوشیار جفاکار اور مستقل مزاج ہو سکتا ہے یورپ کا ایک تجربہ کار
ڈاکٹر تحریر کرتا ہے کہ اگر انسان ہر روز بلا ناغہ کم از کم بیس منٹ ورزش کرتا ہے تو ستر
برس تک زندہ رہ سکتا ہے اسلئے محنت خود محافظ صحت ہے مگر جو اوسکو عزیز
نہین رکھتا وہ مختلف امراض کا شکار ہو کر بن آئی موت مرتا ہے ایک عیسائی عالم
تحریر کرتا ہے کہ کام کرنیوالے کو تو صرف ایک شیطان (محنت) ورغلاتا ہوگا لیکن
جو لوگ ہمیشہ بیکار رہتے ہین اونکو سینکڑون شیطان (بد اور بیہودہ خیالات)
پیچھا نہین چھوڑتے ہیں۔ کہتے ہین کہ مصر کے شاہزادے نے اپنے اوستاد اقلیدس
کو کہا کہ علم ہندسہ بہت مشکل اور محنت طلب ہے حکیم اقلیدس نے جواب دیا
کہ صرف ایک علم ہندسہ پر منحصر نہین ہے طالب علم کے لئے ہر ایک علم و ہنر صنعت
و تجارت اور دستکاری وغیرہ سب مین محنت کرنی ضروری ہوتی ہے اور محنت
کی بدولت سروالٹر سکاٹ اور امریکہ کے مشہور کروڑپتی کرونجی وغیرہ بہت
سے آدنی حیثیت کے آدمیون نے دنیا مین عظمت۔ دولت۔ عزت طاقت
کے سوائے ہر قسم کی شہرت اور نیکنامی حاصل کی ہے۔ لوڈ مشہور مصور کی
لیڈی نے سوال کیا کہ تیری کامیابی کی کیا وجہ ہے؟ اوسنے جوابدیا کہ سخت
محنت۔ ڈاکٹر جانسن کا مقولہ ہے کہ زندگی کی خوبی محنت سے خریدی جاتی
ہے اس سے سستی نہین۔ نیوٹن کہتا ہے کہ میری تمام ایجادون اور
اختراعون کا مول منتر جفاکشی ہے سیڈنی سمتھ نے ایکدفعہ اپنے پرانے
طریق مین بڑے زور سے بتلایا تھا کہ جو شخص زندگی کے دن اور وقت
کے بے لاگ ترازو پر محنت کے سکون مین خریدنے پر تیار نہین ہے
اونکے لئے اچھا شغل یہ ہے کہ وہ لوڈی کا شکار کھیلین۔ ایسا ہی ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور صاحب کا فرمان ہے کہ باکار کے نزدیک افلاس آنی نہین پاتا ہے مگر بیکار کے گہر سے نکلنے کا نام نہین لیتا گویا بیکاری تمام خرابیون اور برائیون کی ماں ہے اس سے بدتر کوئی چیز دنیا مین نہین الغرض عشرت ایک فطرتی اشتیاق ہے جو ہر ایک ذی روح کے لئے لازمی ہوتا ہے کوئی شخص نہین جو عشرت کا خواہشمند نہ ہو مگر آسایش بغیر دقت اور عشرت بلا کلفت محال ہے کیونکہ راحت پیچہے ہوا کرتی ہے اور محنت پہلے - ہندی مثل مشہور ہے کہ مجوری (محنت) نے کہا چوری ([illegible]) کسی چیز کی ہستی خواہ وہ قدرتی ہو یا مصنوعی بغیر کسی مصلحت اور محنت کے نہین ہو سکتی نظام قدرت کا ملاحظہ کیجئے چاند و سورج اور تارے سب اپنے اپنے کام مین مصروف ہین اگر ان مین سے کسی ایک مین سرمو فرق آجائے یا ایک لحظہ کیلئے کوئی اپنی روزانہ حرکت سے رک جائے تو یہ تمام سلسلہ درہم برہم ہو جائے چنانچہ جب کبہی سورج پر کالی گہٹا چہا جاتی ہے تو تمام دنیا کو تاریک کر دیتی ہے - غرضکہ موجودات عالم کی ہر ایک نوع مین جو ہر لحظہ تبدیلی ہو رہی ہے وہ درحقیقت کام ہی کا نتیجہ ہے فرض کرو کہ جب حرکت ہی نہ ہو تو گہڑی کیسے چل سکتی ہے اور اسکی سوئین کب پہر سکتی ہین جب اس چہوٹی سی کل کی یہ حالت ہے تو کب ممکن ہے کہ سارے برہمانڈ کے پرزے بغیر کام کے چل سکیں - پس محنت قدرت کا منشاء ہے اور اس منشاء ایزدی کے پورا کرنے سے انسان کو سکہہ اور اسکے برخلاف چلنے سے دکہہ کا ملنا واجب اور لازم ہوتا ہے کیونکہ قانون قدرت کو کوئی توڑ نہین سکتا بلکہ برخلاف اسکے ہر ایک قسم کی نرم و سخت وغیرہ مادی اشیاء کی ہستی اوسکے زیر حکم رہنے سے قایم رہ سکتی ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ جن جن قومون اور ملکون کے مردم محنت پر کمربستہ ہین وہ اون سے آگے بڑہے جا رہے ہین جو قسمت یا نصیبہ کے بہروسہ پر پورے شاکر تہے کو چپ بیٹہے ہین کوئی ملک اُس وقت تک ترقی نہین کر سکتا جب تک کہ محنت کو اپنا معراج نہین بنا لیتا - طالب علمون مین ہر ایک شخص اوسیقدر کامیاب ہوتا ہے جسقدر کہ وہ اوسمین محنت کو کام مین لاتا ہے ہر ایک قسم کے پیشہ ورون مین وہی شخص سبقت لے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاتا ہے جو اپنے ہنر و فن میں سب سے زیادہ محنتی ہوتا ہے۔ غرضکہ ایسا کوئی صیغہ نہیں کہ جس میں کامیابی کی مقدار محنت کی مقدار پر منحصر نہ ہو پس ثابت ہے کہ جسقدر جسکو خوشحال ہونا منظور ہو اوسکو اوسیقدر محنت کرنا ضروری ہے جو لوگ محنت اور مشقت سے پرہیز کرتے ہیں وے دمبدم مفلس و ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور دوسروں کے دست نگر رہتے ہیں اور جو پورے محنتی ہوتے ہیں وہی خوش و خرم رہتے ہیں اور اعلیٰ مرتبہ پر پہونچتے ہیں اسلیئے جو لوگ آزادی اور دائمی خوشی کے خواہشمند ہیں اونکو تقدیر و توکل کی تاریک پگ ڈنڈی کو ترک کر کے محنت اور کفایت شعاری کی سیدھی اور صاف سڑک پر چلنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف ادنے درجہ کے لوگ مستفید ہو کر منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہیں۔ بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ بھی صحت و سلامتی کی خاطر اسکے محتاج پائے جاتے ہیں اوسکی ایک نہایت خوبصورت مثال امریکہ کی پارلیمنٹ سے ملتی ہے جبکہ اوسکے اجلاس کے وقت ایسی سخت آندھی آئی کہ تمام کمرہ میں اندھیرا ہو گیا طوفان کا زور شور دیکھکر چند ممبران نے جو عیسائی مذہب کے معتقد تھے یہ تجویز پیش کی کہ اب اجلاس ختم ہونا چاہیئے کیونکہ اس طوفان میں قیامت کے آثار پائے جاتے ہیں اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقعہ پر خداوند عیسیٰ مسیح کے حضور میں سرنگوں ہو کر نجات کیلیئے دعا مانگی جاوے لیکن پریزیڈنٹ نے اجلاس بند کرنے سے انکار کر کے کہدیا کہ انسان کی زندگی کوشش و کشمکش اور کام کے سوا کچھ بھی نہیں اور ہمارے لئے اس سے زیادہ اور کیا بات سودمند ہو سکتی ہے کہ اس آخری وقت پر بھی خالق اپنی مخلوق کو اون فرائض کی انجام دہی میں مصروف دیکھے جسکے پورا کرنیکے لئے اوسنے خلق کیا تھا بس کرم (عمل) ہی انسان کے جیون (زندگی) کو بدل سکتے ہیں۔ کرم ہی مہاراجہ اور مہاراج بنا دیتے ہیں کرم ہی کاسہ گدائی اسکے ہاتھ میں دیدیتے ہیں کرم سے ہی انسان تمام مشکلات کو کاٹ سکتا ہے۔ کرم سے ہی اپنے اندر پریم و پاکیزگی پیدا کر سکتا ہے اور کرم سے ہی جیون مُکت ہو سکتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن رشیون کی اصطلاح مین ہر قسم کی ترقی یا کامیابی کیلئے کرم اوپاسنا اور گیان تین الفاظ ہین جنکو ٹھیک طور جاننے اور عمل مین لانے سے دین و دنیا کے تمام سکھ حاصل ہوے اور ہوسکتے ہین - کیونکہ کام (محنت) سے کرم اندریون کی ترقی کرتی اوپاسنا سے من کی صفائی اور گیان (علم) سے بدہی تیز ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک کام دینی ہو یا دنیوی بغیر کرم - اوپاسنا اور گیان کے انجام نہین پاتا ہے اسلئے یہ تینون باہم لازم ملزوم ہین اگرچہ وحشی لوگ بھی کچھ نہ کچھ محنت ضرور کرتے ہین اور اگر ایسا نہ کرین تو وہ اپنی جسمانی ضروریات کو بھی پورا نکر سکین - لیکن اون مین مہذب لوگون کی طرح وقت بچانے - کفایت شعار بننے اور استقلال کے ساتھ کام کرنے کا مادہ نہین ہوتا اسواسطے کبھی تو اونہین حیوانات کی طرح ضرورت سے بڑھکر کھانے - پینے - اور پہننے کی چیزین میسر ہوجاتی ہین اور کبھی ضروریات تک سے لاچار اور ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر بیکار بیٹھے رہتے ہین اور اونکی غیر مسلسل رفتار کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ معمولی جانورون سے بہتر زندگی بسر نہین کرتے

اپنی ناکامیون پہ اشک بہانا بیسود ہے کام محنت سے لیا کب دل ناداں تو نے

کفایت شعار آدمی ہمیشہ آسودہ حال رہتا ہے اول تو اوسکی ضروریات محدود ہوتی ہین دوسرے وہ اپنی آمدنی کا کوئی حصہ بچاکر اتفاقیہ آفات سے مقابلہ کرنے کو تیار رہتا ہے مگر برخلاف اسکی فضول خرچی افلاس کا پیش خیمہ ہے کیونکہ ہاتھ کبھی کبھی تنگ ہے اور خرچ ہر وقت ہوتا ہے کفایت شعار شخص المقدور مقروض نہین ہوتا ہے ورنہ اوسکو قرض کی سختیان اوٹھانی پڑتی ہین کیونکہ قرض ورونکوئی کی کنجی ہے قرض انسان کے رتبے دیکھ اور جا بجا اوسکے لیے ہمتین ہیچ جو بالآخر بے آبروئی کا باعث ہوتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ قرض دار کا کھایا اور بیمار کا کھایا نہیں جاتا ہے قرضدار ہمیشہ غمگین اور متفکر مگر کفایت شعار بذات خود خوش رہتا اور اکثر اوسکی ذات سے دوسرونکو فائدہ پہونچتا ہے - کفایت شعار کو بعض لوگ بخیل یا کنجوس کہتے ہین اگرچہ اوسکو روپیہ سے اسقدر محبت ہوجاتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ وہ اوسکی اس مقصد کو (کہ روپیہ آدمی کے آرام و آسایش کیلیئے بنا گیا ہے) فراموش کردیتا ہے
اسواسطے کفایت شعار بخیل نہین ہوتا ہے اور نہ فضول خرچ بلکہ فضول خرچی کو
ایک عیب تصور کرتا اور جانتا ہے کہ بخل اور فضول خرچی دونون خرابی کا باعث
ہوتی ہیں کیونکہ جس طرح بخیل کو روپیہ کے بالکل نہ صرف کرنے مین ضروری حاجتون
کی محرومی سے تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اوسیطرح فضول خرچی سے آدمی
غیرون کا حاجتمند رہتا ہے پس کفایت شعاری انسان کو نہ صرف گناہون
اور برائیون سے محفوظ رکہتی ہے بلکہ بسا اوقات اعلیٰ درجہ کی منزل پر پہنچا
دیتی ہے چنانچہ ذکر کرتے ہیں کہ ۱۸۷۶ء مین ایک لکہا پڑہا مگر بے سروسامان
اور مفلس لڑکا فیفیٹ نامی تلاش روزگار کے لئے ایک بنکر کے پاس پیرس
مین گیا مگر بنکر نے اوسکے پہٹے پرانے کپڑے اور خستہ حال دیکہکر کہدیا کہ
اسوقت کوئی جگہ خالی نہین ہے جب وہ مایوس ہوکر وہان سے واپس پہرا
تو اوسنے زمین پر ایک پین سوئی کی پڑی دیکہی جسکو اوٹہاکر اوسنے کوٹ کے
ایک کونہ مین ٹانکدیا چونکہ بنکر بہی پرلے درجہ کا کفایت شعار ہونیکے سبب
ادنیٰ ادنیٰ باتون کی طرف توجہ کرنیکا عادی تہا اسلیئے اوسنے اس ماجرے کو
بچشم خود دیکہکر سمجہ لیا کہ یہ لڑکا جو ایک پین سوئی کا اتنا لحاظ رکہتا ہے
ضرور ہوشیار اور کارگذار ہوگا لہٰذا اوسنے۔ مشت نمونہ از خروارے کے
مسلمہ مقولہ کو مد نظر رکہکر اوس نوجوان کو ایک اسامی پر تعینات کردیا
ابہی بہت مدت نہ گذرنے پائی تہی کہ وہ لڑکا کفایت شعاری اور دیانتداری
کی بدولت بنک کا شریک ہوگیا اور پہر اوسنے اپنی ذاتی قابلیت سے ایک
علیحدہ بنک قایم کرکے پیرس کے بنکون مین سبقت لیگیا الغرض آخر اوسنے
اسی صفت کے طفیل نہ صرف دولت مین بے نظیر ترقی کی بلکہ وہ بڑا فیاض
اور اعلیٰ درجہ کے انسانون مین شمار ہوکر چیمبر اوف ڈیپوٹیز کا پریزیڈنٹ
بنگیا۔ پس جو لوگ اپنے خاندان۔ قوم یا ملک کی آسودگی اور بہبودی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خواہان ہین اونکو کفایت شعاری اور دیانتداری وغیرہ سراپا نیک اور سودمند خصائل اپنے آپ مین پیدا کرنی چاہئے کیونکہ مصرف ہونے سے بخیل ہونا کم برا ہے اور شام کو فاقہ کرنا صبح کو قرضدار اوٹھنے سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے اسی پر بناء پر کہا گیا ہے کہ زیادہ پیدا کرنیکی نسبت تہوڑا تہوڑا بچا کر رکھنا ہر حالت مین مددگار ہوتا ہے ۔

آرائش ایک ملمع ہے اور بناوٹ دہوکہ کی ٹٹی - اصلیت ہمیشہ فوقیت رکھتی ہے اور ہمدم ساتہہ رہتی ہے - غیر ضروری آرائش سے رنج واندوہ اور غم بڑہتا ہے کوئی چیز بلا ضرورت خریدنے سے گو وہ اصلی قیمت سے کیسی ہی کم اور سستی کیون نہ ہو مگر آخر کو گران ہوجاتی ہے کیونکہ جب ایک عمدہ چیز خریدی جائیگی تو اوسکے جوڑ یا مناسب استعمال کے لئے ویسے ہی اور دس چیزون کی ضرورت لاحق ہوگی اسلئے پہلے خواہش کا مقابلہ بعد کی خواہشون کے روکنا زیادہ آسان ہے اور غیر ضروری وخوشنمائی کے سامان خرید کرنیسے پہلے اپنی جیب کو ٹٹول لینا بہتر ہے کیونکہ پانی کی قدر اوسوقت معلوم ہوتی ہے جب کنوان خشک ہوجاتا ہے حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند مرحومہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایکدفعہ آپکو بازار مین ایک چیز پسند آئی جیب ٹٹولی تو اوسکی قیمت کے لئے کافی روپیہ موجود نہ تہا دوکاندار اگرچہ اوسوقت صرف ارشاد کا منتظر تہا اور بادشاہ وقت کی پوتی کو اوس چیز کے قرض دیدینے مین کچھہ تامل نہ تہا لیکن شاہزادی موصوف کو اوستانی جی نے ڈچز آف کناٹ کی نصیحت یاد دلائی کہ قرض سب سے بری بلا ہے - یہ سنتے ہی شاہزادی نے وہ چیز ہاتہہ سے رکھدی اور اپنی دلی خواہش سے ہاتہہ اوٹہا لیا یہ تو بہلا دور کا واقعہ ہے اور اس عرصہ مین ناظرین کی نظرون یا سامعین کے کانون تک اس قسم کی بے شمار نظیرون کا نظارہ یا آوازہ سنائی دیا ہوگا کہ جنہون نے کفایت شعاری کی بدولت اپنی ادنی حالت کو اعلی درجہ پر پہونچایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا جن لوگون نے اپنے اقبال و عروج کو فضول خرچی کے سبب اپنے ہاتہون تباہ و برباد کردیا تاہم تازہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ فرنڈلی سوسائٹی کے ایک کروڑ بیس لاکہہ شرکیون نے پچاس برس کے عرصہ مین چار کروڑ پونڈ بچالیا ہے اور برخلاف اسکے انگریزی قوم نے ایک سال مین شراب خواری پر سولہ کروڑ پونڈ یعنی دو ارب چالیس کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اگرچہ اسقدر کثیر رقم اپنی ہی ولایت مین صرف ہونیکے باعث قوم یا ملک کو گران معلوم نہین ہوتی ہے تاہم برائی اپنے بدنتائج سے پاک و صاف یا بری نہین ہوسکتی ہے اور انگلستان و فرانس وغیرہ مہذب ممالک مین نہ صرف شرابخواری بلکہ لامذہبی بہی دامنگیر ہو رہی ہے پس اگر انسان خفیف کمیون کی طرف کم توجہی کرکے اُنہین اپنے اندر رہنے دے تو رفتہ رفتہ اونہین سکے بہت بڑے بڑے نقص پہنچانے ہی کوئی تعجب کی بات نہین چنانچہ ایک انگریزی کہاوت ہے کہ کہلے دروازون سے رستہ اندر گہس آتے ہین اور سعدی شیرازی نے بہی ایسا ہی کہا ہے ۔ سه سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل ۔ چو پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل

صانع صنعت اور اوسکی لا انتہا قدرت سے انقلاب زمانہ یا نوع انسان کی قابلیت اور قسمت کا چکر کچہہ ایسی عجیب و غریب چال چلتا ہے کہ جسکی انکشاف مین بقول شخصے ۔ سه

در رہ عشق نہ شد کس بیقین محرم راز ۔ ہر کسے بر حسب فہم گمانے دارد

ہر زمانہ کے عالم و عاقل ۔ منجم اور علما سلف حیران و پریشان ہو سر در گریبان رہگئے ہین مثلاً ایک وقت تہا جبکہ یہ خطہ ہندوستان علم و ہنر کی روشنی سے روے زمین پر آفتاب کی مانند چمکتا تہا یہان کے چشمہ فیض سے دور و دراز کے ممالک سیراب ہوتے تہے یہانتک کہ یونان اور مصر کے قدیم باشندے جو فلسفہ منطق ۔ ریاضی ۔ طبعی اور طب وغیرہ علوم و فنون کے موجد اور بانی سمجہے جاتے تہے اون آریاؤن کے شاگرد تہے جن سے پیشتر اس دنیا کی تواریخ مین کسی دوسری قوم کا وجود ثابت نہین ہوتا ہے ۔ اونکی زبان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سنسکرت کی فصاحت و بلاغت۔ اونکی گریمر کی کمالیت علم و ادب کی وسعت نظم ونسق کی عظمت آبتنک بے نظیر ہے۔ علم الہی مین ایسی چہان بین کی تہی کہ جنکی رمز و کنائے اور باریکیون کو سمجہنے کے لئے آج تمام دنیا دریائے حیرت مین غوطے کہا رہی ہے غرضکہ موجودہ علوم وفنون سے کوئی علم یا ہنر ایسا نہیں تہا کہ جسکو ایشیائی لوگ نہین جانتے تہے چنانچہ اون مین سے کئی ایک باتون کے نشان اتبک ہندوستان مین پائے جاتے ہین کہ جنکو اہل یورپ خیال مین نہین لاسکتے ہین۔ انگلینڈ کے مشہور و معروف مورخ میکس ملر صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ اگر مجہہ سے کوئی دریافت کرے کہ وہ کون ملک ہے جو طاقت و دولت اور خوبصورتی مین مشہور ہے تو مین کہونگا کہ انڈیا۔ اگر کوئی مجہہ سے دریافت کرے کہ کس ملک والون نے روح کے مسئلہ کو حل کیا ہے تو مین کہونگا کہ انڈیا۔ اگر مجہہ سے دریافت کیا جاوے کہ کہان کے علم سے یورپ کے خیالات تربیت یافتہ ہوئے تو مین یہی کہونگا کہ انڈیا پس یہ وہی ملک ہے جسکے دیکہنے کو جملہ ولایت کے مردم للچایا کرتے تہے یہ وہی ہند ہے جسکے طبیب خلیفہ ہارون رشید ایرانی کا علاج کرتے تہے۔ یہ وہی آریہ ورت ہے جسکے علماء کو شاہ سکندر اپنے ہمراہ لیگیا تہا۔ یہ وہی بہارت ورش ہے جسکے شطرنج کا کہیل بزرجمہر نے نوشیروان کے نذر کیا تہا اور یہ وہی ہندوستان ہے جس مین سے ہزارون من سونا اور بے حساب جواہرات علاؤ الدین غوری نے اوٹہا لیا تہا مگر اب بہی وہ یہ ہی ملک ہے جو اپنی دینی اور دنیوی ترقی کا آفتاب غروب کرکے افلاس کی سخت تاریکی مین مبتلا ہو رہا ہے اور اپنی روزمرہ کی ضروریات کے لئے غیر ممالک کا دست نگر بنگیا ہے۔ گویا آجکل کے ہندوون کی حالت اپنی بزرگون کی حیثیت سے بالکل برعکس ہے جس طرح وے علوم وفنون مین شہرۂ آفاق تہے۔ اوسیطرح اونکی اولاد جہالت وگمنامی کی گہری غار مین غرق ہوچکی ہے۔ صنعت و حرفت کی یہہ کیفیت ہے کہ آج ہم لوگ چہوٹی چہوٹی چیزون کیواسطے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غیر ملک والون کا مونہہ تکتے ہین مذہب کی باگ ایسے لوگون کے ہاتہ مین ہے
جو عالم تو کیا علم سنسکرت سے ابجد خوان بہی نہین ہین سیدہا سادا اور
سچا آدمی بیوقوف کہلاتا ہے جہوٹہہ فریب اور بے ایمانی سے کام نکالنا شامل
عقلمندی کیا جاتا ہے - ہمدردی - مروت - محبت اور نیکی کے کامون سے کوسون
بہاگتے ہین - خودغرضی - پس غیبت اور لڑائی جہگڑائی کے کامون مین سب سے پہلے
پیشقدمی کرتے ہین - اتفاق کا نام سنکر جلتے ہین نفاق کی آگ بہڑکانے مین ظاہر
یا پوشیدہ ہمہ تن کوشش کرتے ہین - باپ بیٹے کا - بہائی بہائی کا - دوست دوست کا
مطلق اعتبار نہین کرتا ہے بلکہ ہر کوئی برخلاف اسکے ڈیڑہ اینٹ کی علیحدہ مسجد
بنانے کیلئے تیار ہے اور اسکا نتیجہ جو کچہہ برآمد ہو رہا ہے عیان ہے ۔
دن رات گفتگو ہے شراب و کباب کی - کیا بہلے لوگون نے بات کی - صحبت خراب کی
تاریخ کے فوائد کسی سے پوشیدہ نہین ہین - تاریخ زمانہ کی یادگار اور اسکے اچہے برے
حالات کا آئینہ اور آگے آنیوالی نسلون کا ہادی اور رہنما کہا جا سکتا ہے
چونکہ ہندوستان ایک عرصہ دراز سے مختلف شاہون کا شکارگاہ رہا ہے اور
خاصکر اسلامی طوفان کے باعث ہندوستان کی کوئی پرانی تاریخ نہین ملتی
ہے اسواسطے اسکے قدیمی حالات پر ایسا گہرا بادل چہایا گیا ہے کہ جسکا پختہ پتہ ملنا
قریب ناممکن کے ہو گیا ہے تاہم تاریخدانون سے پوشیدہ نہین ہے کہ راجہ بکرماجیت
یا جشپال جیپال کے بعد جس ولایت کے اولوالعزم سلطان یا تجربہ کار سپہ سالار
نے ہند مین آنیکا قصد کیا وہ کامیاب ہوا اور ہندیون نے بارادہ ملک گیری حفاظت
اپنے ملک سیکہنے علم و ہنر یا دیکہنے عجائبات دنیا کے ہند کے احاطہ سے باہر جانا چہوڑ
دیا بعض کہتے ہین کہ گردش افلاک ہے جس ستارہ کا سایہ اس ملک پر پڑا ہے
وہ نامرد ہے بعض اسکی آب و ہوا کو باعث وحشت و نحوست کا بتلاتے ہین غرضکہ
ہر کوئی بقول ایسکہ - فکر ہر کس بقدر ہمت اوست -
اپنے خیال کو نمود ... کرتا ہے مگر سوائے معقول نتیجہ ... کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہین کہتا ہے کہ جہالت وخانہ جنگی اور خودغرضی وغیرہ مہلک امراض نے ہندوستانیوں
کی صحت - طاقت - ہمت اور ذہنیت کو پست وپامال اور قسمت کی جھوٹے اعتقاد
نے جسمانی - اخلاقی - ذہنی اور روحانی ترقی کا دربند کردیا ہو اور یہ کوئی مخفی
اسرار نہین بلکہ اسکی صداقت مین بڑی بہاری مستند تاریخ مہابہارت
کی موجود ہے جبتک ماتند پرتہی راج اور جے چند کے آریہ لوگ باہم متفق رہے تب تک
اقبال وعروج اور آسائش وغیرہ نعماے دنیا کے مالک ومنتظم بنے رہے مگر جس وقت
گہر مین نفاق پیدا ہوا اوسوقت سے علم وعقل ہمت وطاقت وغیرہ سب
ہی سلطنت کے ہمراہ ہجرت کرگئے - آیندہ بھی جو شخص جہالت مین گذران
کریگا وہ ویسا ہی ثمرہ پاویگا کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر قوم وملک مین پہلے
ارادہ ہمت وکوشش - ہمدردی - آزادی - دولت وعروج پہر عیاشی و
کاہلی اور اسکا نتیجا تباہی ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے اور اسی طریقہ سے تمام قومین
سلطنتین پیدا ہوکر نیست ونابود ہوتی رہی ہین لیکن افسوس ہمارے
معزز ہندستانی بہائی - رئیس وسردار اور بااختیار راجے تواریخ کے دیکھنے کی
فرصت نہین پاتے ہین کہ رسومات شادی وغمی - تیج وتیوہار - سیر وشکار - ناچ
تماشہ وغیرہ بہت ضروری کام اونکے درپیش رہتے ہین پس نہین جانتے ہین
کہ انسانیت کے مرتبہ پر پہونچنے کے لئے ہم پر کیا کرنا فرض ہے - اور جو لوگ رامائن
ومہابہارت اور بہاگوت وغیرہ تاریخی کتابون کو بذات خود پڑہتے یا اوروں سے
سنتے ہین وے بہی اصول سے بیخبر رہکر فروعات پر کان دہرتے ہین کیونکہ اصول
بغیر علم معقول اور رسائی ذہن کے معلوم ہونے نہین سکتے من الخضہ جو شخص
غیروں کی سرگذشت سے تجربہ حاصل نہین کرتا ہے وہ اپنی خرابی کا اوروں کو
تجربہ دیتا ہے چنانچہ روایت ہے کہ لقمان حکیم سے کسی نے دریافت کیا کہ آپنے
دانائی کس سے پائی اوسنے جواب دیا کہ بیوقوفوں سے - بس

گلہ فلک کا نہ شکوہ کسیکے ظلم کا ہے - ہم اپنے ہاتھوں سے اپنا برا حال کر بیٹھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

یہہ امر مسلمہ عام ہے کہ جب آدمی کا پیٹ بھرتا ہے کاہلی ہوتی ہے۔ کاہلی نہ علم حاصل کرنے دیتی ہے اور نہ حوصلہ کو بلند کرتی ہے۔ کاہلی بیٹھے بٹھائے اوقات کا بہت بڑا حصہ ضایع کر ڈالتی ہے۔ کاہلی سے آسان سے آسان کام بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ پہلے کاہلی پھر بیکاری بعدہ افلاس اوسکے پیچھے سارے عیب پیدا ہو جاتے ہیں اسواسطے کاہلی مورث امراض اور موجب تکالیف ہے جو انسانی وجود کو نکارہ کرکے دین و دنیا کے ازکار سے معطل کر دیتی ہے چنانچہ ہندوں کے پیشوا برہمن جو علم و عقل وغیرہ شرافت انسانی کے اوصاف سے محروم ہو گئے اسکا سبب یہ ہی ہوا کہ انکو بغیر حاصل کرنے علم اور بجا لانے عمل کے کہانے کو مریدوں سے مفت ملتا رہا چونکہ یہ خطہ ہندوستان بقول شخصے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

بسبب کثرت پیداوار غلہ وغیرہ اشیاء خوردنی و پوشیدنی وغیرہ ضروریات کے ہر طرح سے زرخیز ملک ہے اسوجہ سے اسکے باشندے جہالت کی حالت میں بھی آسودہ حال رہتے چلے آئے جسکے سبب انکی پست ہمتی کا ہوا۔ اگر یہ تنگ ہوتے تو خدمت و تجارت یا صنعت و ملک گیری کی خاطر غیر دیاروں کو جاتے مگر اب جبکہ انکی گذران کے موافق بھیک بھی انکو اپنے وطن میں مل جاتی ہے تو پھر یہ کیونکر دور دراز کے سفر کی زحمت قبول کرتے جسکو اس تحریر پر شک ہو وہ بتا دے کہ ہندوستانیوں کو آج کس چیز میں شرف ہے؟ انتظام سلطنت۔ میدان جنگ۔ یا زراعت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت میں ہاں البتہ انکی دانشمندی اور دور اندیشی اس سے عیاں ہوتی ہے کہ رحم۔ محبت۔ نیکی اور پاکیزگی وغیرہ اوصاف روحانی کا دائرہ تنگ اور خواہشات نفسانی و حرکات شیطانی کا وسیع ہوتا جاتا ہے اور اپیر گداگروں بیواؤں اور یتیموں کا بار روز بروز بڑھتا ہوا دیکھکر بھی تعلیم و تربیت وغیرہ کسی مناسب طریق سے قومی یا ملکی سدھار کا سامان مہیا نہیں کیا جاتا ہے بلکہ برخلاف اسکے کروڑوں روپیہ شراب و شیشے۔ تصاویر و کھلونے۔ چاندی و سونے وغیرہ مصنوعی نکمی غیر ضروری اشیاء کی بدولت غیر ممالک کو دیکر ہموطنوں کے جذبات کو بڑھایا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوسے زیادہ مندر، مٹھ اور زیورات وغیرہ فضول اور بیہودہ رسومات میں خرچ کر کے ہموطنوں کو مفلس کیا
جاتا ہے اگر تاریخی نقشہ ہند کا کوئی رئیس۔ سردار یا امیر ایسا ہے جو اصول جنگ سے واقف
ہو یا میدان جنگ میں استادہ ہو اپنی سپاہ سے پسندیدہ آئین کے موافق کام لے سکے
یا رعیت کے متعلق معاملات و بندوبست اور خزانہ وغیرہ کے جمع خرچ میں حسن و قبح کو
سمجھے یا اوسکی آئین بناوے یا مصلحت وقت کے مطابق ترمیم و تنسیخ کرے یا جوڈیشل
دستور العمل میں کمی و بیشی اور تجویز کرے کہ اہلکاروں و عہدہ داروں کی خیانت اور پاسداری
کا انسداد ہو۔ دیوانی۔ فوجداری پولیس جیل اور رجسٹری وغیرہ کا عمدہ انتظام
ہو اور تجارت کے فوائد کو بخوبی سمجھتا ہو کہ جس سے رعایا آباد اور خزانہ معمور ہو یا دستکاروں
کے کام کو دیکھ کر دوسری ولایت کی دستکاری سے مقابلہ کرتا ہو اور رعایا کے عالم طاقتور
اور آسودہ حال کرنیکو کسی ہنر اور تدبیر کو کام میں لاتا ہو یا علم فلاحت میں کافی مہارت
رکھتا ہو؟ بلکہ برخلاف اسکے بعضوں کے خیال میں سٹا کھیلنا۔ شراب پینا مستورات
سے عیش و عشرت کرنا۔ ناچ و تماشہ وغیرہ بیہودہ اشتغال میں اوقات گذاری کرنا
اور خود غرض اہلکاروں کی رائے پر تمام ریاست کا کام چھوڑنا یہ پانچ علامت ریاست
کی سمجھی جاتی ہیں جنکی تصدیق محمد شاہ غازی والی ہند کی اس قول سے ہوتی ہے۔

روز بجام سے گذرتی ہے ـ شب دلآرام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے ـ اب تو آرام سے گذرتی ہے۔

ہر متنفس کی طبیعت میں بعض چیزوں کا تعلق نطفہ پدر اور رحم مادر سے ہوتا ہے
جیسے رنگ۔ قد۔ شکل اور عمر وغیرہ اگرچہ اس سے کسیکو انکار نہیں تاہم تزک جہانگیری
میں تحریر ہے کہ ایکدفعہ جہانگیر اپنے حرم سرائے میں گیا جبکہ اوسکی بیگم اپنی پاؤں
میں سوئی سے ایک نشان قائم کر رہی تھی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے
اوسنے جواب دیا میں نے سنا ہے کہ حمل کی حالت میں اس قسم کے نشان پیدا ہونیوالی
بچوں کے بدن پر نمایاں ہو جایا کرتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اکبر کے پیدا ہونے
پر وہ نشان اوسکے پاؤں میں پایا گیا۔ بعض چیزوں کا اعتدال طبعی ہے جیسے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوت حافظہ - مدرکہ اور ہمت وغیرہ اگرچہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ مین مدت سے
کہتریون کا خاندان زمانہ مین مشہور چلا آتا ہے لیکن یہ ضرور نہین کہ جسکا باپ
ذہین ہو اوسکا بیٹا بہی ویسا ہی ذہین رسا ہو اور بعض چیزون کا تعلق تربیت
وصحبت سے ہوتا ہے چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے کوئی علامت قومیت کی نہین رکہتا ہے
مگر جب سے وہ پرورش پاکر زندگی کے راستہ کو طے کرنا شروع کرتا ہے تب سے
اوسکے دل ودماغ پر والدین ومتعلقین کے خیال واقوال اور افعال کا اثر ہوتا
چلا جاتا ہے پہر جوان ہوکر اوسکے رسم ورواج کی تقلید کو بہتر سمجہتا اور اوسیکو
اپنا فرض قرار دیتا ہے کہ جس قسم کی تعلیم ایام طفولیت مین حاصل کرتا ہے
اور جس فرقہ یا مذہب کے گروہ مین پیدا ہوتا ہے یا جنکے گہر مین پرورش
پاتا ہے یا جس اوستاد کا شاگرد بنتا ہے مثلاً جو شخص گوشت خوار کے گہر
یا قوم مین پیدا ہوتا ہے ہر چند حرام وحلال مین تمیز کرے اور پرہیزگاری کا دم
بہرے مگر گوشت کے کہانے کو برا نہین سمجہتا ہے - جو قصابون - قمار بازون
یا اور کسی ناقص پیشہ کی تقلید کرتا اور اون سے صحبت رکہتا ہے ہر کام مین پارسائی
کرے مگر اپنے پیشے کو بزرگون کی آئین جانتا ہے اور جو شرابخوارون یا حقہ
نوشون مین رہتا ہے وہ اگرچہ چند روز بظاہر پرہیز کرتا ہے مگر آخر ویسا ہی ہو
جاتا ہے دیکہو انگریزی عملداری نے ہندیون کو انگریزون سے زیادہ شرابی
بنا دیا جیسے عہد اسلام مین گوشت خوری کو فروغ ہوا ویسے اسوقت مین
یہ جابجا ترقی کر رہی ہے - پہلے بقول شخصے - ؎
اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا - لڑتے ہین اور ہاتہ مین تلوار بہی نہین
مونہہ مین مصری اور بغل مین چہری کو کون پسند کرتا تہا لیکن اب جس طرف
دیکہو گندم نما جوفروشی کو ہر میدان مین ترجیح دی جا رہی ہے - ہندوون
کے مادر پدر - برادر اور ہمسایہ سب ہی - بہوت پریت - جن وپری - غازی
وشہید اور ولی وغیرہ سے ڈرتے مرے اونکی اولاد بہی تمام عمر اون سے بیم ورجا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکہتی مگر انگریز انکے معتقد نہین مین اسواسطے اونکے بچے بہی اون سے نہین ڈرتے
ہین الغرض یوح دل پر اطفال کے نہ کوئی مذہب لکہا ہوتا ہی اور نہ کوئی پیشہ۔ جیسی
صحبت مین جو کوئی تعلیم وتربیت اور پرورش پاتا ہی اور جیسے نیک وبد اشخاص کی صحبت
مین کوئی شخص بیٹہتا ہے وہ ویسی ہی خواہ عادت اختیار کرلیتا ہی عقل والون کی صحبت
سے معقول پسند ہوجاتا ہے اور نامعقول کی صحبت سے خلاف عقل اور بعید از قیاس
باتون پر یقین رکہہ جہل مرکب مین مبتلا ہوجاتا ہے اسلئے انسان کا بہترین ذریعہ انسان
ہی ہے اور غالبًا اسی بنا پر بزرگان سلف نے بہی جب مسلمہ اور مجربہ صداقتون کو
اپنے پیروون مین پہیلانا چاہا تو اونہون نے کہانیون اور تمثیلون کے ذریعہ جلد اثر
پذیر ہوتے دیکہکر انہین ذرایع کو اختیار کرلیا کیونکہ انسان بچپن سے ہی نقل کرنیکا
عادی ہے اور اس ذریعہ سے بہلائی اور برائی کے سبق بسہولیت اور جلدی سیکہہ
سکتا ہی۔ اگرچہ بچون کی نسبت جوانون پر اور نوجوان کی نسبت بوڑہون پر صحبت کا
اثر کم ہوتا ہے لیکن کوئی شخص مرد ہو یا عورت اسکے نیک یا بد اثر سے بری نہین ہو
سکتا ہے بلکہ اسکی تائید مین ایک عالم کا قول ہے

صحبت عاشق ترا عاشق کند ۔ صحبت فاسق ترا فاسق کند
صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا طالح کند
منکر از تاثیر صحبت جاہل است ۔ ہرکہ از صحبت رہد بس غافل است

ہر شخص کو تمنا ہوتی ہے کہ اوسکے اولاد ہو یہ تمنا ناقص نہین بلکہ اچہی ہے
کہ سلسلہ انتظام عالم کا اولاد سے قائم رہتا ہے مگر یہ بہی فکر کرنا چاہئے کہ اولاد
لائق ہو چنانچہ روایت ہی کہ مادہ خوک نے مادہ شیر سے کہا کہ مین جیسے بچے جنتی
ہون اور تو فقط ایک۔ اوسنے جواب دیا کہ کثرت اولاد تیری ذلیل وخوار رہتی ہے
میرا ایک ہی بچہ جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے اور یہ سپوت۔ پوت۔ کپوت تین
قسم کی ہوتی ہے۔ اسپوت یعنی اپنے بزرگون سی فضیلت حاصل کرے کہ علم۔ ادب
ہنر۔ دولت۔ عزت۔ غیرت اور حکومت وغیرہ اوصاف انسانی مین اپنے باپ دادا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے مشرف ہو چنانچہ رشی ۔منی ۔ولی ۔پیغمبر ۔حکماء ۔دیوتا اوتار اور وے اولوالعزم بادشاہ جو مثل سکندر ۔تیمور ۔نادر اور رنجیت سنگھ وغیرہ کہ جنہوں نے اپنی لیاقت اور دلاوری سے بزرگی حاصل کی ۔سپوت کہلائے ۔۲ پوت یعنے جیسے باپ دادا تھے ویسا ہی ہو کہ جس کھیت میں باپ گندم کاشت کرتا تھا یہ بھی کرے یا جس دکان میں بزرگ نمک مرچ ۔ہلدی اور سونٹھ فروخت کرتے تھے یہ بھی کرے یا جیسے مال و ملک میں پچھلے عیش و عشرت کرتے تھے یہ بھی کرے اگرچہ ایسے اشخاص تعریف کے لایق نہیں ہیں مگر اونکی مذمت بھی کچھ ہو نہیں سکتی ہے کہ مثل یا بو منتزل رسانیدہ ہیں ۔۳ ۔کپوت جو خاندان اور بزرگوں کی فضیلت میں بٹہ لگاوے اور ہمسایوں و ہمسایوں کے تیر ملامت کا نشانہ بنے ہندی مثل مشہور ہے لیکے لیکے گاڑی چلے لیکے چلے کپوت ۔ تینوں لیک نہ چلے سنگ سپوت اگرچہ تیسری قسم کے بہت ہیں مگر ہند کے مردم سمجھتے ہیں کہ قسمت سے کپوت یا سپوت بنجاتے ہیں جبکا علم نہیں اوسکا رد یا تسلیم کرنا مشکل ہے مگر باسباب ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قسمت کسیکے ہاتھ میں پیالہ شراب کا بھر کر نہیں دیتی ہے کہ پی اور بے شعور بنجا بلکہ جو شرابخوار بنجاتا ہے ۔مادر پدر اور ہمسایہ یا ہم نشینوں کی خو اور عادت کو دیکھ یا سنکے یا اوباشوں کی مصاحبت یا اوسکے نفع نقصان سے ناواقف ہوکے ہو سکتا ہے کہ منجملہ اسباب مذکورہ بالا کے کوئی سبب قسمت سے منسوب یا موجود ہو مگر ہمکو واجب نہیں ہے کہ افترا کی مجرم کو رہا رشتہ کو ملزم قرار دیں اور ایک ناکردہ گناہ پر فرد جرم لگا اپنے عیوب کو پوشیدہ کریں جیسا کہ اکثر خواندہ اور ناخواندہ کی خو اور عادت ہے کہ جن کاموں میں ناکامی کا موبنہ دیکھتے تکلیف اوٹھاتے یا مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اونکو رحمان یا شیطان یا گردش ایام کے ذمہ لگاتے ہیں اور جن میں کامیاب ہو جاتے ہیں اون میں اپنی قابلیت جتاتے ہیں کسی عاقل نے خوب کہا ہے ۔ ع

ہنسی آتی ہے مجھے حضرت انسان پر ۔ فعل بد تو تو کرے لعنت کرے شیطان پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان سکندر کے سامنے چار صورتیں آئیں۔ بادشاہ
نے کہا تم کون ہو؟ اون میں سے اول ایک نے جواب دیا کہ میں تدبیر ہوں اور
آرزو رکھتی ہوں کہ ہمیشہ آپکے ہمرکاب ہوں چونکہ شاہ کے تمام کاروبار پہلے ہی
تدبیر سے سرانجام ہوتے تھے اسلئے اوسنے اسپر کچھ التفات نکیا دوسری نے التماس
کی کہ میرا نام دولت ہے اور میری ہر ایک ادنی و اعلی کو ضرورت ہے مگر اوسنے اسکو
بھی ناپسند کیا۔ پھر تیسری نے آگے بڑھکر عرض کی کہ میں مستجابت ہوں جسپر دارومدار
سلطنت ہے مگر شاہ نے اسکو بھی قبول نکیا آخر چوتھی صورت بھی اپنی باری
پر بول اوٹھی کہ میرا نام اقبال ہے۔ بادشاہ نے خوش ہوکر فرمایا کہ واقعی تو بیمثال
ہے اور لطف ایزدی تیرے شامل حال ہے اگر تو مجھ سے بیوفائی نکرے
تو اس سے زیادہ اور کیا کمال ہے اس میں شک نہیں کہ مانند مروت
و نوازش اور جذربات وغیرہ بیرونی واقعات بھی عزت و اقبال کے بہت
کچھ معاون و مددگار ہوتے ہیں لیکن انسان کے اقبال کا سانچا زیادہ
تر اوسکے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ ہر شخص
اپنے اقبال کا آپ معمار ہے ایک شخص کی بیوقوفی سے دوسرے کا نصیب جاگنا
بیرونی باعثوں میں ایک چلتا ہوا باعث ہے کیونکہ کوئی شخص اور کسی باعث
سے یکایک ایسا نہیں بڑھ سکتا جیسا کہ اوروں کے بگڑنے سے بڑھ جاتا ہے
اور اگرچہ بیرونی اور ظاہری خوبیاں بھی تعریف پیدا کر دیتی ہیں لیکن بعض
اندرونی اور چھپی ہوئی خوبیاں ایسی ہوتی ہیں جو اقبال کا مونہہ دکھائے
بغیر ہرگز نہیں رہ سکتی ہیں۔ بشرطیکہ انسان کی فطرت میں کوئی روک
یا اٹکاؤ نہو بلکہ اوسکی طبیعت کا چکر اوسکی قسمت کے ساتھ قدم بقدم چلتا ہو
کیونکہ جو شخص مضبوطی اور توجہ سے چلتا ہے وہ ضرور بلحاظ اپنی چال کے جلد یا دیر
اقبال کا مونہہ دیکھ لیتا ہے۔ بھیشم پتاما نے ارجن اور جرجودھن کو برابر تعلیم دی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلطنت لیکن ارجن ہر کام میں غالب اور جرجودھن مغلوب ہوا۔ شاہجہان نے دارا شکوہ کو دارا پر متصرف کیا مگر عالمگیر اوسپر سبقت لیگیا اب سمجھنا چاہیے کہ یہہ تعلیم اُستاد کی ہے یا اُسکے نفس کی؟ جتنے آدمی دنیا میں ادنی درجہ سے ترقی پاتے یا اعلےٰ درجہ سے گرتے ہیں اپنے نفس کی تعلیم سے۔ ناصحین کی نصیحت ایسی ہے جیسی الماس کو سان اور فولاد کو کسیس۔ بلور سان پر رکھنے سے الماس نہیں ہوتا ہے اور نہ ہر ایک قسم کا لوہا کسیس پر لگانے سے جوہر نکالتا ہے۔ الغرض اقبال کا راستہ مثل کہکشان کے ہوتا ہے جو چھوٹے چھوٹے ستاروں کا اجتماع باسلسلہ ہے یہ ستارے علیحدہ علیحدہ تو نظر نہیں دیکھہ نہیں پڑتے مگر جس طرح یہہ باہم ملکر روشنی دیتے ہیں اُسی طرح بہت سی چھوٹی چھوٹی خوبیاں اور خاص خاص قوتیں ہوتی ہیں جو نظر تو کم آتی ہیں مگر انسان کو اقبال مند بنا دیتی ہیں چنانچہ فرانسس بیکن کا قول ہے کہ اقبال مندی کے لئے کسی چیز سے ایسی کامیابی نہیں ہوتی ہے جیسی کہ ان دو باتوں سے ہوتی ہے یعنی انسان تھوڑا بیوقوف ہو مگر بہت زیادہ دیانتدار نہو۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے آقا۔ خاندان۔ قوم یا ملک کے بدرجہ غایت خیرخواہ ہوتے ہیں نہ کبھی خوش اقبال نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ جب کسی شخص کے خیالات کا مرکز اُسکی اپنی ذات سے باہر ہوتا ہے تو وہ گویا اپنی چال نہیں چلتا ہے بلکہ اپنے مدعا کا مدار دوسروں کی رائے پر رکھتا ہے۔

۵

ہے تجسس شرط یاں ملنے کو کیا ملتا نہیں ✦ پر کوئی دنیا میں صادق آشنا ملتا نہیں

کون نہیں جانتا کہ انسان عادت کا بندہ ہے صحبت کے زبردست اثر سے ہی ہر ایک شخص کے مزاج میں نیک و بد عادات متمکن ہو جاتے ہیں۔ اسواسطے عادت طبیعت ثانیہ کا حکم رکھتی ہے۔ طبیعت سے اُن امورات کی مراد ہے جو ہر متنفس کو بلا لحاظ قوم و ملک قدرت کی طرف سے یکساں عطا ہوئے ہیں جیسے کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ اور رنج و راحت وغیرہ اُن کا عمل جیسے ہر ایک چھوٹے۔ بڑے۔ جاہل و عالم انسان و حیوان کو ضرور ہی بلا امداد وغیرے یکساں طور پر کرنا پڑتا ہے دیکھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر روز کی صحبت اور محنت سے جب کوئی عادت پختہ ہو جاتی ہے تو وہ بھی امورِ طبعیہ
کی طرح جسم پر موثر ہونیسے نہیں رُکتی ہے مثلاً جو بچے رونے۔ جوان دنکو سونے اور
اور بوڑھے چھوٹی چھوٹی باتوں پر خفا ہونے کے عادی ہو جاتے ہیں اُنکی وجہ سوائے
روزانہ مشق کے اور کوئی نہیں ہوتی ہے۔ جب کسی شخص کو رات کے وقت کسی سبب سے
اکمرتبہ خواب سے بیدار رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو دوسری شب کو بھی خود بخود اسوقت
نیند دور ہو جاتی ہے اگر وہ ایسے وقت کو کام میں نہ لاوے تو اُسکی مرضی ورنہ رفتہ رفتہ
اُسی کی پیروی کرنے سے آخر کو وقت معینہ پر جاگنا عادت میں داخل ہو جاتا ہے پس
یہی وجہ ہے کہ جو لوگ کم رتبہ و مضر اور منشی اشیاء کے کھانے پینے یا گناہ و جرائم کرنیکے
عادی ہو جاتے ہیں وہ باوجود شرمساری اور تکالیف جسمانی کے بھی اُن سے برئیت
اور مخلصی حاصل کر نہیں سکتے ہیں۔ الغرض انسان چھوٹی چھوٹی خراب عادتیں نامعلوم
طور پر یا بسا اوقات انہیں خفیف سمجھکر اپنے اندر پیدا تو کر لیتا ہے لیکن رفتہ رفتہ
وہ ایسی گلے کا ہار ہو جاتی ہیں کہ پھر تنگ آکر بھی اُن سے پیچھا چھوڑانا اُس کے لیے
مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے اور اسی بنا پر چین کے ایک بزرگ کا قول ہے کہ
چھوٹے چھوٹے کنکروں کو نکالدو ورنہ ایک وقت وہ تمہاری راہ میں بڑی بھاری
روک ہو جائیگی علاوہ ہذا اگر آپ ہند کے بعض امیروں۔ سرداروں۔ اور والیان ریاست
کی عیاشی۔ کاہلی اور جاہل ہونے کی وجہ دریافت کرینگے تو سوائے اسکے اور کوئی
وجہ نہ نکلے گی کہ اُنکے بزرگ و مصاحب اور اہلکار لائق نہ ہوئے بلکہ جن کنور کے
باپ دادا فن سپاہ گری سے ناواقف رہے یا ناچ و تماشہ اور شکار میں ہر دم
مصروف رہے اُن کی اولاد نے اُسی کو سناتن دھرم اور پرم پراکرم سمجھا کیونکہ
اُسکے باپ نے بیٹے کو وہ بات نہ سکھلائی جسکو وہ نہیں جانتا تھا۔ اسوجہ سے آج
ہندوستان میں دوپہر کیوقت اندھیرا ہے۔ ریاضی دان کہتے ہیں کہ قطب کے قریب
چھ مہینے کی رات ہوتی ہے مگر ہند میں بے علمی کی تاریکی صدیوں سے چھائی ہوئی ہے
جسکے دور کرنے کی طرف سوائے اہل اسلام اور آریہ سماج کے اور کسی ہندوستانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوسائٹی نے تا حال توجہ نہیں کی ہے اور نہ سوائے چند ایک ریاستہائے مانند مہاراجہ گائیکواڑ آف بڑودہ کے دیگر والیان ریاست نے تعلیم عام میں کافی امداد دی ہے۔ پنجاب کی جملہ ریاستوں میں جموں و کشمیر کی ریاست اعلےٰ ہے مگر تعلیم کے معاملہ میں سب سے بدتر حالت میں ہے کیونکہ چند سال ہوئے جموں میں ایک کالج قایم کیا گیا تھا مگر جب تک اُسکو توڑ نہ لیا آرام نہ کیا۔ پس جب بقولیکہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہمارے ہم وطن اور ہم مذہب راجے و مہاراجے اس روز روشن میں مغربی تعلیم و تربیت اور نوابجاد سے سبق حاصل نہیں کرتے ہیں تو بیچارے غریب اور ناتوان رعایا کے لئے جسمانی و روحانی۔ علمی یا اخلاقی ترقی کی کیا امید ہو سکتی ہے چونکہ رسالہ برمھ پرچارک نے اس بارہ میں ایک مختصر اور موثر آرٹیکل شایع کیا ہے لہذا میں بھی اُسکو مفید اور دلچسپ سمجھکر بجنسہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

کیا تم اِس دُنیا کے مدرسے کے طالبعلم نہیں؟

ایک نوجوان طالب علم عینک لگائے ہوئے چھتری کی تلاش میں ایک بساطی کی دوکان پر پہونچا اور اُس سے چھتریاں دکھانے کی درخواست کی۔ بساطی نے مختلف قسم کی ہلکی اور بھاری چھتریاں اُسکے سامنے رکھدیں۔ طالب علم نے سب کو اوٹھا اوٹھا کر دیکھا اور سب کو ہی یہ کہکر ناپسند کیا کہ یہہ بھاری ہیں کوئی ہلکی اور مضبوط چھتری دکھاؤ۔ بساطی پچھلے زمانہ کے سرد و گرم حالات دیکھے ہوئے اور ہندوستان کے پہلے زمانہ کے ودیارتھیوں یا طالبعلموں کی عادت سے کچھ واقف اور کچھ خود بھی اُسی حالت سے گذرا ہوا تھا۔ طالب علم کی طرف سے ناپسندیدگی کی وجہ سنکر اندر ہی اندر کڑھکر اُٹھا اور دوکان کے اندر جاکر لیڈیوں والی نازک اور بہت ہی ہلکی پھلکی تین چار چھتریاں نکال لایا جنکو طالب علم نے پسند کیا اور ان میں سے ایک چھتری خریدکر اسکی قیمت بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیدی۔ اُسکے بعد کچھ ہوئے بساطی نے طالبعلم سے پوچھا کہ آپ کون دودھ یعنی آپ کس برن میں پیدا ہوئے ہیں۔ اُسنے جواب دیا کہ میں راجپوت یعنی کھتری ہوں۔ بساطی نے سرد آہ بھر کر کہا آپ اُن بہادروں کی نسل سے ہیں کہ جو زرہ بکتر۔ ڈھال تلوار۔ پیش قبض۔ کمان و ترکش او بھالا وغیرہ کم سے دس سیر لوہے کا وزن لیے معلوم اور سہج سبھاؤ ہی پھولوں کی طرح اُٹھائے پھرتے تھے اور تم اُن کی اولاد ہو کر آدھی چھٹانک وزن کی زنانی چھتری خریدتے پھرتے ہو۔ بساطی کے یہہ جوش دلانے والے الفاظ طالب علم دل پر تیر کی طرح کھب گئے اور راجپوتی کا خون جوش میں آ گیا اور اُسنے وہ نازک چھتری اُسیوقت واپس دیکر سب سے وزنی اور مضبوط چھاتا خرید کیا اور بہت خرسندگی کے ساتھہ بساطی کی نصیحت کے لئے اُسکا شکریہ ادا کیا کہ بڑے آئندہ میں موجودہ زمانہ کا طالب علم نہیں بلکہ راجپوت طالب علم اور سپاہی بنونگا۔ تا کہ حسب نسب بتلاتے وقت میں کم از کم اپنے بزرگوں کے نام کا بدنام کنندہ تو بنوں مذکورہ بالا بیان، ایک تازہ گذرا ہوا واقعہ ہے اور جو لوگ زمانہ کی رفتار کو چشم حقیقت بین سے دیکھتے ہیں۔ اُن کے لئے یہہ اصول صاف اور واضح ہے کہ انسان بچپن سے ہی فطرتاً نقل یا تقلید کرنے کا بہت بڑا زبردست مادہ اپنے میں رکھتا ہے۔ اور اسی لئے کھانے پینے۔ پہننے اوڑھنے وغیرہ قریباً سب ہی امور میں نامعلوم طور پر یا جان بوجھ کر کسی ایک یا کئی نمونوں کی خوشی خوشی اور دلی چاؤ کے ساتھہ پیروی کرتا ہے۔ اب یہ نمونے حلیم الطبع۔ صادق اور دہارمک یا سپاہی۔ دل چلے بہادر اور جنگجو یا نازک طبع۔ ڈرپوک اور سست وغیرہ جیسے ہونگے اُنکی نقل کرنے والا شخص بھی کم و بیش ویسا ہی بن سکیگا۔ طالب علمی یا برہم چرج کا زمانہ ہی انسانی زندگی کے محل میں پہلی منزل یا عمارت اولین ہے، کہ جسپر دوسری منزل یعنی گرہست اسرم کی عمارت تعمیر ہوتی ہے جو شخص طالب علمی میں ایسا نازک طبع بن جیکا کہ دو میل بلا سواری کے چل سکنا یا آدھ سیر بوجھ اُٹھانا یا ذراسی گرمی سردی برداشت کرنا اُسکے لئے دوبھر معلوم ہوتا ہے تو گرہست اسرم میں داخل ہو کر وہ جیسا کچھہ کا گذار بنیگا وہ محتاج بیان نہیں۔ صدیوں پہلے ہندوستان کے اہتاس بر اگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظر ڈالو اور رامائن و مہا بھارت اور منو سمرتی کو پڑھ کر دیکھو تو پہلی دو کتابوں میں شاعرانہ مبالغہ اور ناممکن الوقوع قصہ جات کو چھوڑ کر بھی اُس زمانہ کے رسم رواج۔ رہن سہن۔ طریقہ تعلیم اور برہم چرج یا سب طالب علمی کے زمانہ کی سخت مشکلات اور آئیندہ زندگی کے لیئے بہادری اور برداشت کی قابلیت پیدا کر دینے والی تعلیم کا جگہ جگہ پتہ ملتا ہے کہ جو موجودہ زمانہ کے برہم چرج سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ الغرض اوپر کی مثال میں تلخی سے ملی ہوئی نصیحت کا موثر پڑنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ جہاں کہیں بزرگوں کے خون کی گرمی یا سردی کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی باقی رہگیا ہے وہ حسب موقعہ جوش دلائے جانے اور باپ دادا کے نام سے اپیل کرنے پر عموماً اپنا جوہر دکھا جاتا ہے۔

صاحبان انگریز بہادر جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی قسمت ہے باوجودیکہ ہند کے حالات سے مثل قانون کے واقف ہیں تاہم تلاش کرتے ہیں کہ ہر ضلع میں ہر قسم کے مردم کا کیسا چال چلن ہے۔ وے قدیم باشندے کہاں کے ہیں۔ کسقدر تیرتھ اور پرستش گاہیں کس ضلع میں رکھتے ہیں۔ کسقدر آدمیوں کا کس روز کس مقام پر اجتماع ہوتا ہے۔ کس دیوتا کو پوجتے ہیں۔ خدا کو کیا سمجھتے ہیں۔ دُنیا اور عاقبت کا کیا انتظام کرتے ہیں کس قوم کے کیا پیشہ کرتے ہیں۔ کس قوم کے محنت کش ہوتے ہیں۔ کون قوم چوری پیشہ رہتی ہے۔ کس قوم کے پہلے قوی تھے یا کس قوم کے لوگ اب طاقتور ہو گئے ہیں۔ مرد کیا شغل رکھتے ہیں اور عورتیں کیا کام کرتی ہیں۔ مزدوروں کو کیا مزدوری یومیہ ملتی ہے روزانہ گذران کتنے میں کر سکتے ہیں۔ کون جنس کس موسم میں کاشت کی جاتی ہے اور کب درو ہوتی ہے غرضیکہ ایسی ہزاروں باتیں دریافت کرتے ہیں جنکا ذکر آئین اکبری میں ضرور ہے مگر ہند کے کسی ہندوستانی رئیس کے دفتر میں تحقیقات تو درکنار شاید تذکرہ بھی نہیں ہوتا ہے ÷

انگریزی عملداری میں ہر دریا پر پل یا کشتی کا عمدہ بندوبست ہے۔ ہر ضلع و تحصیل اور تھانہ سے دوسرے تھانہ اور چوکی پولیس کو پختہ سڑک بنی ہے۔ جہاں مسافروں کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آمد و رفت ہے وہاں سرائے موجود ہے۔ جہاں صاحبان بہادر کی گشت ہوتی ہے وہاں ڈاک بنگلہ بنایا گیا ہے۔ ریلوے کے سفر میں ہر سٹیشن پر مسافروں کے آرام و آسائش اور حفاظت کا سامان کیا گیا ہے۔ اعلیٰ دادنے محکمہ جات کی کچہریاں اور نیز مکانات سرکاری صرف خوبصورت ہی نہیں بلکہ ہر وقت اور موسم کے موافق تعمیر کیئے گئے ہیں اور ان کے گرد اس غرض سے سایہ دار اور میوہ دار درخت لگائے گئے ہیں کہ متعلقین آرام پاویں مگر ایسا فکر کسی ریاست کے رئیس کا نہیں ہے اور نہ کہیں مکان۔ چھاونی یا قلعہ عمدہ دکھائی دیتا ہے حالانکہ راج نیت کی پرانی پُستک کامنڈکی میں اسکا مفصل ذکر موجود ہے کچھ انگریزوں کی نو ایجاد نہیں ہے۔

انگریزی عملداری میں اس کثرت سے زراعت ہوتی ہے کہ مویشی چرانے کو جگہ نہیں ملتی ہے اور جہاں جنگلی جانوروں کو پانی نہیں ملتا تھا وہاں اب جابجا نہریں جاری کی گئی ہیں مگر ہندوستانی ریاستوں میں اسوقت تک ایسے گھنے جنگل موجود ہیں کہ جن میں دن کو آفتاب بھی بمشکل گذر کرتا ہے۔ برخلاف آئین انگریزی کے برسوں تک مقدمات زیر تجویز رہتے ہیں اور اُن کے فیصلہ کرنے والے بھی اگر جاہل مطلق نہیں تو **نیم حکیم خطرۂ جان و نیم مُلّاں اندیشۂ ایمان** کے مصداق ہوتے ہیں اور جو اہلکار کسیقدر علم رکھتے ہیں وہ اپنے پیٹ بھرنے اور ریاست کی بیٹری ڈبونے کا فکر کرتے ہیں۔ انکا قول ہے کہ دخل در معقولات کا کرنا قدیم زمانہ کے مردم پر ختم ہو گیا ہے احکام متقدمین میں جو دخل دیتا ہے وہ کافر۔ مشرک۔ ناستک اور بے دین کہلاتا ہے۔ بڑے کیا بیوقوف تھے یا ہم اون سے زیادہ عقلمند پیدا ہوئے ہیں۔ جب ہمارے بزرگوں نے سیتلا ماتا دیوی کے گدھے چرائے ہم اون کے بچوں کو پوجیں گے ۔

پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت ۔ ناخلف باشم اگر نیم جوے نفروشم

انگریزوں نے ہندوستان میں دختر کشی کو ممانعت کی۔ ستی ہونے کی رسم دور کی لونڈی غلام اور اغلام کا انسداد کیا۔ کالرہ اور پلیگ کے خوف سے قومی و ملکی میلوں کو وقتاً فوقتاً بند کیا۔ چیچک اور بخار وغیرہ کئی ایک مہلک امراض سے نجات دینے کیلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ٹیکا ایجاد کیا اور آدمیت پیدا کرنے کے واسطے بلا لحاظ مذہب و ملت مرد و عورت کی تعلیم
و تربیت کو عام کر دیا۔ اسیطرح جو کچھہ ہماری عادل اور نیک دل گورنمنٹ سے جائز اور مناسب
طور پر ہو سکتا ہے اور جن حقوق کی حقدار رعایا کو سمجھتی ہے اُسکی حق رسی کے لئے ہر روز
نئے قوانین نافذ کر کے اپنے فرض کو ادا کر رہی ہے۔ مگر ماسوائے مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ
میسور اور ٹراونکور وغیرہ چند ایک والیان ریاست کے کوئی رئیس۔ سردار۔ راجہ
یا بابو اپنے لواحقین و توابعین کو اخلاقی یا قانونی طریق سے نہیں سمجھاتا ہے کہ کثرت
مناکحت سے کلی پرہیز کر قدرتی آئین کے موافق ایک بیوی پر صبر کرو مثل خر و خچر و غیرہ
حیوانات اور مال و اسباب کے لڑکیاں فروخت نکرو اور نہ گھر کی مستورات کو مانند لونڈی
و غلام کے سمجھو۔ بے چاری بے گناہ بیواؤں کا حسب رضامندی عقد ثانی کر کے دائمی دکھہ
کو دور کرو۔ شیر خوار بچوں کو نقرئی و طلائی زیورات سے آراستہ کر انکی ہلاکت کا آپ باعث
مت بنو۔ کم سن اطفال کا عقد کر کے انکو دائم المریض نہ بناؤ بلکہ علم و ہنر کا جامہ پہنا کر
اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر پہنچاؤ۔ تعلیم و تربیت میں زن و مرد کے حقوق مساوی قرار
دیکر زندگی کے رکن اعظم برہم چرج کو پورا کراؤ۔ شادی و غمی وغیرہ آبائی رسوم کی پیروی میں
فضول خرچی مت کرو۔ بے زبان اور پرورش کنندہ جانوروں کا مارنا چھوڑ دو۔ اور
شراب خانہ خراب سے حتے الامکان بچتے رہو۔ کاہلی و جاہلی کے عمیق اور تاریک گڑھے سے
نکلکر دلاوری اور بہادری کرنا سیکھو۔ عزیز وقت کو بیہودہ اشغال اور نامناسب افعال میں
ضائع مت کرو بلکہ صنعت و حرفت حاصل کرنے کی خاطر غیر ولایت کا سفر اختیار کرو کھانے
پینے میں اپنے بھائی۔ پڑوسی۔ ہم قوم۔ ہم مذہب۔ ہم وطن ہم جنس سے بے وجہ نفرت
اور تعصب نکرو۔ دغا۔ فریب۔ ٹھگی اور خطا پرداری وغیرہ عیوب سے کنارہ کر کے ٹھیک معاشی
پرہیزگاری اور سلامت روی سے زندگی بسر کرو۔ دروغ گوئی۔ بد عہدی۔ اور نمود فراجی
سے اجتناب کرو کی راستبازی۔ دیانتداری استقلال کے ساتھہ اپنی اعتبار کو بڑھاؤ اور ایکدوسرے سے ملکر تجارت
وغیرہ مفید عام کاموں کو وسعت دو جو لوگ صحیح و سلامت اور تندرست ہو کر بیگانہ مال مُفت
کے کھانے کو حیلہ سازی کرتے ہیں اون سے دُور رہو۔ جو مال بغیر محنت و مزدوری یا معاوضہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ناجائز طور پر لے اُسکو حرام سمجھو۔ کینہ۔ عداوت اور خانہ جنگی چھوڑ کر عوام کے ساتھہ اُلفت و محبت اور اتحاد کو بڑھاؤ۔ تقسیم ترکہ اور داد و ستد وغیرہ متنازعہ معاملات کی بدولت عدالت میں لڑنے مت جاؤ بلکہ قومی اور ملکی پنچائتیں قائم کر کے مشکلات کو آسان کرو۔ دولت کو دفن کر کے مت چھپاؤ بلکہ بعد وفات پس ماندگان میں تنازعہ پیدا ہونیکی صورت میں جیتے جی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا وصیت نامہ لکھو۔ مفسدوں و متعصبوں اور حاسدوں سے جس طرح بن سکے اپنی جان و مال اور عزت کو بچاؤ۔ ٹوگریوں کی کھوٹی دشا سے ڈرانے والوں اور عاقبت کے وہم و جھالسہ دینے والوں کے دام میں مت پھنسو۔ جمادات۔ نباتات حیوانات وغیرہ ادنی مخلوق اور گئے گذرے مردوں کی ناجائز پرستش چھوڑ کر حاضر و **ناظر واحد لاشریک خالق** کو دل میں جگہہ دو اور سچی بزرگی حاصل کرنیکے لئے نامور بزرگوں۔ ریفارمروں اور مہاتماؤں کی لائف اور کارگذاری کو بغور دیکھکر اُنکے قدم بقدم چلنا سیکھو وغیرہ وغیرہ

پس جب والیان ریاست اور پیشوایان مذاہب (جنکا اولین فرض متعلقین کی آسودگی اور فارغ البالی ہے) کی یہ حالت ہے کہ اپنی جہالت و نافہمی اور ناتجربہ کاری پر خود نادم نہیں ہوتے بلکہ بر خلاف اسکے اپنے اعمال کے نتائج گردش ایام یا قسمت کے سر تھوپتے ہیں تو اُن اصحاب پر کیا افسوس ہے جو ذاتی اغراض کی بدولت گریجویٹ ہوتے اور قانونی ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے یورپ کا سفر اختیار کرتے ہیں مگر اپنے ہموطنی بھائیوں کی دردناک حالت پر آنسوں بہلانے کو فرصت نہیں پاتے ہیں۔ کوئی بتادے بجز براہمو دہرم کے ملک کی موجودہ حالت پر جسم و جان نثار کرنے کو کون تیار ہوا ہے اور کس نے سوائے چند ایک پراوپکاری مہاتماؤں کے اسباب میں ہمدردی کوشش کی ہے ؟ ہاں البتہ بہت سے واعظوں نیتاؤں اور عالموں کی زبان دُر افشان سے بُلبل ہزار داستان کی طرح رنگارنگ کے الفاظ تو بے شمار نکلتے ہیں مگر عملی زندگی عنقا ہونے کی وجہ سے حاصل حصول کچھہ نہیں اسلئے جس تعلیم و ہدایت سے جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی ترقی یا قومی ہمدردی اور ملکی بھبودی پیدا نہو۔ اُسکا عدم وجود برابر ہے لہذا ایسا ہی ایک محقق کا قول ہے کہ وہ واعظ نہیں بلکہ بیہودہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گو ہے جو اپنے اصول کا پابند نہیں۔ وہ حکیم نہیں بلکہ اناڑی ہے جو حکمت کے حفظ مراتب پر کاربند نہیں۔ اہل ہند کی خدمت میں ایک روشن دماغ شاعر کی اپیل ہے۔

کوئی بدبخت اہلِ ہند تمسا ہو نہیں سکتا ÷ تغافل کیش ایک عالم میں پیدا ہو نہیں سکتا
لٹا کر اپنی پونجی غیر پہ الزام دیتے ہو ÷ مگر مانے کوئی کیونکر کہ ایسا ہو نہیں سکتا
زمانہ میں ترقی و تنزل اپنے ہاتھوں ہے ÷ برائی کا کبھی اچھا نتیجہ ہو نہیں سکتا
گریباں میں ذرا منہ ڈالکر دیکھو تو ÷ یہہ ناممکن ہے حال ایسا تمہارا ہو نہیں سکتا
تمہیں مذہب سے کیا ایمان ڈانواں ڈول رہتا ہے ÷ عقیدہ عمر بھر یکساں تمہارا ہو نہیں سکتا
صداقت کو چھپا دیتے ہو خود غرضی کے پردہ میں ÷ سمجھتے جانتے ہو سچ سے پردہ ہو نہیں سکتا
برائی سے نکلنا چاہتے ہو عذر ہے اتنا ÷ کہیں کیا رشتہ داری سے کنارا ہو نہیں سکتا
تمہیں بچپن کی شادی باعث فرحت نظر آئی ÷ کبھی اقبال مندوں کا جو شیوا ہو نہیں سکتا
شرارت اور سیہ کاری میں اپنا فخر رکھتے ہو ÷ یہ وہ باتیں ہیں جنکا تمکو دعویٰ ہو نہیں سکتا
یہہ جو کچھ ہے تمہاری نیتوں کا پھل ہے کہہ سکتے ÷ نہیں کہہ دو کہ یہہ الزام سچا ہو نہیں سکتا
پکڑ کر کے اٹھاتے ہیں تمہیں تم گرتے جاتے ہو ÷ مسیحا بھی تمہارا تو مسیحا ہو نہیں سکتا
کسیکے درد کا ہمدرد بننا ہی نہیں آتا ... ÷ ولیکن ظلم کیا ہے جو تمہارا ہو نہیں سکتا
پرائے چھکے دے دیکر پچھاڑتے رہتے ہیں تم کو ÷ تمہارے حال سے اچھا تماشا ہو نہیں سکتا
پرانی باتیں ابتک بھی ڈگمگا جاتی ہیں تم کو ÷ پکڑتے ہو سہارا انکا جنکا ہو نہیں سکتا
تمہاری ہی خاکساری پر ہوا لے آنا بجا نہیں ÷ کہ سرگرداں تمہارے سا بگولا ہو نہیں سکتا
تحریر احوال ہندوستان پر روتا ہوں میں ہردم ÷ کہ آخر اپنے بھائیوں پر تو ٹھٹھا ہو نہیں سکتا

ماسوائے اسکے اسباب میں رسالہ کپاس و تجارت لاہور کے لائق و فائق اڈیٹر نے ایک مفید آرٹیکل شائع کیا ہے جسکو بجنسہ پیش کیا جاتا ہے ÷

ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ

تھا یقیں ہمکو کہ شامت رفتہ رفتہ آئے گی ÷ ہمکو تو اے خاک ہند آخر یوں نہیں کھا جائے گی ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم کئی دفعہ اس رسالہ میں لکھہ چکے ہیں کہ ہندوستان حرفت و صنعت اور کپڑے کی ساخت میں صفحہ روزگار پر بہت ہی مشہور و معروف تھا اسکی ساخت شدہ اشیاء دُور دراز تک بِک جاتی تھیں - یہ ملک اپنی ضروریات کے لئے دوسری اقوام کا دست نگر اور محتاج نہ تھا لیکن اب ہماری یہ حالت ہے کہ بیان کرتے کلیجہ مُنہہ کو آتا ہے۔ ؎

ذکر عظمت و شوکت کا تو نہ چھیڑیو ہرگز ٭ نہ سُنا جائیگا ہم سے یہ فسانہ ہرگز ٭

لیکن اے ہند! سچ بتا کیا ہماری یہہ ہی حالت تھی ؟ ؎

ہم سدا سے خاکسار ایسے ہی تھے اے خاک ہند ٭ اُڑتی پھرتی تھی زمانہ میں یہی مُشت غبار
تھیں یہی شکلیں ہماری تھا یہی رنگ اور زور ٭ تھی یہی سیرت ہماری تھا یہی اپنا شعار
گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہوکر اب ہمیں ٭ آئے نسبت اور قرابت سے ہماری انکو عار ٭
سیرتیں تونے بدل دیں مسخ کردی صورتیں ٭ آبرو تونے ڈبودی کھودیا تونے وقار ٭

لیکن یہہ تنزل - ادباری - سیہ بختی - مفلسی - غلامی کب سے شروع ہوئی - جب سے ہمنے اپنی مستقل مزاجی اور اپنے پر اعتبار کی طاقت کھودی اور اپنے کو قسمت کے حوالے کر دیا اُسوقت سے ہمارے تنزل کی تواریخ کا آغاز ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ ہندؤں اور مسلمانوں دونوں اقوام میں لوگ اس اصول کے پابند اور کار بند ہوکر اپنی عمر کو مُفت میں رائگان و برباد کر رہے ہیں - انہوں نے دل میں یہہ سمجھہ رکھا ہے کہ جو کچھہ مشیت ایزدی کی درگاہ میں اُنکے لئے لکھہ گیا ہے - وہی کچھہ ہوتا ہے - قلم تقدیر رُک نہیں سکتی - ان خیالات کا نتیجہ یہہ ہو رہا ہے کہ جس حالت میں پیدا ہوئے اسی حالت میں سدا رہے - نہ دنیا کو اُن سے فائدہ نہ اُنکو دنیا سے فائدہ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرکے چل بسے لیکن زندگی کا مدعا اس سے کچھہ اعلے ہے پروفیسر سیلی صاحب کہتے ہیں کہ اس دُنیا میں زندگی کے معنے کام کرنے کے ہیں نہ کہ ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر بیٹھہ رہنا - ہندو قوم میں کرم یا مسئلہ تناسخ کو غلط سمجھنے میں غلطی پیدا ہو رہی ہے - ہندؤں کی قدیمی تواریخ ہرگز ہرگز اس اصول کی تائید میں نہیں ہے مہابھارت کی لڑائی میں مہاتما سری کرشن کا اُپدیش ارجن کو یہہ ہی تھا کہ اسوقت کسی چیز کی پرواہ نہ کرکے زندگی کے مشن کو پورا کرنا چاہئے اور اس قسم کی کئی ایک نظریں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملسکتی ہیں مسلمانوں میں حضرت محمدؐ صاحب کی اپنی زندگی کشمکش کی زندگی تھی۔ حضرت محمدؐ صاحب کو اپنی حیات میں ذرا بھی چین نصیب نہ ہوا۔ شب روز اپنے مذہب کے پھیلانے کی دھن غالب رہتی تھی لیکن معلوم نہیں کہ ان دونوں اقوام نے کہاں سے یہ اصول سیکھا اور اپنے آپ کو ادباری کے سمندر میں ڈبو دیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ صدیوں کی غلامی کے طوق نے دل کی خواہشات کو کمزور کر دیا ہے۔ اگر روکھا سوکھا ٹکڑا اور پانی رات کے وقت میسر ہو جاوے اور جھونپڑی رہائش کے لئے ملجاوے تو بس ساری عمر خوشی خوشی گذر جاتی ہے اسلئے ہندوستان میں مادی ترقی کے لئے ایک بڑا بھاری ذریعہ لوگوں کی ضروریات زندگی کو زیادہ کرنا ہے اگر لوگوں کی ضروریات زیادہ ہوں تو لوگ اُنکے حاصل کرنے کی خواہش کرینگے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ شہر میں ایک لوہار سب سے زیادہ محنت کرتا ہے اور زیادہ کماتا ہے کیونکہ شہر میں رہنے کے سبب اُسکی ضروریات زندگی زیادہ ہیں اُسکے اردگرد کے حالات اور مواقعات اُسے یہی سبق دیتے ہیں کہ وہ زیادہ محنت کرکے روپیہ کماوے اور اُن سے ضروریات زندگی کو حاصل کرے لیکن یہاں میں کاریگروں کی یہ حالت نہیں۔ اسبارہ میں انگلستان سے ایک بڑا بھاری سبق ملسکتا ہے کہ مزدوروں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کی حالت مدہارنے اور بہتر بنانے کیلئے حضور مرحوم ملکہ معظمہ کے خاوند البرٹ نے بہت ہی کوشش کی۔ اور اُنکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے اُنکی تفریح طبع کیلئے باجہ کا سامان مہیا کیا۔ باغ وغیرہ بنوائے۔ ہندوستان میں بھی اسبارہ میں بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ تعلیم کا مدعا کسی مدتک جواس خمسہ کی تربیت ہے۔ ہمارے کاشتکاروں کی حالت بالکل ناگفتہ بہ ہے۔ مکان ردی اور خراب ہیں۔ گاؤں میں صفائی اور صحت عامہ کا ذرا بھی لحاظ نہیں حفظ صحت کی ضروری باتوں سے واقف نہیں۔ قدرت کے نظارے سے محروم ہیں اُنکے لئے صرف اُنکا گاؤں ہی دُنیا ہے۔ وہ اس چاردیواری میں بند رہتے ہیں۔ ہمارے تعلیم یافتہ گروہ کا فرض ہے کہ وہ اُنکو قوانین قدرت سے واقف کریں۔ اسکے لئے میلوں کے موقعہ پر زمینداری نمائشیں قائم کرنی چاہئیں۔ وہاں زمیندار پیداوار کی اشیاء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھی جاویں اور شہر کے لوگ اپنی اشیاء فروخت کیلئے لیجاویں گھروں کو مصفا
اور عمدہ رکھنے کیلئے انہیں انعام دیا جائے تاکہ انہیں دلیری اور حوصلہ ہو۔ ان طریقوں سے ملکی
دولت بڑھ سکتی۔ ان طریقوں سے ملک کی مفلسی دور ہو سکتی ہے ہمیں کوئی شک نہیں کہ پچیس (۲۵) کروڑ روپیہ
ہندوستان سے ہر سال باہر چلا جاتا ہے اور اسکے عوض میں کچھہ نہیں آتا اور سالہا
سال سے یہ روپیہ جا رہا ہے اگر کوئی دوسرا ملک ہوتا تو قدر عافیت معلوم ہو جاتی
اور یہ مفلسی کی بڑی بھاری وجہ ہے لیکن بہت حد تک ملک کی ترقی حرفت و صنعت پر
منحصر ہے انسان خود اپنی قسمت کا مالک ہے اگر خاموش اور چپ چاپ بیٹھا رہے تو
کامیابی کی ہرگز امید نہیں ہو سکتی۔ اس مادی دنیا میں صبر و بردباری کی مجسم تصویر بنانا
یا بیٹھے رہنا کار خردمندی نہیں ہے۔ مسز اینی بسنٹ مشہور فصیح البیان نے ہندوستان
کی آئندہ حالت پر لیکچر دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ہندوستان میں حب الوطنی کا مادہ بالکل
مفقود ہے کیونکہ یہاں کسی شخص پر کوئی دست تعدی دراز کرے تو دوسرا خاموشی سے دیکھتا
رہتا ہے اور اس ظلم کے برخلاف وہ ذرا بھی آواز بلند نہیں کرتا لیکن لنڈن میں یہ حالت
نہیں۔ روزمرہ ہم انگلستان۔ روس۔ بلجیم اور دیگر مغربی ممالک میں سٹرائکس کا حال
پڑھتے ہیں۔ ذرا کسی نے ظلم کیا اور ناانصافی کو روا رکھا فوراً کام چھوڑ دیا لیکن ہندوستان
میں کسی کی کیا مجال کہ چوں تک بھی کر سکے۔ اول تو لوگوں کو اپنے حقوق ہی معلوم نہیں
اور اگر کچھہ جانتے بھی ہیں تو قسمت کے قائل۔ قہر درویش برجان درویش سر پر بھگت لیتے
ہیں اسلئے ہماری بڑی ضرورت یہہ ہے کہ قسمت کے جھوٹے خیال کو دل سے دور کریں

صرف یہ ہی نہیں بلکہ جنوری سال سنہ ۱۹۱۳ء میں بمقام دہلی جہاں کئی قومیں
اپنی اپنی حالت کا دکھڑا رونے اور اسکی اصلاح و فلاح کیلئے کانفرنسیں لیکر آموجود ہوئی تھیں۔
وہاں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے میر مجلس ہز ہائینس سر آغا خان صاحب نے مسلمانوں
کی بربادی کے باب میں علاوہ کئی ایک دیگر لوازمہ کے یہ بھی فرمایا کہ اسلام میں ترقی کی روح
پژمردہ ہونے کا سب سے بڑا سبب مسئلہ تقدیر ہے جو ابو الحسن اشعری کا رائج دیا ہوا ہے
ورنہ قرآنی تعلیم اسکے مخالف۔ قرآن میں انسان کو آزاد اور اپنے ارادوں کا مختار ظاہر کیا گیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہ قسمت کو ساتھ قدرت کے مضبوط باندھکر چھوڑا آزاد مرضی کو انسان کے لئے بڑے بڑے مشہور و معروف مدبروں کا فرمان ہے کہ جو قوم ایک مرتبہ گرجاتی ہے وہ کبھی عروج کو نہیں پاتی۔ چنانچہ مسز اینی بسنٹ صاحبہ کی رائے ہے کہ "کوئی قوم اپنی گذشتہ حالت پھر پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ جس راستہ سے وہ نکل چکی ہے اُسپر پلٹ نہیں سکتی" اِسکے ثبوت میں آپ یونان۔ عرب۔ فارس۔ فرانس۔ چین اور آریہ ورت وغیرہ کو پیش کرتی ہیں فرانسس بیکن کا قول ہے کہ "دو برداشت اور بہادری دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں ممکن نہیں کہ ایک ہی شخص یا قوم شیر ببر بھی ہو اور خر بارکش بھی اسواسطے جو قوم محصول اخراج کے بوجھ کے نیچے دبی ہوئی ہو وہ کبھی بہادر اور جنگجو نہیں ہو سکتی" اِسمیں کچھ شک نہیں کہ جو طریقہ شخصی ترقی و تنزل کا ہے وُہی قاعدہ قوم و مُلک کے زوال و کمال کے لئے ہے اور اس عالمگیر اصول سے ہندوستانی لوگ بھی بری اور مستثنیٰ نہیں ہو سکتے ہیں چنانچہ یہ ایک مسلمہ نیم (قانون) ہے کہ ہر ایک قوم کے تنزل شروع ہونے سے پیشتر اُسکے خیالات پست ہو جاتے ہیں اور جبتک وہ توہمات دُور نہ ہوں تب تک اُسکی ترقی کی اُمید کرنا فضول ہے۔ جس قوم کے خیالات شستہ اور عالی ہوں گو وہ آج مہذب قوموں میں شمار نہ کیجائے مگر امید کیجا سکتی ہے کہ وہ تہذیب اور شائستگی میں دیگر اقوام کے ساتھ جلد یا بدیر ضرور رفاہ و منزلت حاصل کرے گی کیونکہ کسی قوم کے مردہ یا زندہ معلوم کرنے کا اس سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم اس قوم کے خیالات کی پڑتال کریں۔ گویا شخصی۔ قومی یا ملکی اقبال و زوال جانچنے کے لئے اُسکے خیالات ہی کسوٹی ہیں اور ایسا ہی ایک مشہور محبّ الوطن مسٹر بابو گنگا دھر تلک نے اپنے ایک لکچر میں بیان کیا ہے کہ جس طرح انسان کے اعضاء بجائے خود انسان نہیں ہوتے بلکہ اُسکی زندگی کی علامات اُسے انسان بناتی ہیں اُسی طرح کوئی قوم صرف اپنے افراد کی تعداد سے زندہ نہیں کہلا سکتی جب تک کہ اُس میں زندہ قوموں کی سی علامات موجود نہ ہوں پس اُن ہی حالات اور خیالات سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی قوم زندہ ہے یا مُردہ ہے؟

اِس میں کوئی کلام نہیں کہ موجودہ زمانہ جد و جہد اور مقابلہ کا زمانہ ہے جس میں ہر شخص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوم یا ملک کے لئے کامیاب ہونا آسان بات نہیں۔ تاہم یہ جد و جہد کا زمانہ ہے نہ کہ نادانی
غفلت اور کاہلی کا جسکا مطلب یہ ہے کہ تم جد و جہد کرو اور کامیاب ہو جاؤ گے۔ ایساہی
ایک انگریزی گیت معقول اور قابل قدر ہے کہ تم اپنی طرف سے کوشش کرو۔ کوشش کرو
اور نتیجہ خدا کی مرضی پر چھوڑ دو۔ امریکہ کے مشہور ایمرسن نے لکھا ہے کہ ملکوں کی سیر
کرنے کیلئے جو جتنا لے جاتا ہے اُتنا ہی پاتا ہے۔ جس کے معنے یہہ ہیں کہ جو شخص کسی
ملک میں پھرنے کے لئے باہر نکلتا ہے وہ جسقدر تعلیم یافتہ عالم اور غور و فکر کرنے والا
ہوتا ہے۔ اُسیقدر وہ اُسکا لابھ کرتا ہے۔ اُسکا اندرونی علم روشن ہو کر اُسکو بہت سی
ایسی چیزیں دکھا سکتا ہے جو علم کی روشنی سے بے بہرہ لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ کسی نئی جگہہ میں
قدم رکھتے ہی مختلف قسم کے سوالات اُسکے دل میں اُٹھتے ہیں جنکے موافق وہ تمام چیزیں
دیکھتا پھرتا ہے۔ اُسکی نگاہ چیزوں کی بیرونی صورت تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ وہ
غوطہ لگا کر اشیاء کے ان اندرونی حالات اور بواعث کی تلاش کرتا ہے جو معمولی انسان
کی نظر سے پرے ہوتے ہیں وہ مختلف جگہہ کے لوگوں کی رسم و رواج۔ خیالات، علم و ادب
اخلاق اور مذہب کی بات تلاش کرتا رہتا ہے لیکن اُسکا سائینس یا کہاتا بتلانے والا
اگر کبھی اُسکے ساتھ جاوے تو اُسکا پہناوا کسی اور طرحکا ہوتا ہے وہ قومی اور ملکی یا انسانی
زندگی کے متعلق گہرے سوالات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا کیونکہ اسکے مالک کی آنکھوں میں
جو روشنی ہے اُس سے وہ محروم ہوتا ہے اسلئے اُسکی نظر عموماً موٹی موٹی چیزوں میں
ہی بند یا قید رہتی ہے۔ یعنے اس دیش کے لوگ کسی قسم کا پہراوا (پوشش) رکھتے ہیں۔
بازار میں کھانے پینے کی کون سی چیز سستی اور بکثرت ملتی ہے۔ اس قسم کی دو چار باتیں
دیکھکر وہ سیر ہو جاتا ہے الغرض عالم موصوف کا قول صرف ملکوں کی سیر کے بارہ میں ہی
نہیں بلکہ اُسکے نزدیک جملہ معاملات دینی و دنیوی یا شخصی۔ قومی اور ملکی کے متعلق
بھی یہی حال ہے ؎ آدمی را عقل باید در بدن ✤ ورنہ جان در کالبد دارد حمار۔

لارڈ میکالے صاحب مشہور مصنف تعزیرات ہند کے نام نامی سے کون واقف
نہیں۔ سب سے پہلے انگریزی تعلیم کے ہندوستان میں جاری ہونے کے وہ ہی باعث ہوئے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اُنہیں کی مہربانی کی بدولت اس آسانی سے ہندوستانیوں کو یورپ کے علم فلسفہ حاصل کرنے کا موقعہ ملا آپ اپنے اسپیچ میں (جو پارلیمنٹ میں جولائی ۱۸۳۳ء کو دی تھی) ایک جگہہ پر فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں۔ گورنمنٹ ہندوستان رفاہ عام کی طرف متوجہ ہے۔ لوگوں کے ساتھہ مربیانہ شفقت کرتی ہے۔ رعیت کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتی تاہم میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ توہمات اور جھوٹے خیالات کو رفع کرنے پر آمادہ ہے۔ میں یورپ کے اخلاق و فلسفہ اور تمیز کا ہندوستان کی رعایا کے دلوں و دماغوں پر عمدہ اثر دیکھہ رہا ہوں اور ہندوستان کے لوگوں کی طبیعتیں جو پولٹیکل و مذہبی ظلم کی وجہ سے کُند و کمزور ہو گئی تھیں اب جولانی پر آتی جاتی ہیں۔ انسان اور گورنمنٹ کے فرائض کو سمجھنے لگی ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس تمام ترقی کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ممکن ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کی عقل اسقدر ترقی کر جاوے کہ وہ اس سے بہتر گورنمنٹ پانے کے مستحق ہوں اور یورپ کے علم و ادب میں تعلیم پانے سے وہ ہم سے یورپ کی ایسی گورنمنٹ کسی زمانہ آئندہ میں طلب کریں۔ آیا ایسا دن آویگا یا نہیں ؟ میں نہیں جانتا لیکن اگر ایسا دن آویگا تو میں اُسکو انگریزی تاریخ کا نہایت مبارک دن سمجھونگا کیونکہ ہم آزاد اور مہذب ہیں پس ہماری اور تہذیب کچھہ مفید نہو گی اگر ہم دوسروں کو بھی ایسا ہی آزاد اور مہذب نہ بنا دیں۔ یہی ہمارا اعلیٰ فرض ہے"۔ اسی بنا پر احمد آباد کی صنعتی نمائش کے افتتاح کے موقعہ پر مہاراجہ صاحب بڑودہ نے ایک نہایت پر معنی اسپیچ دی تھی جسکا خلاصہ خالی از منفعت نہیں ہے +

مہاراجہ گائیکواڑ آف بڑودہ کی اسپیچ

ہندوستان قدرتی طور پر ایسا ملک ہے جو اپنی ضروریات کو خود پورا کر سکتا ہے کسی زمانہ میں وہ صنعت و حرفت کیلئے مشہور تھا اور ہم اُسکو پھر ویسا ہی بنا سکتے ہیں جیسا کہ وہ زمانہ قدیم میں رہ چکا ہے۔ ہندوستان اپنے تعصب کے باعث اور ملکوں کے مقابلے میں پیچھے رہگیا۔ ہندوستانی مدتوں اس لغو خیال میں پڑے رہے کہ ہم کچھہ کرنیکے قابل نہیں ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اونہوں نے اپنی حالت کو نباہنے کے لئے کوئی کارآمد کوشش نہیں کی۔ وہ مذہبی تعصب اور ذات دیات کے لغو و برباد کرنے والے خیالات میں پھنسے رہے ان خیالوں نے اُن کو کوئی ایسا کام کرنے نہیں دیا جسمیں اُنکی قابلیت کا اظہار ہوتا اور نہ اُنکو کسی مفید علم و ہنر کی تلاش میں دوسرے کسی مُلک میں جانے دیا۔ غیر ملک کے سفر کی مخالفت۔ تجارتی ترقی کی سخت دشمن ہے اور بہتر ہے کہ جس طرح ہو سکے اسکو برطرف کیا جائے۔ ابتک جو کوششیں اسبارہ میں ہوئی ہیں۔ وہ معدودے چند اور ناکام تھیں۔ عوام نے نہ اُن کوشش کرنے والونکو کوئی معقول مدد دی اور نہ اُن کی طرف کوئی دلی شوق ظاہر کیا۔ اگر ہندوستانی موجودہ صنعت و حرفت کو ترقی دینا یا اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی نئی صنعت و حرفت کو سیکھنا چاہیں تو ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دیں اور پھر وہ ہندوستان کو ویسا ہی بنا سکتے ہیں جیسا کہ وہ گذشتہ زمانہ میں تھا یا قدرتی طور پر ہو سکتا ہے۔ ہز ہائینس نے کہا

زراعت میں سائنس سے مدد لینا۔ بہتر ہو گا کیونکہ ہندوستان میں زراعت پیشہ لوگوں کی حالت خراب اور اُن کے ذرایع محدود ہیں۔ سترہویں صدی عیسوی میں جسقدر اوسط پیداوار تھا اسکے مقابلہ میں بعض بعض جگہوں میں پچاس فیصدی کم ہو گیا ہے۔ کاشتکاری کے آلات۔ طریقہ اور عام حالت کو ترقی اور کاشتکاروں کو تعلیم دیجائے۔ ذراعت کے متعلق ایک بات یہ ہے کہ عمدہ مویشیوں کی نسل بڑھائی جاوے۔ گورنمنٹ نے حصار اور بہاؤ گام میں عمدہ مویشیوں کی نسل کو ترقی دینے کے لئے فارم کھول رکھے ہیں مگر یہ فارم کل مُلک کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے اسلئے خود کاشتکاروں کو ہر گاؤں میں اپنے سانڈ رکھنے چاہئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ذرائع آبپاشی کو بھی ترقی دیجائے۔ گورنمنٹ نے ایک محدود پیمانہ پر آبپاشی کا کام کھول رکھا ہے۔ کاشتکاروں کو اس کام میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ اور جب کاشتکار اُسکے لئے سرمایہ جمع کرینگے تو گورنمنٹ بھی اپنی امداد میں ضرور اضافہ کر دیگی۔ وسائل آبپاشی کو ترقی دینے کیلئے گورنمنٹ نے بڑے بڑے تالابوں کی پیمائش کا حکم دیدیا ہے تاکہ اُنکا پانی بھی آبپاشی کے کام میں لایا جائے۔ اس مقصد کیلئے خصوصًا دیسی ریاستیں جو آبپاشی کا کام بڑے پیمانہ پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاری نہیں کر سکتی ہیں اپنے ہاں کنوئیں کھدوائیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ کاشتکاروں کی تعلیم کے لئے زراعتی مدارس قایم کئے جائیں۔ اسکے علاوہ اُن میں مردوں کو لکڑی کی نقاشی و کھلونے اور عورتوں کو زردوزی و سوزن کاری سکھلائی جاوے۔

ہز ہائینس نے کہا ہمیں چاہیئے کہ **تجارت کی طرف زیادہ توجہ دیں** کیونکہ ہندوستان کی تجارت کے متعلق پچھلی سالانہ رپورٹوں کے نقشوں سے جو گورنمنٹ ہند نے شایع کئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانیوں کو بہت سی ضروری چیزیں دوسرے ملکوں سے مجبوراً لینی پڑتی ہیں جنکو وہ خود بنا سکتے ہیں اور جنکے بنانے کے لئے ہندوستان میں کافی سامان موجود ہے اسلئے اس ضرورت کو ضرور پورا کریں تو بہتر ہے اور جہاں کہیں ایسی چیزوں کے بنانے میں آسانی نہیں ہو سکتی وہاں کے سامان کو ایسی ترقی دیجائے کہ اگر دوسرے ملکوں کو روانہ کیا جائے تو وہاں کے سامان سے گھٹ کر نہ رہے مثلاً ہندوستان سے جو غلہ یورپ کو جاتا ہے اُس سے روٹی کے سوائے دوسری مفید چیزیں نہیں بن سکتی ہیں اسلئے غلہ کی حیثیت کو ترقی دیجائے یہی حال ہندوستان کے کاغذ۔ مختلف قسم کے روغن۔ چمڑے اور دیگر اشیاء کا ہے۔ ہندوستان سے چمڑا اور اُسکے رنگنے کا سامان بکثرت یورپ کو جاتا ہے جہاں اُسکی صفائی اور رنگائی نہائت عُمدہ سستے داموں میں ہو جاتی ہے۔ جو ہندوستان میں ہرگز نہیں ہوتی۔ ہندوستان سے یورپ کو ہڈی بکثرت جاتی ہے جس سے یورپ والے نہائت عُمدہ کھاد تیار کرتے ہیں۔ ہندوستانیوں کو ان دونوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ہندوستان سے شیشہ بھی بکثرت دوسرے ملکوں کو جاتا ہے چنانچہ پچھلے سال ۹۰ لاکھ روپیہ کا شیشہ باہر گیا ۱۹۰۸ء میں مجھے تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں نہ صرف معمولی بلکہ عُمدہ سے عُمدہ قسم کے شیشے کی تجارت کا سامان موجود ہے۔ گجرات میں عمدہ سے عمدہ قسم کے کاغذ بنانے کا سامان کافی ہے۔ شیشے کے کارخانے کپورتھلہ۔ پنجاب۔ کاغذ کے کارخانے بمبئی پونا اور بنگال۔ چمڑے کے کارخانے مدراس۔ کانپور اور بمبئی میں پہلے سے موجود ہیں اگر ہم ان چیزوں کو خود اپنے ملک میں تیار کریں کے اُنکا مقابلہ اُن چیزوں سے کریں جو دوسرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملک سے بنکر آتی ہیں تو ہمکو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے ہاں کی بنی ہوئی چیزوں میں کس بات کی کمی ہے۔ پھر ہم اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں کیونکہ کسی بات کو حاصل کرنے کے لئے تجربہ اور اسکو بدرجہ کمال پر پہونچانے کیلئے مقابلہ بڑی اچھی چیز ہے۔ اول ہندوستانیوں کو ایسی چیزیں بنانی چاہئیں جنکی اشد ضرورت اور بڑی مانگ رہتی اور جو ہندوستان میں تیار ہو سکتی ہیں مثلاً صابون۔ موم بتیاں۔ شیشہ۔ اور سامان فرش و فروش وغیرہ وغیرہ ان چیزوں میں کامیابی ہونے کے بعد ہم ان سے بھی اچھے اچھے کام کرنے لگیں گے الغرض تجارت۔ صنعت اور حرفت کی ترقی کے لئے اُنکی تعلیم بڑی ضروری ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نہ صرف گورنمنٹ پر بھروسہ کریں بلکہ خود اُسکو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کام کی انجام دہی کے لئے ہم جاپان کی مثال اختیار کریں جس نے صرف تین باتوں سے یہ ترقی حاصل کی۔ اُسنے اول تو اپنے ملک کے نوجوانوں کو دوسرے ملکوں اور خصوصاً جرمنی میں تعلیم پانے کے لئے بھیجا۔ دوسرے خود جاپان میں بڑے بڑے کالج کھولے اور تیسرے اُس کام کو شروع کرنے کے لئے یورپ سے استاد بلوائے۔

جرمنی اور امریکہ کی پولٹیکل اکانمی کے قواعد سخت نہیں ہیں بلکہ ہم اُنکو موقعہ اور وقت کی ضرورتوں کے موافق بنا سکتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ہم بھی اپنی تجارت کو ترقی دینے کے لئے اُسکی حفاظت کریں اگرچہ یہ بھی سچ ہے کہ تجارت کی آزادی ہونے سے ایک ملک اُن چیزوں کو ارزان خرید لیتا ہے جنکی تجارت وہ غیر ملکوں میں کرتا ہے مگر اشیا کی ارزانی کے مقابلہ میں قومی اتفاق زیادہ ضروری چیز ہے اسی کے متعلق مہاراجہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ ہمکو دوسرے ملک کا بنا ہوا کپڑا استعمال نہیں کرنا چاہئے اور یورپ میں عورتیں دستکاری کے بہت سے مفید کام کرتی ہیں جو ہمارے ہاں کی عورتوں کو بھی کرنے چاہئیں۔ ہز ہائنس نے کہا **گورنمنٹ کو ہماری ترقی کے لئے کیا کرنا چاہئیے** گورنمنٹ کسی ملک کی ترقی میں اسطرح مدد دیسکتی ہے کہ رسل و رسائل کے ذرایع کو بڑھا اور بنک یا دیگر رفاہ عام کی انجمنیں قایم کرے۔ سوداگروں کو تجارت کیلئے سرمایہ دے اور دیگر اسامیاں پیدا کر دے۔ ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں کافی ذرائع

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور تعلیم یافتہ آدمی نہیں ہیں اور اسی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئی ہیں گورنمنٹ اونکی تجارتی ترقی میں بہت کچھہ مدد دے سکتی ہے۔ کام کرنے کے لئے آزادی دیجائے اور معقول کوشش سے کام لیا جائے تو وسط ہند۔ راجپوتانہ اور دیگر حصوں میں بہت سی دیسی ریاستیں معدنیات کے کام میں اس سے زیادہ ترقی کرجائینگی جسقدر کہ ریاست میسور یا حیدرآباد نے کی ہے۔ مگر گورنمنٹ نے اپنی امداد محدود کررکھی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب رعایا میں کام کرنے کا مادہ ہی نہیں پایا جاتا تو گورنمنٹ ان کیلئے صنعت وحرفت کا کام مہیا نہیں کرسکتی۔ نہ وہ ایسے کام کے لئے انتظام کرنے والے بہم پہونچا سکتی ہے اور نہ اُسکی نگرانی کرسکتی ہے۔ میں نے خود اپنی ریاست میں آزمائش کے طور پر شکر۔ روئی۔ اور برف کے کارخانے جاری کئے مگر کوئی مفید اور ہمت افزا نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے اہل تجارت کو مالی امداد دینے اور اُسکے متعلق دیگر اقسام کی امداد دینے کی غرض سے ایک سرمایہ جمع کرنا چاہا تھا مگر اسمیں کامیابی نہ ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منیجروں کو کام سے کچھہ دلچسپی نہ تھی۔ اونہوں نے کام میں طرفداری اور جنبہ داری کو برتا اسکے بعد ہز ہائینس نے اپنا ایک ذاتی تجربہ بیان کیا کہ میں نے ٹکنیکل (صنعت وحرفت) تعلیم رواج دینے کا بھی تجربہ کیا ہے میں نے ایک مدرسہ کھولا تھا جسکا نام کالابھون رکھا تھا اُسمیں رنگائی۔ کتائی۔ نجاری اور فن انجنیری کے آلات بنانے کا علم مدنظر رکھا تھا اور اسکی تعلیم کو زیادہ رواج دینے کے لئے اپنی ریاست کے مختلف حصوں میں بھی اس قسم کے چھوٹے چھوٹے مدرسے قایم کئے تھے مگر رعایا نے اُنکی جانب کچھہ آمادگی ظاہر نہیں کی اسلئے مجھے اسکام کو مجبوراً ایک چھوٹے پیمانہ پر جاری رکھنا پڑا بس جب تک کہ ملک میں صنعت وحرفت کی اشیاء کے بنانے کے سامان اور ذرایع کو ترقی نہ دیجاوے اور رعایا اُسکی طرف کچھہ التفات نکرے تب تک کچھہ ترقی نہیں ہو سکتی البتہ کالابھون سے یہ فایدہ ضرور ہوا کہ رنگریزوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جو بمبئی کے کارخانوں میں کام کرتی ہے۔ رعایا پر جہالت کی تاریک گھٹا چھا رہی ہے اسواسطے وہ اسباب کی کچھہ پروا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں کرتی کہ اپنی مدد آپ کریں +

ہندوستان میں تعلیم اور سمجھ کی کمی کا ہونا اُنکی بربادی کا ایک بڑا زبردست سبب ہے۔ ہم ایکدفعہ تعلیم کو گھر گھر پھیلاویں اور پھر دیکھلیں کہ دستکاری۔ اتفاق۔ ہم خیالی۔ اعتبار کی قابلیت اور نئی ترکیبیں ایجاد کرنے کی مستعدی سب کچھ پیدا ہو جائینگی۔ ہندوستان کے ہر گروہ اور ہر سوسائٹی میں ان باتوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ تعلیم کا انگلستان میں یہ اثر ہوا کہ وہاں کے لوگوں میں اپنے اوپر بھروسہ کرنے اور ایجادوں کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ جرمنی کی تعلیم میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ پورا علم ہونا اور انتظامی علم کا استعمال مگر ہندوستان کی تعلیم میں یہ نقص ہے کہ اس سے دماغی قوتوں کو کوئی ترقی نہیں ہوتی بلکہ انسان کو صرف روٹی کمانا آجاتا ہے۔ ہز ہائینس نے یہ بھی کہا کہ ہمارے ملک میں سرمایہ جمع کرنیکا کوئی اچھا رواج نہیں ہے۔ اکثر یہ عذر کیا جاتا ہے کہ کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث ہماری صنعت وحرفت کو ترقی نہیں ہوتی مگر وہ عذر قابل تسلیم نہیں ہے۔ جسقدر سرمایہ میرے خیال میں ہمارے ذرائع بھبودی کے مہیا کرنے میں ضروری ہے اُس سے زیادہ ہمارے پاس موجود ہے مگر ہمکو اُسکا جائز اور صحیح استعمال نہیں آتا اور یہ ہماری کوتہ اندیشی کی بڑی دلیل ہے۔ ہندوستانیوں کا سرمایہ یہہ ہے کہ یا تو وہ عورتوں کا زیور بنوانے میں یا سرکار میں روپیہ داخل کر دیتے ہیں جسپر بہت تھوڑا سود ملتا ہے مگر ایسا کوئی سرمایہ جمع نہیں کرتے کہ جس سے تجارت۔ زراعت یا صنعت وحرفت کی ترقی ہو سکے اور جس سے اُنکا اور اُنکے اہل ملک کا زیادہ فائدہ ہو بعض بعض دیسی ریاستیں بھی اپنا روپیہ سرکار میں جمع کرتی ہیں۔ ہز ہائینس نے کہا کہ ہمارے ملک میں اعتبار کا نہ ہونا ایک بڑی خرابی ہے۔ ہمکو نہ تو خود اپنے اور نہ آپسمیں ایک دوسرے کے اوپر اعتبار ہوتا ہے۔ اسی باعث ہمارے ملک میں چیزوں کے دست گردان لینے کا رواج نہیں پایا جاتا اور اس زمانہ میں تجارت اسکے بغیر چل نہیں سکتی۔ اس مرض نے ہندوستان کی صنعت وحرفت کو ازبس ضعیف اور روبروں کو بے وقعت بنا رکھا ہے بلکہ ہر شخص خود اپنی ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاندان میں بے اعتبار ہو رہا ہے۔ اسی باعث ہم اپنے دوستوں کے چال چلن، انتظامی حکمت عملی یا تجارتی معاہدوں کی نسبت جو رائے قایم کرتے ہیں وہ بالکل بیکار ہے۔ اسکے لئے ہمکو اعلےٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم کی ضرورت ہے ہز ہائنس نے یہ بھی کہا کہ اب ہندوستانیوں کو بیدار کیا جائے کیونکہ ایسے معاہدوں اور کاموں کو شروع کرنے سے پہلے ہمکو ہندوستان کو چونکا دینا چاہئے۔ بیدار کرنے سے میری یہ مراد ہے کہ اُن میں کام کرنے کی قابلیت پیدا کر دیجائے۔ اسکے بغیر نہ تو سوشیل ریفارم نہ ملکی معاملات کی ترقی اور نہ تجارت کو پھر زندہ کرنے کی کوشش سودمند ہو سکیگی کیونکہ ہم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسمیں اپنے گھر بیٹھکر کام کرنیکی جرأت ہو۔ ہم شکایت کرتے ہیں کہ ہندوستان کی روئی پر زیادہ محصول لگایا جاتا ہے۔ اُنکے مہاجرین کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ یہ اور دیگر اسی قسم کی شکائتیں اسوقت گھر گھر پائی جاتی ہیں مگر اسکا علاج تو ہمارے اپنے ہی ہاتھوں میں ہے۔ جب تک ہم اپنے گھر کی اصلاح نہ کریں گے۔ باہر کی اصلاح سے ہرگز فایدہ نہیں ہو سکیگا۔ اسوقت بھی ہم میں بہت سے مغربی خیالات اور مغربی رسم و رواج اور باتوں سے واقف ہیں مگر افسوس کہ اُنکی تقلید نہیں کرتے جہالت کی بدولت ہم کُہنہ خیال بنے ہوئے ہیں ہم پرانی رسم و رواج کے اسلئے پابند نہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ مذہب کے رو سے غیر ضروری ہیں اور نئے خیالوں اور نئی باتوں کے اختیار کرنیکی ہمکو اسلئے جرأت نہیں ہوتی کہ ہم اُنکو اختیار کرنا نہیں جانتے جہالت کے باعث ہمکو اپنے اسلاف کا حال معلوم نہیں اسلئے ہم اندھے بنے ہوئے ہیں سب سے آخری بات ہز ہائنس نے یہ بتلائی کہ ہندوستان کی ضرورتیں کیا کیا ہیں۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ ہمارے مذہب اور اس زمانہ کی ہماری درسگاہوں میں ہماری اُس قدیم شان و شوکت اور طاقت و ثروت کی ایک جھلک پائی جاتی ہے جو ہماری عظمت کی اصلی جڑ تھی۔ مگر ہندوستانیوں میں ایک ایسی روح پھونک دی جائے کہ ہر شخص کل ملک کے واسطے کام کرے نہ کہ صرف اپنے یا اپنی ذات کے لئے۔ اِس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میری یہ مراد نہیں کہ ہم سب باتیں یورپ والوں کی اختیار کرلیں بلکہ یہہ معنے ہیں کہ ایک ایسی ضروری بات اختیار کرنی چاہیئے جس سے ہماری زندگی کی ضروریات رفع اور مشکلات حل ہوجائیں سب سے پہلے اپنی ضروریات کو جان لیں اور اسکے بعد اگر کوئی صاف اور قابل اطمینان بات ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے والی مل جائے تو چاہیئے کہ اسکے لئے سند موجود ہو یا نہ ہو۔ ہم اسکو فوراً اختیار کرلیں۔ ہم اپنی گذشتہ حالت کو معلوم کریں جو عظمت اور شان وشوکت کی اصلی جڑ تھی اور اگر وہ بات اسوقت ہم اپنے میں نہ پائیں تو ہم اسکو بلا پس وپیش اور بغیر اس خیال کے کہ کہیں اسکے اختیار کرنے سے ہماری بربادی نہ ہوجائے۔ اختیار کرلیں۔ گذشتہ زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ کرو اور یہ دیکھو کہ اُسمیں ہمکو کون سی بات ایسی ملتی ہے جسکو ہم اِس زمانہ میں استعمال کرسکتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوجائے تو اُسی پر اسبات کا اضافہ کرلو جو ہم کو یورپ کے علم یا علم سائنس کے استعمال سے زندگی کے ضروریات کے پورا کرنے والی بتاتے ہیں۔ اس سے پہلے ہمنے انتظار میں بہت وقت کہو دیا کہ ہماری ترقی کے سوال کے حل کرنے کا زمانہ نہیں آیا مگر اب یہ انتظار بیکار ہے بلکہ ہم کو بہت جلد اُسکی حل کرنے میں جٹ جانا چاہیئے۔ ہمنے تعصبات اور لغو رسم ورواج کی سلطنت کو مغلوب کرنا ہے اور اُسکے مغلوب کرنے میں ہم کام کی آزادی۔ موقع کی موافقت اور قومی اتفاق کے ساتھہ لگ جائیں اسکے بعد ہندوستان پھر ایک قوم ہوجائیگا جسمیں علوم وفنون۔ تجارت وصنعت اور حرفت وغیرہ سب ہی کچھہ قومی ہوجائیں گے اور اسی وقت ہندوستانی مطالعہ کرسکتے ہیں کہ ہندوستان میں انکی قومی سلطنت ہونی چاہیئے۔

علماء علم طبعی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ خالق خلقت صانع صنعت یا رب العالمین نے صرف چاند وسورج وغیرہ اجرام فلکی کو کشش ثقل سے ایکدوسرے کے ساتھہ جکڑے ہوئے ہیں بلکہ تمام اشیاء جو اس کرۂ ارض پر پیدا کی ہیں وہ بھی باہم لازم وملزوم اور یکدیگر کے مطیع کر رکھی ہیں تاکہ انکا بچاؤ ہو۔ اور جسطرح خود زمین مع اپنے چٹانوں۔ ریگستانوں۔ معدنیات اور نمکین کانوں کے اپنی اصلی اور قائمی کو انہیں عناصر پر منحصر رکھتی ہے کہ جن سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ مرکب ہے اُسی طرح اگر ہم اپنے ہی جسم پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو جاویگا کہ سرشٹی نیم کی موافق
ہر ایک عضو دوسرے اعضا کی امداد کرتا ہے مثلاً آنکھ صرف اپنے لئے ہی نہیں دیکھتی
بلکہ ناک و کان وغیرہ دیگر عضوؤں کے واسطے بھی۔ کان فقط اپنے لئے نہیں سُنتے
بلکہ جملہ اعضاء جسمانی کو خطرہ سے بچانے کے واسطے علی ہذا ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء
افعالی اپنے واسطے روزی کماتے اور کام وکاج نہیں کرتے ہیں بلکہ کل جسم کی آسائش
اور پرورش کے لئے بھی چونکہ کُل کائنات ایک مکمل نظام کی صورت میں ہے اسلئے
ہم بھی محض اپنے لئے زندگی بسر نہیں کرتے ہیں بلکہ دیگر ہم جنسوں کے واسطے بھی۔
جس سے یہ غرض ہے کہ زورآور کو کمزور کی مدد کرنی چاہیئے اور دانا کو اپنی نصیحت سے
اُن لوگوں کی معاونت کرنی چاہیئے جو اُنکے محتاج ہوں۔ عالم کو جاہلوں اور نادانوں کی
تعلیم و تربیت میں ساعی و سرگرم رہنا چاہیئے پس یہی ایک طریق ہے جس سے ہم
خالق کی منشاء کے مطابق عمل کرنے سے سعادت مند فرزند تصور ہو سکتے ہیں اور
وجہ ظاہر ہے کہ ایک اکیلا آدمی شاہی محل یا عمارت بغیر امداد دوسرے کے تعمیر
نہیں کر سکتا کیونکہ نہ تو وہ مکان کی بناء ڈال سکتا ہے نہ تہہ خانہ کھود سکتا ہے۔ نہ
اینٹیں بنا اور پکا سکتا ہے نہ دیواریں تعمیر کر سکتا ہے نہ سقف ڈال سکتا ہے۔
نہ کھڑکیوں کے لئے شیشے تیار کر سکتا ہے اور نہ اپنے کمروں کو آراستہ کر سکتا ہے
لیکن یہ تمام ضروری سامان انسان کی آرام و آسائش کے باسانی مہیا ہو سکتے
ہیں جبکہ مختلف کارخانوں کی جماعتوں کے کاریگر ایک دوسرے کے معاون و مددگار
ہوتے ہیں اسلئے ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ وہ تعصب آمیز اور نفاق پذیر خیال و کلام
اور افعال سے پاک ہو کر اپنی مصلحت سے عوام کی مصلحت کو مقدم سمجھے تاکہ
وے بھی یکدیگر کی امداد کو توانا ہوں۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہر کہ خود را دید او محروم شد

قوانین قدرت پر غور و فکر کی نظر ڈالنے سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ
انسان کا ایکدوسرے کی ہمدردی اور معاونت کرنا نہ صرف سوسائٹی کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مفید ہے بلکہ باہم ملکر کام کرنا نوع انسان کے واسطے لازم و لابد قرار دیا گیا ہے
اور یہی سب سے بڑا بھاری تفاوت نوع انسان و حیوان میں ہے کہ وہ بغیر امداد دیگر
کے اپنی زندگی باسانی قطع کر لیتے ہیں مگر یہ تعلیم و ترتیب اور معاونت کے بغیر شرف
انسانیت کا ہرگز حاصل کرنے نہیں سکتا ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ جملہ حیوانات کی خورش
کے لئے قدرت نے سبز گھاس اور انواع و اقسام کے جنگلی پھل پھول وغیرہ مہیا
کر دئے ہوئے ہیں۔ اُنکے پینے کو اچھے اچھے پانیوں سے ندی و نالہ اور دریا بہا رکھے
ہیں اور موسمی تکالیف سے بچنے کو وقت اور مقام کے موافق اُن کے جسموں پر بال
بجائے پوشاک کے پیدا کر دیئے ہیں اسواسطے وہ ایام نابالغی کے سوائے کسی غیر کی مدد
کے محتاج نہیں ہوتے ہیں مگر انسان کی فطرت و ساخت ہی اس رنگ و ڈھنگ کی
ہے کہ جسکی تکمیل کے لئے اُسکو سوسائٹی بنا کر رہنا اور باہم ملکر کام کرنا ازبس ضروری
ہوتا ہے چنانچہ ایک مشہور و معروف عالم و فاضل آدم سمتھ کا اسبارہ میں
یہ قول ہے کہ مہذب قوموں کو محض اس دستور العمل کی بدولت وحشیوں پر فوقیت
حاصل ہے یعنی جس قوم و ملک میں جسقدر زیادہ اس اصول کی پیروی کیجاتی ہے
وہ اُسیقدر زیادہ مہذب کہلاتی ہے اُنکی رائے ہے کہ اگر ان دونوں اصولوں کے
ساتھ بانٹ کر کام کرنا ازاد کیا جاوے تو یہ بات اور بھی زیادہ مضبوط اور طاقتور
ہو جاتی ہے بس ہماری تمام تہذیب اور شائستگی کا دار و مدار ان ہی اصولوں پر
ہے کیونکہ اگر سوسائٹی بنا کر رہنے اور آپس میں ملکر و بانٹ کر کام کرنے کا عالمگیر اصول
دنیا میں موجود نہ ہوتا تو آج جو یہ ریل و تار اور اگنبوٹ وغیرہ صدہا سامان تہذیب
کے نظر آتے ہیں اُنکے نام و نشان بھی نہ پائے جاتے بلکہ مانند ہندوستانی گاڑیوں کے
یورپ میں بھی لکڑی کے ڈھیرے دکھائی دیتے ؎

ہمدرد دین کے درد نہ بانٹا تو کیا جئے ٭ کچھ درد دل بھی چاہئے انسان کیلئے

جسقدر بخیل اپنے خزانہ کے روپیہ کی تعداد کو روز بروز بڑھتے دیکھ اپنے دل کو
گھٹاتا جاتا ہے۔ اسیقدر ہمدرد قوم اپنے موجودہ خزانہ کو غیروں کی امداد میں گھٹتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئے دیکھکر اپنے دل کے حوصلہ کو بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میرے دل کی کاہش اور تنگی اُسوقت دور ہوگی جبکہ میرے موجودہ مال سے کسی غریب بھائی اور محتاج کی مشکل آسان ہوگی پس سمجھنے کی بات ہے کہ جب یہ ایک عام خیال ہے کہ انسان معناہی ایک بہت بڑی نعمت اور انسانی روح نہایت قیمتی چیز ہے یا خالق کائنات سبکا باپ ہے اور سب انسان آپسمیں بھین و بھائی ہیں تو ہر ایک کو خداداد طاقتوں کے نشو و نما کرنے اور دنیا کو بہتر بنانے میں مدد دینے کا پورا استحقاق حاصل ہے۔ لوگ خواہ کیسی نفرت اور حقارت کی نظر سے کیوں نہ دیکھیں لیکن انسان اپنی قوتوں کو بلا تمیز ولایت قومیت اور رنگت کے ایک دوسرے کی بھلائی میں خرچ کرنے کے لئے آزاد اور خود مختار ہے چنانچہ اسی بنا پر ایک مغربی عالم کی رائے ہے کہ جس شخص کے دل میں ہمدردی کی خوشی حاصل کرنے کی تمنا نہیں ہے وہ بعینہ مثل اُس بیہودہ ہنسنے والے آدمی کی ہے جو تھوڑے عرصہ کے لئے ہنسکر تمام عمر رویا کرتا ہے ؎

مرنا بھلا ہے اُسکا جو اپنے لئے جئے ✤ جیتا ہے وہ جو ہوچکا انسان کیلئے

ہمدردی کرنے والوں کی دائمی خوشیاں اسقدر پائدار اور مستحکم ہوتی ہیں کہ وہ کسی آفت اور مصیبت کے وقت رنج و الم سے مبدل یا شکست نہیں ہوسکتیں۔ اور نہ وہ لوگ جو ہمدردیٔ ملک و قوم کو دلی خوشی کا وسیلہ سمجھتے ہیں کسی حالت میں زمانہ کی تکالیف سے پست ہوسکتے ہیں بلکہ خدا کی محبت صرف اُنہیں نیک انسانوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے جو اُسکی مخلوق کے ساتھہ نہ صرف ہمدردی کرنے پر ہر دم تیار رہتے ہیں بلکہ اُسکو خوش رکھنے کے لئے ہر قسم کی امداد کو کام میں لاتے ہیں۔ درحقیقت اگر انسان محتاجوں اور بیکسوں کی مدد کرنے پر آمادہ رہے تو کسی کا دست نگر نہووے اور اگر کسی کے رنج و غم کو دور کرے تو وہ ہمیشہ ہی خوش رہیگا چنانچہ اکثر لوگوں کے چہرے اُسوقت بشاش ہوجاتے ہیں جبکہ وہ سائل کے سوال کو پورا کرتے ہیں۔ بس دیکھو کہ ہمدردی اور محبت کرنے کا پہلا نمونہ کیسا مرغوب طبع ہے کہ ایک نیک مزاج آدمی اسوقت خوش ہوجاتا ہے جبکہ وہ کسی ہم جنس یا غیر جنس کے ساتھہ ہمدردی ظاہر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کینے کی اپنے میں قدرت پاتا ہے الغرض لوگوں کے جسم کو سام۔ دام۔ ڈنڈ اور بھید وغیرہ سے ہر کوئی قابو میں لا سکتا ہے مگر اُن کے دل و جان اور روح پر قابض ہونا محض ہمدردی اور فرو تنی ہی کا کام ہے اور اسی کار آمد حربہ کے وسیلہ سے مہاپرش اور مہاتما لوگ دنیا کے دلوں پر ہر زمانہ میں حکومت کرتے چلے آئے ہیں۔ سہ

خاکساری کے لئے پیدا کیا تھا خاک سے * ورنہ کیا اس خاک کے پتلے سے مطلب خاک تھا

جیسے قوانین حفظ صحت کی پیروی یا پابندی سے جسمانی تندرستی کے علاوہ عمر طبعی حاصل ہوتی ہے ویسے ایکدوسرے کی ہمدردی اور معاونت سے ہر شخصی شہرت خاندانی ترقی۔ قومی بہتری۔ ملکی بھبودی یا نوع انسان کی فارغ البالی نصیب ہوتی ہے اور اسبات کی مکمل مثال ہمکو جرمنی۔ کنیڈا اور اضلاع متحدہ امریکہ وغیرہ یورپ کے مہذب ممالک سے ملتی ہے کہ جنکے فراخ دل۔ حوصلہ مند اور خدا پرست اصحاب نے باوجود اختلاف مُلک۔ قوم۔ رنگ۔ زبان۔ رسم ورواج اور مذہب کے ایام قحط سالی میں نقد وجنس وغیرہ سے بیچارے غریب ہندوستان کی بے غرض امداد فرمائی ہے ایسا ہی انگلستان کا ہر ایک مالک دوست تن تنہا خوش رہنا پسند نہیں کرتا ہے بلکہ سب کی بھلائی میں اپنا بھلا سمجھتا ہے اور اسی غرض سے وہاں آجکل ایک نیا مذہب جسکو سوشیل چرچ یعنی دنیوی مذہب کہتے ہیں جاری ہوا ہے اُسکا منشا ہے کہ جیسے تنہا انسان کامل نہیں ہے ویسے بہت سی چیزوں میں کمی ہے۔ پس ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ دنیا کی موجودہ حالت کو بہتر بنانے کی کوشش میں دوسروں کا ساعی و مددگار ہووے اور سوسائٹی میں وہ اصلاح کرے کہ جس سے بُرائی اور تکالیف میں کمی اور نیکی و خوشحالی کو وسعت ہووے۔ اس مذہب کے پیرو کار ولائیت کے ہر قصبہ و شہر میں روز بروز بڑھتے جاتے ہیں اور ہر مرد و عورت جو اسمیں داخل ہوتا ہے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ وہ اُسوقت تک آرام نہ لیوے گا جب تک کہ وہ کُل سائٹی کو اُس حد تک کہ جو نہایت مہذب سوسائٹی کی ہے۔ نہیں پہونچا دیگا۔ انہیں خیالات رفاہ عام کی وجہ سے بھگوان شنکر سوامی نے منو سمرتی میں لکھا ہے کہ اگر وہ پرم بہی کرو تو اکیلے مت کرو بلکہ سب ملکر کرو کیونکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب کی بھلائی اپنا بھلا ہوتا ہے سہ

آئیگا کام آخر جو کام نیک ہوگا ٭ نیکی سے ابتدا کر انجام نیک ہوگا

بنی نوع انسان میں کون بشر ہے جس کے دل میں عجائبات عالم کی حیرت انگیز گوناگونی
اور بوقلمونی دیکھکر دفعتًا یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کون سی زبردست طاقت ہے
جسنے زمین و آسمان کو آرام و آسائیش اور فرحت کیلئے مطیع کر رکھا ہے۔ وہ کیسی
خوشنما اور دلکش صورت ہے۔ جسکے جلال کا جلوہ ہر سو دکھائی دیتا ہے وہ کیا شئے ہے
جو جملہ اجرام و اجسام اور قلوب کے اندر چھپکے چھپکے صنعت و انتظام اور حکمت کی کام
کرتی ہوئی ہر ایک سے پوشیدہ رہتی ہے۔ وہ کیسی مناسب اور موزون قوت ہے
جسنے انواع و اقسام کے معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ ابر و برق۔ چاند و سورج
اور ستارے وغیرہ ہمارے پیش نظر کر رکھے ہیں جنکی مستقل تاثیرات۔ باہمی تعلقات
اور باقاعدہ نظام کو بغور دیکھکر ہم خود بخود مجبور ہو جاتے ہیں ٭ ایسے سوالات کا
مختصر جواب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ صانع صنعت۔ خالق خلقت۔ اور قادر قدرت کی
بے غرضانہ محبت ہے کہ جسکی ٹھیکی میں نہ صرف کوئی ایک نوع انسان یا حیوان بلکہ
تمام نظام عالم کی عنان ہے اُسی کے سہارے پر ہر ایک شئے کی ہستی ہے اور اسکے
ذریعہ سے ہر ایک چیز قائم ہے چنانچہ قوام کائنات کا محبت سے ہوا ہے کہ آب و آتش
وغیرہ جملہ عنصر باوجود مخالفت بیرونی کے التفات حقیقی سے اجسام و اجرام کو مرتب
کرتے ہیں۔ اور ہر ایک شئے جو جسم اور وزن رکھتی ہے کشش محبت کے سبب حرکت
میں ہے اور یہ تمام چیزیں جو اس عالم میں ہمارے اردگرد نظر آتی ہیں اپنی مرضی سے
نہیں بلکہ محبت کل کی آزاد مرضی کے موافق کام کر رہی ہیں اور وہ صرف اپنے لئے
نہیں بلکہ ایکدوسرے کے آرام و آسائیش اور بقا حیات کے واسطے دن رات
مصروف ہیں پس ثابت ہے کہ محبت جوہر عقل اول کی ہے جو مانند آہن و مقناطیس
کے جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ناطق و مطلق وغیرہ ہر ذرہ خاک و ہر قطرہ آب میں
پائی جاتی ہے اسلئے اس دنیا پر اگر کوئی آسمانی بادشاہت ہے تو وہ محبت ہی ہے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عاقبت کی نسبت خواہ ہماری کیا رائے ہو یا مذہبی معاملات میں ہمارا عقیدہ کیسا ہی ہو
مگر ہمیں سب میں زیادہ سے زیادہ محبت پھیلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ محبت سب
چیزوں سے اعلےٰ و افضل ہے۔ جب یہہ ہم میں ہوگی تو ہم بھی محبت کئے جائیں گے کیونکہ
خدا محبت ہے جو محبت میں رہتا ہے خدا میں رہتا ہے۔ ایک شاعر کا قول ہے ؎

ہماری زندگی جسمیں کبھی راحت کبھی ہے غم + کبھی امید کے ساماں کبھی ہے یاس کا عالم
اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہے یہ سیکھنے کی جا + محبت ہی فقط زندہ ہے اور رہتی یہی ہر دم

محبت شبیہہ وحدت طبعی کے ہوتی ہے جسکو پریم و بھگتی اور اپاسنا سے نامزد
کرتے ہیں اور محبت و عشق الٰہی کو بالمعنی واحد سمجھتے ہیں اگرچہ دنیا دہار ملک۔ پاکدل
نیک طینت اور صاحب اخلاق لوگوں سے خالی نہیں تاہم بہت بڑا حصہ دنیا کا دنیوی
ضروریات میں غرق ہے اور اعلےٰ درجہ کی محبت کو جو عین راحت ہے بالکل بھولا ہوا
ہے بعضے خدا سے محبت کرتے ہیں مگر جو باتیں الٰہی ہیں اُن سے ربط نہیں رکھتے ہیں اکثر دعا
اور پرارتھنا وغیرہ مناجات کرتے ہیں مگر اپنی جسمانی خواہشوں کے بندے ہو رہے ہیں۔
حیات ابدی کے قائل ہیں مگر اپنا مسکن اس مادی دنیا کو بنانا چاہتے ہیں۔ حقیقی راحت کو
مانتے ہیں مگر اُسکے حصول کے لئے مناسب کوشش کام میں نہیں لاتے۔ حب وطن کی رکھتے
ہیں مگر نفسانی علتوں سے پرہیز نہیں کرتے رفاہ عام کا دم بھرتے ہیں مگر ذاتی اغراض سے
پاک و صاف نہیں ہوتے۔ اعتدال کے صحیح و سالم کنارے کو محسوس کرتے ہیں مگر
افراط و تفریط کی دلدل سے گریز نہیں کرتے۔ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ عداوت۔ تعصب۔ حماقت
اور خود پسندی وغیرہ جن عیوب سے دوسروں کو ملزم ٹھیراتے ہیں اُنکو اپنے آپ میں نہیں دیکھتے
انسان بننا چاہتے ہیں مگر حیوانیت کے دائرہ سے باہر نہیں نکلتے۔ زمانہ کی کجروی کا شکوہ
کرتے ہیں مگر اسکے حلقے سے باہر نکلنے کے وسایل بہم نہیں پہونچاتے اور نہ اپنے ہادی بنتے
اور رہبر راہ نجات کی نیک اور سراپا سود مند ہدایات پر عمل کرکے روحانی سفر اختیار
کرتے ہیں بلکہ برخلاف اسکے اپنی بے بہا زندگی سے اُن جسمانی و نفسانی خواہشوں و
خوشیوں کی مراد لیتے ہیں جنکو سب ادنیٰ قسم کے حیوانات بھی باسانی حاصل کر سکتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ حالانکہ انسان و حیوان میں سب سے بڑا تفاوت یہ ہے کہ نوع انسان نسلاً بعد نسلاً ترقی کرنے کے مختار ہو کر اپنے جیون (زندگی) کا سدھار کر سکتی ہے مگر وہ مجبور ہیں غرضیکہ اس قسم کی مرادیں نہ صرف مثل حباب آب اور سایۂ دیوار کے ناپائیدار ہوتی ہیں بلکہ آخر شش جدائی کے سبب رنج سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ اسی باب میں بھگت کبیر کا وچن ہے ؎

دین گنوایا دُنی سے دُنی نہ چلّی ساتھ ٭ پاؤں گہلاڑہ ماریا غافل اپنے ہی تھہ

محسوس مخلوق میں انسان اپنے آپکو کل کائنات کا سردار یا اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور اسمیں شک بھی نہیں ہے کہ آدم خدا کا اُنیس اور اُنس اُسکا خاصہ ہے اسواسطے اسمیں بمقابلہ اوروں کے بدرجہا بڑھکر رحم و محبت اور ہمدردی وغیرہ کے نیک پاک اور الٰہی اوصاف موجود ہونے چاہئیں کیونکہ جو لوگ کارخانہ قدرت کو غور اور تعمق کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ نہ صرف نوع انسان سے بلا تمیز قوم و مُلک کے محبت کرتے ہیں بلکہ جملہ جانداروں کے آرام و آسائش اور افزائش کے باعث ہوتے ہیں اور جو قول و فعل۔ تحریر و تقریر یا کسی اور نوع سے قوم و مُلک کو سنوارنے۔ اُنکی بہبودی اور رفاہ کی تدابیر سوچنے میں مصروف رہتے ہیں اُنکے نام آسمان شہرت پر ستارے ہو کر چمکتے ہیں چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ جس شخص و قوم کی عملی زندگی ہمدردی اور محبت کی مضبوط بنیاد پر رکھی گئی وہ ایکدن دنیا میں شائستہ اور طاقتور مشہور ہو گئی اور جسنے اسکی جانب سے لاپرواہی اختیار کی وہ چند روز میں حقیر و ناچیز ہو گئی۔ گوش ہوش سے سنو! کہ دوسرے ممالک کے خوشحال لوگ اسی بےنظیر وصف کی بدولت قومی اور ملکی فوائد کیلئے عزیز جان تک دینے میں دریغ نہیں کرتے ہیں یا ایک ہم ہیں جو باہمی شور و شر اور خانہ جنگیوں سے فرصت نہیں پاتے اور نہ باوجود روزمرہ کے تجربات اور مشاہدات کے ہی دوسرے کے رنج و غم میں شریک ہو کر ایک شیریں کلمہ موہنہ سے نکال سکتے ہیں جو غمگین اور پژمردہ دل کو خوش و خرم کر سکے۔ کہتے ہیں کہ پوپ مرحوم کی ایک فاختہ سے محبت تھی جو دریچہ سے گذر کر اُنکے پاس آیا کرتی تھی۔ ایکدفعہ بحالت بیماری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دروازہ بند کر دیا گیا تو فاختہ نے اندر جانے کی غرض سے پھڑپھڑانا شروع کیا اُسکے پروں کی
آواز سُنکر نیک دل پوپ نے دریچہ کھلوایا اور خود حسب معمول اندر آ گئی۔ جب اُسنے اُسکی ساتھ
پیار کیا تو خوش ہو کر اُڑ گئی۔ محمد صاحب کا قول ہے کہ اُنکے ساتھ رہو جو روتے ہیں
اور اُن کے ساتھ خوشی مناؤ جو خوش رہتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ مُلک میں
اس قسم کی تحریکیں قایم کی جائیں جو زبانی طور نہیں بلکہ عملی طور پر یہہ ثابت کر دکھائیں
کہ ابنائے مُلک میں ہمدردی اور یک جہتی کی اشد ضرورت ہے اور بغیر اسکے بہتری
کی کوئی صورت نہیں کیونکہ جب ایک مُلک کے باشندے اجزائے پریشان ہو رہے
ہیں تو کامیابی کہاں ہو ع

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از کینہ سوئے کینہ از مہر سوئے مہر

بحوالہ آرچی نیوز ایک دانشمند اور تجربہ کار انگریز نے اُن لوگوں کے لئے جو دُنیا میں
کامیابی حاصل کرنے کے شایق ہیں چند حکیمانہ نکتے یا سنہری اصول بتلائے ہیں +

۱۔ کامیابی کا سیدھا راستہ یہ ہے کہ جب کوئی کام کرنا شروع کرو تو سب سے پہلے اوسکا علم حاصل کرو
پھر اُسکو اپنے غور و فکر میں لاؤ۔ لوگوں سے مت پوچھو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اسکے سوائے
آگے بڑھنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

۲۔ ہر فن میں مولے بننے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اگر تم ہوشیار ہو بھی ہو تم مختلف قسم کے
کام اچھی طرح نہ کر سکو گے۔ صرف ایک کام کرو مگر اُس طریقہ پر جو کرنے کا حق ہے اور اُسکا
خود ہی انتظام کرو آخر کامیاب ہو جاؤ گے۔

۳۔ پہلے اپنا ایک خاص مقصد بناؤ اور اُسکے پورا کرنے میں بلا تامل تن۔ من اور
دھن سے مصروف ہو جاؤ۔ اگر مشکلات پیش آ جائیں تو ٹھہرو نہیں اور نہ ہی ہراساں ہو
بلکہ دشواریوں کے گرد چکر کاٹ کر گزر جاؤ یا اُنکو راہ سے مٹا دو یا اُن پر سے چڑھ کر
آگے بڑھ جاؤ کامیابی ہاتھ باندھے حاضر ہوگی۔

۴۔ جب تمہارے آقا یا افسر سختی سے پیش آئیں تو ترکی بترکی جواب مت دو بلکہ برداشت
کرو کیونکہ تمہارا کام یہ ہونا چاہئے کہ تمہیں جو حکم دیا جائے اسکی تعمیل کرو اور نہ ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بحث و مباحثہ میں مبتلا ہو کر گستاخ ہو جاؤ کیونکہ تمہارا فرض منطق چھانٹنا نہیں بلکہ کام کرنا ہے پھر تجربہ سے ثابت ہو جائیگا کہ سخت باتوں کا پی جانا زیادہ فائدہ مند سعود ہے بہ نسبت حاضر جوابی کے۔

۵۔ بیجا انتظار نکرو کہ جب آسانی پیدا ہو جاوے تو کام کرو بلکہ مردانہ وار اپنا راستہ آپ نکالو اور آگے بڑھتے جاؤ۔ مایوسی اور ناکامیابی کا خیال کبھی دل میں مت لاؤ جب کامیابی نظر نہ آوے تو اپنے دل کا حوصلہ نہ ہار بیٹھو بلکہ اپنی کوششوں کو بڑھاتے چلی جاؤ جب تک کہ تم روک نہ دئیے جاؤ۔

(۶)۔ خواہ تم مدرس ہو یا واعظ۔ اخبار نویس ہو یا کاریگر ہمیشہ عمدہ موقعوں سے فائدہ اوٹھانا سیکھو اگر موقعہ خود بخود نہ ملیں تو تم خود ان کی تلاش میں جاؤ اور مضبوط دل کے ساتھہ صدمے اور نقصان برداشت کرو۔ اگر تمنے کامیاب ہونے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو مشکلات کے سامنے سر مت جھکاؤ بلکہ مستعد ہو کر ان سے جنگ کرو۔ بلاشبہہ تمہاری فتح ہوگی ؎

ہوشیار باش کہ آخر ز مرگ چارہ نیست ؞ غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست

تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جو لوگ ایک جگہہ سے جا کر دوسرے ملک میں آباد ہوتے ہیں وہ ہر پہلو سے ترقی کے میدان میں فتح پاتے ہیں اور یورپین امریکن اور دیگر نو آبادیاں اسکی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ اب بھی بہت ملک اس قسم کے ہیں جہاں ہندوستانی آباد ہو سکتے ہیں یا تجارت کرنے سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں چنانچہ بُدھ مذہب کے مشہور پرچارک مسٹر دھرم پال جو ان دنوں یورپ اور امریکہ میں گئے ہوئے ہیں اُنکو اسباب میں خاصی کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ امریکن لوگوں کے خرچ سے بنارس میں ایک انڈسٹریل سکول تجربہ کے طور پر کھولا جاوے ہندو قوم اگرچہ بقول مسٹر ڈبلیو بیرنلا سفر (جیسا کہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مشرقی اقوام کی موجودہ ناکامی ان کی سستی اور رفاہ عام سے بے توجہی سے ہوئی ہے) اس سے مستفید نہ ہو لیکن امریکن فیاضی اور حوصلہ مندی کی یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک سچی مثال ہوگی۔ قحط کے وقت میں بھی ان لوگوں نے ہندوستان کو فاقہ کشی کی مصیبت سے بچایا اور گذشتہ دہلی دربار کے موقعہ پر مسٹر فلپس امریکن ہی تھے جنہوں نے اپنی دریا دلی سے چندہ دیکر ایگریکلچرل لیبوریٹری کا بنیادی پتھر رکھا غرضیکہ پرچار کہ موصوف نے اس ہمدردی اور جفاکشی کے سوا ہندوستان کے زوال کی بابت بہت سے خطوط ملکی اخبارات کو لکھے ہیں اگرچہ وہ سب ملک کے لئے مفید مطلب ہیں تاہم انہیں سے ایک میں آپ تحریر کرتے ہیں کہ برہمن لوگ اور ذاتوں سے علیحدہ رہتے ہیں اور اُن کے پروہت (عالم) نیچی ذات کے لوگوں کو تعلیم دینا نہیں چاہتے ہیں مگر ان قوموں کی تعداد بہت زیادہ ہے یعنی ۲۸ کروڑ آبادی میں سے صرف ایک کروڑ چالیس لاکھ برہمن ہیں لکھوکہا ہندوستان میں ایسے آدمی ہیں جنہیں کچھ کام نہیں ملتا۔ ہندوستان کی تمام اجناس جن سے مختلف چیزیں پہلے یہاں ہی بنتی تھیں اب انگلستان کو چلی جاتی ہیں ہر سال ۴۴۴۴۸۵۸۰۱ ڈالر کی قیمتی اشیاء ہندوستان سے انگلستان جاتی ہیں اور اس سے مختلف قسم کی چیزیں بناکر ۱۵۳۱۲۹۷۷۱ ڈالر انگلستان ہر سال حاصل کرتا ہے ہندوستان میں ہر سال پندرہ کروڑ کا اسباب ولائیت سے آتا ہے۔ ہندوستان کو آجکل تمدن کے متعلق تعلیم کی ضرورت ہے۔ اسوقت تجارت سے ہی طاقت حاصل ہوتی ہے اور اسی وجہ سے امریکہ کی ۴۸ ریاستیں گویا ایک کارخانہ بنی ہوئی ہیں ہندوستان کے لوگ تو بیہودہ فرقہ بندیوں اور ذات پات کی بے جا تفریق کے سوالوں پر لڑتے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ہیں لیکن یورپین تجار ہندوستان میں تجارت کرکے اپنے ملک کو مالا مال کر رہے ہیں۔ مہاراجہ گوالیار نے دو سال کے عرصہ میں چالیس لاکھ روپیہ تو جہازی ہسپتال کو دیا۔ بیس لاکھ روپیہ وکٹوریہ میموریل فنڈ میں اور ایک لاکھ روپیہ پرنس ہوسپٹل لنڈن میں چندہ دیا ہے اگر وہ اپنے ملک کی ضروریات کو اچھی طرح سمجھتے اور وہ اس روپیہ سے بہت عمدہ صنعت و حرفت کے کالج کھول دیتے تو پانچ سال کے عرصہ میں یہ ملک ایک نیا ملک دکھائی دیتا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس ملک کے راجہ۔ مہاراجہ۔ تعلقہ دار اور زمیندار وغیرہ امیر لوگوں کو چاہیئے کہ صنعت و حرفت کے کالج کھولیں اور جاپان و امریکہ سے اس علم کے ماہر و اُستاد منگائیں اور اپنے مُلک کے اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس فن میں تعلیم دلوائیں۔ اسی طرح پھر ہندوستان صنعت و حرفت کا گھر بنجائیگا۔

جاپان ممالک مغربی و شمالی یا بنگال کی نسبت بہت کم مالدار مُلک ہے۔ اور نیز چھوٹا بھی ہے مگر ہر سال لاکھوں روپیہ اپنے باشندوں کی ترقی کیلئے خرچ کرتا ہے۔ جاپان میں سینکڑوں ایسے محب الوطن ہیں جو اپنے مُلک کی بھلائی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ہندوستان کے زوال اور پستی کے بواعث توہمات۔ قصے و کہانیوں کی اعتقاد رسوم۔ بت پرستی۔ ذات پات کی بیجا تفریق اور بد چلنی ہیں۔ ہندوستانی اس سورگی خوشی کا اندازہ ہی نہیں کرسکتے جو اُن لوگوں کو ہوتی ہے جو اپنے مُلک اور بھائیوں کے لئے کام کرتے ہیں اور اپنی جان تک دیدیتے ہیں مسٹر سیسل روڈس کو دیکھو۔ وہ لاکھوں روپیہ امریکہ اور جرمنی کے اُن نوجوانوں کے لئے جو انگریزی یونیورسٹی میں تعلیم پائیں۔ چھوڑ مرا ہے جب وہ زندہ تھا تو اُسکی زبردست خواہش یہ تھی کہ انگلستان کو اعلےٰ بنا دے۔ مگر ہمارے ہندوستانی بھائیوں کا صرف یہی مقصد اور خواہش رہتی ہے کہ وکیل یا بیرسٹر یا ڈاکٹر بنکر روپیہ کمائیں اور صرف ایک رائے بہادری کا خطاب حاصل کرنے کے لئے انگریزی افسروں کے جوتوں کی خاک چاٹتے رہیں۔ اگرچہ صاحب موصوف نے جو طریقہ مُلک کے سدھار کا بتلایا ہے وہ کسی حد تک مفید بھی ہو سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ صنعت و حرفت کے کارخانے کون چلائے گا۔ کمپنیوں کے منیجر اور ڈائرکٹر کون ہونگے؟ کیا حب الوطنی۔ ترقی اور اصلاح کی پکار اسوقت کم ہے؟ صرف کمی دیانتداری کی ہے۔ ایسے آدمی پیدا کرنے چاہئیں جنکے قول و فعل پر پورا اعتبار ہو سکے۔ اسلئے سب سے پہلے ہماری موجودہ تعلیم کے ساتھ اخلاقی۔ روحانی تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں سچائی۔ انصاف و پاکیزگی کی زندگی پیدا ہو اور لوگ اپنے فرائض کو دیانتداری انصاف اور صداقت کے ساتھ ادا کرنا سیکھیں۔ جب تک ایسا نہ ہوگا تب تک یہ غیر ممکن ہے کہ ہم میں عروج آ سکے چونکہ آجکل اسباب ... سال برہم پرچار کرنے بھی ہو گیا ہے اسواسطے اسکو بھی ناظرین کی توجہ اور غور کے لئے پبلش کیا جاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمارا مُلک کسطرح ترقی کرسکتا ہے

ایکدفعہ چند دوست اتوار کے دن تفریح کی غرض سے شالامار باغ میں گئے جب سیر وغیرہ سے فارغ ہوکر کھانا کھا چکے تو ایک نے اُن میں سے کہا کہ آؤ کچھ مفید بات چیت ہی کریں۔ بیفائدہ خوش گپیوں میں وقت ضایع کرنا بے سود ہے۔ آج حسن اتفاق سے اسقدر سمجھدار بھائی موجود ہیں۔ ایسا اتفاق بہت کم ملتا ہے۔ دُنیا کے جھگڑوں ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ آج دن مبارک ہے جو ہم سب یکجا ہیں۔ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ بہتر ہے کہ کوئی مفید بات چھیڑی جائے۔ آجکل ہر طرف سے یہہ پکار ہو رہی ہے کہ ہمارا مُلک بہت پستی کی حالت میں ہے ہمیں یہ ضرورت ہے۔ وہ ضرورت ہے۔ یہ کرنا چاہیے۔ وہ کرنا چاہیے۔ بھلا آپکی رائے میں کس طرح ہمارا ملک ترقی کرسکتا ہے؟ آپکا مختلف سماجوں اور سوسائٹیوں سے تعلق ہے اور آپ اپنے اپنے طریقہ سے مُلک کا بھلا کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ اس ضروری مضمون پر بات چیت سے مفید نتیجہ نکلیگا اور ہمارا وقت بھی اچھی طرح کٹ جائیگا۔

رام دیال۔ بے شک مضمون تو بہت اچھا ہے۔ میرے خیال میں وید و شاستروں کی اب وہ قدر و منزلت نہیں رہی جو ہندوستان کے رشی و منیوں کے زمانہ میں تھی۔ ہون یگ وغیرہ کا رواج نہیں رہا۔ ہندو قوم میں اَن گنت مختلف فرقے ہوگئے۔ اصلی دہرم جاتا رہا۔ گھر گھر علیحدہ علیحدہ دیوتا کی پوجا ہونے لگی۔ آریہ لوگوں کا جو دہرم تھا اُس سے لوگ گمراہ ہوگئے۔ برہمچریہ کا رواج بالکل اُٹھ گیا۔ سنسکرت زبان کا رواج مطلق نہ رہا۔ میرے خیال میں گُروکل کی تحریک سے ہندوستان کا بہت بھلا ہوگا اس میں دل و جان سے ہمیں مدد کرنی چاہیے۔ اُس میں سے پہلے زمانہ کے رشی و منی پیدا ہونگے۔

رام داس۔ شاستروں کی پکار تو اب بھی ہمارے ملک میں بہت ہے مگر خالی عزت سے کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ صرف سنسکرت کچھ مفید نہیں ہوسکتی۔ رشیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور منیوں کا زمانہ اسمیں کچھ شک نہیں۔ قابل تعریف ہے۔ مگر اب زمانہ پلٹ گیا ہے۔ صرف سنسکرت کی تعلیم سے کام نہیں چلسکتا۔ ایسے کالجوں اور مدرسوں کی اب ضرورت ہے جہاں موجودہ علوم و فنون قومی طریق پر سکھلائے جائیں۔ تعلیم کا انتظام ہمارے اپنے ہاتھہ میں ہو۔ کتابیں اب ایسی پڑھائی جاتی ہیں جن سے نوجوانوں میں کسی قسم کا جوش پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک کی تواریخ کو عجیب طور سے موڑ توڑ کر پڑھایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں راجپوتوں کی بہادری کی کارنامے مثلاً سیواجی۔ نپولین۔ میزینی میری بالڈی اور سری کرشن وغیرہ مہاپرشوں کی سوانح عمریاں پڑھائی جانی چاہئیں تاکہ وہ موجودہ بزدلی سے نکلکر بہادر بنیں اور ہمیشہ غیر قوموں کی غلامی ہی میں نہ رہیں۔ ہندو جاتی کو ایک کرنیکی کوشش کرنی چاہئیے اور اس بات پر فخر کرنا چاہئیے کہ ہم ہندو ہیں۔ ہاں ہندو قوم کو ملانے کے لئے کسی خاص کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ میرے خیال میں وید اور گیتا ایسی دو چیزیں ہیں کہ جن کے گرد سب ہندو جمع ہو سکتے ہیں۔ ہمارے شاستروں میں کونسی

ایسی سائنس اور کون کا ایسا علم ہے جو موجود نہ ہو۔ یوروپ جو آجکل ترقی کر رہا ہے۔ یہ تو ہماری تھذیب اور تحقیقات کا ایک شمہ بھی نہیں۔ بعض لوگ جو ہندو جاتی سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ سخت غلطی میں ہیں۔ ہمیں ملکر شدھی کی تحریک میں مدد کر کے اپنے پتت بھائیوں کو ہندو بنانا چاہئے۔ نرے برھم چرج سے کیا ہوتا ہے۔ ٹھیٹھ سادھو بنا کر تو بنا ماتھ میں بکڑا دینے کے سوائے انکا اور کچھہ نہیں بن سکیگا۔ اب تو موقعہ یہ ہے کہ ملک میں تعلیم ہو اور بھتر ہے کہ اس تعلیم کے ساتھہ ہر جگہ کا مشغلہ بھی ہو کیونکہ نری تعلیم ہی لوگوں کو کھینچ نہیں سکتی۔ ہندو جاتی کے یتیموں کو عیسائی اور دیگر غیر مذاہب کے نیچے سے رہائی دینی چاہئیے۔ غرضیکہ جہاں ہندو جاتی کا پسینہ گرے وہاں اپنا خون بہانے کو تیار ہونا چاہئیے۔

راحم پرتاب۔ بھائی صاحب! یہ تو آپکا خیال ٹھیک نہیں۔ صرف ہندو جاتی پر کیوں آپ اپنے خیالات محدود رکھتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں خود ہندو ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ہر ایک قسم کے ہندو رسم و رواج کا پابند ہوں مگر میں "برادر ہوڈ آف مین" (سب انسان آپسمیں بھین بھائی ہیں) کے مسئلہ کو زور کے ساتھہ مانتا ہوں۔ ہماری سوسائٹی میں یہ ہی سب سے اول درجہ کا اصول ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ ہر ایک انسان میں پوشیدہ طاقتیں ہیں جنہیں وہ نشو و نما کر سکتا ہے۔ ہر ایک انسان میں روح ہے وہ روح کرم انوسار مختلف جنموں میں پھرتی رہتی ہے اور مثل جسم جا جال کرتی ہے پھر اسبات کا سمجھنا صحیح بات نہیں اگر ہندوستان کے لوگ چاہتے ہیں کہ اُن کا عزیز ملک ترقی کرے تو انہیں چاہئے کہ قدرتی پوشیدہ طاقتوں کو ترقی دیں۔ ہندوستان کی پرانی چیزوں کو حقارت سے نہ دیکھیں بلکہ اُن کی ماہیت معلوم کرنیکی کوشش کریں۔ کمزور انسان نراکار کی پوجا نہیں کر سکتا۔ اسلئے اُسکے سامنے اگر کوئی نشان ہو تو اُسکا دل لگ سکیگا۔ یہی طریقہ ملک کی ترقی کا ہے۔

تاج الدین۔ لالہ جی! گستاخی معاف ابھی آدھ گھنٹہ ہوا تو آپنے مجھے کھانا کھاتے وقت فرش سے اُٹھوا دیا تھا۔ آپ یہاں تک ڈرتے ہیں کہ ایک فرش پر مسلمان اور غیر مذاہب والوں کے ساتھہ بیٹھکر پانی تک بھی نہیں پیتے مگر آپنے ابھی کہا تھا کہ "سب انسان آپسمیں بہن بھائی ہیں" کیا آپ واقعی اس مسئلے کے قایل ہیں۔ مجھے تو یقین نہیں آتا۔ اگر آپ اسکو ٹھیک سمجھتے ہیں تو مہربانی کرکے آج شام کو غریب خانہ پر طعام تناول فرمائیں۔ گر قبول اُفتد زہے عز و شرف۔

رام پرتاب۔ بھائی کھانے پینے میں کہا ہی کیا ہے۔ یہ تو سوسائٹی کے رواج ہیں دھرم کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ روح اعلیٰ کام کرنے کے بعد ہندو جاتی میں جنم لیتی ہے اسلئے پھر غیر لوگوں کے ساتھہ کھانا پینا کرنے سے خراب ہو جاتی ہے۔ ٹھیک نہیں ہے۔

تاج الدین۔ تو پھر ہمارا انتہا کہاں تک ہے یا دری گڈمارٹ سے جو رات دن وعظ کے سلسلے میں مصروف ہیں۔ اچھا ہے۔

رام پرتاب۔ بھائی سچ تو یہ ہے کہ ہندو ہونے کی حیثیت میں وہ ہر ایک مسلمان۔ عیسائی اور اور غیر قوموں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے اچھا ہے۔

تاج الدین اوہ! یہ کیسا خوفناک مسئلہ ہے اسی خیال نے کہ "ہمچو ما دیگرے نیست" قوموں کو ذلیل کیا ہے جبتک ہندوستانی غیر قوموں سے نفرت اور دوری دیکھینگی اور بیہودہ توہمات دور نہ ہوں گے۔ اصلاح ممکن نہیں۔ مسلمانوں کی بابت۔ انہیں اسوقت تعلیم کی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ بیچارے سخت خوفناک تاریکی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ملانوں نے ایسا حال پیدا کیا ہوا ہے کہ جسکا کچھ ٹھیک نہیں۔ جیسے معنے اور مطلب قرآن شریف کا بتلا دیتے ہیں۔ بیچارے بھولے مسلمان مان لیتے ہیں۔ قرآن مجید کا حفظ رٹوا دینا آجکل کی مذہبی تعلیم ہے اور بیہودہ قیاسی تعبیریں قرآن شریف کی کرتے ہیں کہ جنہیں عقل ہرگز گوارا نہیں کر سکتی میری خیال میں سید صاحب مرحوم و مغفور نے جو تشریح قرآن شریف کی کی ہے وہ حسب حال زمانہ ہے۔ انگریزی تعلیم یافتہ ہو بہو اُسے اپنے آزاد خیال کے مطابق پاتے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے بڑھکر طریقہ ملک کو ابھارنے کا تعلیم ہے۔

مسٹر ڈلیوڈ۔ بھائیو۔ میں بھی حصہ دار ہوں۔ میری راے میں ہندوستان کا کبھی بھلا نہیں ہو سکتا۔ اسکی پستی کبھی دور نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ تمام لوگ حضرت مسیح پر پورے دل سے ایمان نہ لائیں گے اور انجیل کو قبول نہ کرینگے۔

گورومن داس۔ ملک کیا خاک ترقی کر سکتا ہے! جب تک لوگوں کے پاس پیٹ بھرنے کے لئے سامان نہ ہو۔ اگر سچ پوچھو تو دہرم وغیرہ پیٹ بھرنے کی اٹکھیلیاں ہیں۔ سب سے بڑھکر آجکل اسبات کی ضرورت ہے کہ مختلف صنعت و حرفت کے کارخانے جگہہ بہ جگہہ جاری کئے جائیں۔ بنک اور کلیں وغیرہ چلائی جائیں۔ کمپنیاں وغیرہ کھولی جائیں۔ زراعت (کاشتکاری) کے متعلق مدرسے وغیرہ قائم کئے جائیں جو جو چیزیں ہم یورپ اور امریکہ سے یہاں لاتے ہیں۔ یہیں بنائی جائیں۔ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان جو آجکل چھوٹی چھوٹی نوکریوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ آپسمیں ملکر مختلف قسم کے کارخانے کھول لیں۔ ہمارے ملک کی تجارت وغیرہ غیر قوموں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہاتھ میں ہے وہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہو جاتے
ان باتوں کے سوائے ہندوستان کی ترقی
کا کوئی علاج نہیں۔

ملن موہن۔ خیر یہ تو فروعات ہیں۔
ہمارا ملک ملکی لحاظ سے بہت گرا ہوا ہے
دیکھئے ہندوستانیوں کو کونسلوں میں ممبر
بھیجنے کا اختیار ہی نہیں۔ سول سروس کا
امتحان بھی ہندوستان میں نہیں ہوتا۔
گورنمنٹ نے ہم سے ہتیار چھین کر قوم
کو بزدل بنا دیا۔ دیوانی اور فوجداری کے
اختیارات یکجا ہونے سے سخت خرابی
برپا ہو رہی ہے۔ ملک پر کسقدر زیادہ
محصول ہے۔ ہندوستانیوں کو بڑے بڑے
عہدے نہیں ملتے۔ ہندوستانی بیچاروں
کو والنٹیر ہی نہیں بنایا جاتا۔ پنجاب میں
ہائی کورٹ ہونی چاہئے۔ کوئی وجہ معلوم
نہیں ہوتی کہ کالے اور گوروں میں اسقدر
فرق کیوں کیا جاتا ہے۔ ان سب باتوں
کی ذمہ دار گورنمنٹ ہے جبتک ان
باتوں کا انسداد نہ ہو ملک کبھی ترقی
نہیں کر سکتا۔ اسلئے ہر ایک بہی خواہ
ملک و قوم کو نیشنل کانگرس کی مدد
کرنی چاہئے۔

رام پرشاد۔ یہہ تو مفت میں اپنا قصور
دوسروں پر تھوپنا ہوا ہماری سوسائٹی
کی سوشل برائیاں ہماری جڑوں کو
کھوکھلا کئے جا رہی ہیں ہم اسطرف تو
توجہ دیتے نہیں کبھی تو گورنمنٹ کو۔ کبھی
اور کسیکو ملزم ٹھہرا دیتے ہیں بچپن کی شادی
نے کیسا ملک کا ستیاناس کیا ہے بونے
و پست قد تو ملک میں پیدا ہو ہی چکے ہیں
اب چندروز میں بالشتی بھی پیدا ہونے لگ
جائینگے۔ کسقدر بیوائیں سخت مصیبت
کی حالت میں ہیں۔ ان پر کوئی رحم نہیں
کھاتا۔ شراب نوشی دن بدن زور شور سے
بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ملک کو جونک
کی طرح چوس رہی ہے۔ ذات پات اور
چھوت چھات نے لوگوں کو تنگدل اور
پست ہمت بنا دیا ہے۔ بوڑھے بوڑھے
ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کی عمر میں دس دس
برس کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔
اور اسطرح سے ملک میں بیواؤں کی تعداد
کو بڑھاتے ہیں اور بد اخلاقی میں مددگار
بنتے ہیں۔ یتیم بچے آوارہ گردی کرتے پھرتے
ہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ عورتیں
بے چاری عجب حالت میں ہیں انکے جسم۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دل و دماغ اور روح کی مناسب احتیاط نہیں کی جاتی۔ جبتک ان کو اپنے برابر درجے پر نہ لایا جائیگا۔ ساری کوششیں رایگان جائیں گی۔ ساری سوشیل بہتری کی بنیاد استری جاتی کی اونتی اور ترقی پر ہے اسلئے میری رائے میں جب تک سوشیل ریفارم نہ ہو ملک کبھی ترقی نہیں کر سکیگا۔

پنڈت سالگرام جینے آپکی سب لن ترانیاں سن لیں مجھے نہائیت افسوس آتا ہے کہ آپ نے ٹرے ٹرے بی اے اور ایم اے ہو کر گنیتوں مجول جیسی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے رشی اور منی تو ہزاروں برس پہلے ہی لکھہ گئے تھے کہ کلجگ کا زمانہ آئیگا جسمیں لوگ دہرم سے بے دہرم ہو جائیں گے۔ نہ باپ کی عزت رہیگی نہ ماں کا ادب۔ غیر ملک والے آکر ہمیں اپنا غلام بنا لینگے یہہ تو ہمارے کرموں انو سار رشیوں کا سراپ ہے۔ بھلا کہیں کرموں کی لیکھہ بھی مٹتی ہے۔ جب سے اس ملک میں مورتی پوجا کی نندا ہونے لگی تب ہی سے کبھی قحط۔ کبھی طاعون کبھی کچھہ اور کبھی کچھہ ہونے لگا ہے۔ برہمنوں اور پروہتوں کی عزت لوگوں کے دل سے اٹھہ گئی۔ تیرتھہ جاتراؤں کی کچھہ وقعت نہ رہی لوگ وید وں شاستروں کی نندا کرنے لگے تو پہر اسکا یہی نتیجہ ہونا تھا اب تو یہ کشٹ اپنا مقررہ وقت پورا کرکے ہی ٹلیگا۔ اسمیں سے کوئی ایک سکینڈ بھی کم نہیں کر سکتا۔

راو ری میں صاحب خوش ہوں کہ سب دوستوں نے اس نہائیت ضروری سوال پر اپنے یقین و اعتقاد کے مطابق صدق دل سے رائے دی ہے۔ میں ہر ایک کی رائے کی مناسب قدر کرتا ہوں اور اسبارہ میں جو میری رائے ہے اُسکو آپ سب بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

یہ ٹھیک ہے کہ وید شاستروں کی اب بالکل قدر نہیں رہی بلکہ زبانی لپا پہی رہگئی ہے جو لوگ وید اور شاستر کی اسقدر پکار کرتے ہیں۔ انہوں نے اُنکا مضمون تو درکنار کتاب کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ وہ تمام شاستر اُن کے لئے سربمہر خزانے ہیں۔ برہمچریہ بچارا اکیلا کر ہی کیا سکتا ہے اس سے صرف جسمانی پہلو لبکاش ہو سکتا ہے گرو کل کی تحریک اور قائمی کیلئے میں لالہ منشی رام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جی کو مبارکباد دیتا ہوں مگر سوال یہ ہے کہ اُن کے معلم کون شخص ہوں گے۔ پھر اُس درسگاہ کے طلباء صرف سنسکرت پڑھکر کہاں جائینگے۔ اب تو صرف سنسکرت سے کام نہیں چلسکتا۔ اسوقت نوجوانوں کو اور ہی قسم کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ لالہ رامداس نے موجودہ تعلیم کی ضرورت پر زور دیا ہے مگر موجودہ بالکل پھیکی تعلیم سے کیا ہوسکتا ہے جب تک اسمیں اخلاق کی چاشنی نہ ہو۔ آجکل کی تعلیم اسمیں کچھہ شک نہیں کہ ذہن کے پہلو کو وِکاش کرتی ہے مگر دہرم کے متعلق بہت سے شکوک پیدا کر دیتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوان دہرم کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہوجاتے ہیں۔ اس تعلیم کے ساتھہ اُنکو راجپوتوں کی بہادری اور سیواجی وغیرہ کے حالات پڑھکر گویا بندر کے ہاتھہ میں تلوار دینا ہے۔ اس قسم کے جوش سے کچھہ نہیں بنتا ہمارا معراج چالباز لوگ نہیں ہوسکتے بلکہ وہ لوگ جو صداقت کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کرتے رہے ہیں وہ دہرم جو صرف ایک ہی قوم تک محدود رہے

کبہی عالمگیر دہرم کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ بات کہ ہندو جاتی کو ملانے کے لئے کسی کتاب کا مشترکہ ہونا ضروری ہے۔ محض حکمت عملی ہے اور صداقت کی کسوٹی پر کہری نہیں اُتر سکتی۔ لالہ رام تیرتھ کے خیالات کے مطابق نہ معلوم وہ کونسی پوشیدہ طاقتیں ہیں جنکو وِکاش کرنا چاہیئے وہ ایک طرف تو برادرانہ اتحاد کے قائل ہیں دوسری طرف یہ بہی کہتے ہیں کہ روح انسانی جنم لیتے لیتے آخر میں ہندو جاتی میں آتی ہے۔ اور اسی بنا پر وہ پادری گنڈہارٹ جیسے دہرم آتما آدمی کے مقابلہ میں اپنے نہتو کہار یا راجی رسوئیے کو ترجیح دیتے ہیں۔ میں نہیں جانتا یہ کیا فلسفہ ہے اس مسئلہ کی تہ میں مجھے ہم شرجا کا خیال معلوم ہوتا ہے۔ رہے پرانے رسم و رواج یہ درست ہے کہ ہندوستان کے پرانے دستور جو انصاف اور صداقت پر مبنی ہوں ہمیں برابر قائم رکھنے چاہئیں مگر وہ رواج جو محض خود غرضی و بے انصافی پر مبنی ہوں ضرور توڑ دینے چاہئیں۔ مثلاً بچپن کی شادی۔ بیواؤں کی دوبارہ شادی۔ عورتوں کو حقوق وغیرہ کا نہ دینا۔

गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شادی اور موت کے موقعوں پر فضول خرچی وغیرہ وغیرہ اگر لالہ اِدم پرتاب ایک طرف دہرم ساودہن کرکے دوسری طرف اُن برائیوں کو بدستور رکھنا چاہتے ہیں تو بس ہندوستان ترقی کرچکا۔

میاں تاج الدین کی رائے سے مجھے اتفاق ہے کہ ہندوستان کے توہمات اور دقیانوسی مسائل اسکی ترقی میں حائل ہیں مگر میں یہہ نہیں سمجھتا کہ قرآن شریف کے حسب زمانہ معنے اور تشریح کرنے سے کیا مطلب ہے کیا اسکے کئی طور پر معنے ہوسکتے ہیں؟ جسنے جیسا چاہا اپنے مطلب کے معنے گھڑ لیئے۔ میں نہیں جانتا یہ حکمت عملی ہندؤں اور مسلمانوں میں کتب مقدسہ کی تعبیریں کیوں چلی آئی۔ کیا یہ من گھڑت تفسیر اُن کتب مقدسہ کے الہامی ہونے کو رد نہیں کرتی۔ میں حیران ہوں کہ کیوں ایسے ایسے لایق شخص ان اعلیٰ کتابوں کا صاف صاف مطلب ظاہر نہیں کرتے شاید یہ خیال ہوگا کہ اُن کتب مقدسہ کی قدر جاتی رہیگی۔ زمانہ کے مطابق تعلیم یافتہ نوجوانوں کے مذاق کے بموجب اسکی تفسیر کرنا میرے خیال میں نیک نیتی سے بعید معلوم ہوتا ہے۔

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ سوشیل ریفارم ملکی اصلاح۔ صنعت و حرفت کی ترقی ہمارے ملک کو کچھہ حد تک بہتر بنا سکتی ہے مگر سوشیل ریفارم اور اصلاحیں کون کریگا؟ صنعت و حرفت کے متعلق بدر سے کون چلا سکیگا؟ معمولی لیاقت اور قابلیت کے آدمیوں کا یہاں کام نہیں ہے۔ کتنے سوشیل ریفارمر ہیں جو کہتے کچھہ ہیں اور کرتے کچھہ ہیں ذراسی مخالفت سے اُن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔ ملکی ریفارمر تو صرف اپنا کام تقریر بازی پر ہی محدود رکھتے ہیں رہا بنک اور کارخانے ایسے آدمی کہاں ملتے ہیں کہ جنکو سپرد روپیہ کردیا جائے اور جنکی امانتداری پر پورا بھروسہ ہوسکے۔

میرے خیال میں اسوقت سب سے بڑہکر ضرورت ہمارے ملک کو کریکٹر یعنے چال چلن کی ہے کیونکہ چیرتر بنا کوئی کام بہی تکمیل کو نہیں پہونچ سکتا جب اُستاد ہی چیرتروالے۔ راستباز اور انصاف پسند نہ ہوں تو اُسکے طالب علم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا کیا اور گوتم ہو سکتے ہیں۔ جب لیفارمر ہی ڈھیلے ڈھالے چلن والے ہونگے تو کیا خاک ملکی۔ سوشیل اور مادی اصلاح کی توقع ہو سکتی ہے؟ سچا کریکٹر جب ہی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہم ایشور پرم آتما کو مجسّم نیکی اور صداقت مان کر اُن کی اچھیا کا پورن کرنا ہی زندگی کا مقصد سمجھیں اور دھرم کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی کے بیوہار بنائیں۔ پھر ضروری اصلاحیں معمولی بات بنجائیں گی جہاں کہیں انسان زندگی کے کاروبار میں غلطی اور بے انصافی دیکھیگا اور سست اور ریاکاری پرم ایشور کی اچھیا کے بر وِرودھ (برخلاف) خیال کر کے دُور کرنے کی کوشش کرے گا۔

ہر ایک انسان اگرچہ خالق۔ مخلوق۔ سوسائٹی۔ والدین۔ اُستاد اور شاگرد وغیرہ کے متعلق کئی ایک فرائض اپنے ذمہ رکھتا ہے لیکن دینی یا دُنیوی ترقی اور بھبودی کے لئے صرف دو ہی قسم کے فرائض ادا کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے ایک شخصی۔ دوسرے قومی۔ قومی فرض کے لئے تو بہلا جماعت کے مردم کے اتفاق رائے کی انتظار کرنی پڑتی ہے مگر شخصی کے واسطے دوسرے کی امداد کی مطلق حاجت نہیں رہتی ہے کیونکہ بغیر رضامندی سوسائٹی کے ہر شخص اپنے خاندان۔ اولاد اور ذاتی معاملات کے باب میں بہتری کے ذریعے سوچ و سمجھکر پہلے عملیں لاتا رہا اور آئندہ بھی لا سکتا ہے اپنے کنبے کے لوگوں کو بدرسومات کے لازمی نتائج سے بچانا یا اپنے بال بچوں کو تعلیم و تہذیب اور ہدایت کے ذریعہ نیک راستہ پر چلانا اُسکا اپنا کام اور فرض ہے۔ سوسائٹی کا اسمیں کوئی دخل نہیں۔ مثلاً اگر کسی کی لڑکی یا لڑکا جاہل و بے علم رہے یا سن بلوغت سے پیشتر رانڈ یا رانڈوا ہو جاوے تو اُسکے نتائج کا ثمرہ صرف والدین اور متعلقین کو ہی اٹھانا پڑتا ہے اور اسطور پر اگرچہ سوسائٹی کا ہر فرد بشر اس قسم کی تکالیف و مصائب میں مبتلا ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اُس سے دریافت کرے کہ بھئے! تم اپنے اور اپنے عیال و اطفال کی زندگی کے راستہ کو بدرسومات کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاردار جھاڑیوں سے پاک وصاف کیوں نہیں کرتے ہو تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں ایک معمولی آدمی ہوں۔ اگر برادری کے خلاف کوئی کارروائی کروں تو آئندہ کا نسبت ناطہ و رکنار سابقہ رشتہ اور تعلق بھی کھو بیٹھوں اسلئے جس راستہ پر سوسائٹی کے لوگ چل رہے ہیں۔ مجھکو بھی مجبوراً اسی راستہ پر چلنا پڑتا ہے لیکن در حقیقت اس سے زیادہ بُرا اور بیہودہ بات کوئی نہیں اور نہ اس قسم کے حساب لگانے سے کبھی اصلاح کا کام ہوا ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو اس کمینے اور بزدلی کے خیال نے ہمارے ملک کو تحت الثریٰ کو پہونچا دیا ہے صدہا گھرانے اسوقت جہنم کا نمونہ بن رہے ہیں۔ ہزارہا خاندانوں کے ننگ و ناموس برباد ہو چکا ہے۔ لاکھوں یتیم اسکی بدولت آنسو بہا رہے ہیں۔ کروڑوں بیواؤں اسکی جان کو رو رہی ہیں۔ آہ! افسوس کہ اس قسم کی سوسائٹی کی گود میں چوریار۔ خائن مکار۔ دروغگو و ریاکار۔ ظالم و گنہگار وغیرہ قمار باز بدچلن اور بدمعاش پرورش پا سکتے ہیں مگر اخلاقی جرأت۔ آفت زدوں کی امداد اور مظلوموں کی حقرسی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے حالانکہ ہر ایک شخص کیلئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ذاتی اور شخصی فرض کا ادا کرنا سب سے مقدم امر ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا ہر ایک انسان اپنے اپنے فرض کے لئے اپنی کانشنس (ضمیر) کے سامنے ذمہ دار ہے اگر وہ اس کی بجاآوری میں کوتاہی کرے یا اسکا وفادار نہ رہے تو وہ نہ صرف غیروں بلکہ آپکو دھوکا دیتا اور اپنا آپ ہی دشمن بنتا ہے۔ اسلئے فرض کے ادا کرنے میں اگر کسی قسم کا دکھ۔ تکلیف اور مصیبت بھی پیش آوے تو اُسکو مانند کڑوی دوائی کے خوشی خوشی قبول کرنا واجب ہے۔ بالغرض اگر کوئی شخص سوسائٹی میں معزز نہ ہو سکے تو کیا اُسکے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو علم و ہنر کی بے بہا برکات سے محروم رکھ کر اُن کی نالائقی کا نتیجہ پا دے یا اپنی لڑکی کو ہمیشہ بیوگی کی آگ میں جلتی دیکھے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ اُسکا اپنا ذاتی فرض ہے اگر وہ اسکو پورا کرے گا اور پا دیگا تو سوسائٹی کے دیگر لوگوں کو آرام آسائش اور سلامت روی کی سڑک پر چلنے کا موقعہ ملیگا۔ اس کائنات میں چھوٹا یا بڑا کون ہے؟ گھاس کے اوپر جو ایک قطرہ شبنم کا ہے اس سے اگر پوچھا جائے کہ تمہارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہونے کا اس دُنیا میں کیا مطلب ہے؟ جبکہ زمین پر بڑے بڑے سمندر۔ دریا۔ ندی۔ نالے۔ تالاب۔ چشمے اور کنوئیں موجود ہیں تو اُن کے مقابلہ میں تمہاری کیا بساط ہے؟ تو وہ جواب دیسکتا ہے کہ جسطرح ہر وہ اپنا اپنا منصبی کام انجام دے رہے ہیں اسی طرح مجھکو بھی اپنا کام کرنا فرض ہے۔ اگر چھوٹا ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں قدرت کاملہ نے جس کام کے لئے مجھے مخلوق کیا ہے مجھے اُسکو مکمل کوشش تمام پورا کرنا ہے اور اسصورت میں نہایت چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ریت کا بھی سورج کی کرن (روشنی) سے چمکتا ہے وہ کائنات میں آخر کچھ نہ کچھ کام اپنے ذمہ رکھتا ہے۔ پھر کیا ہمارا اور تمہارا اس دُنیا میں کوئی فرض نہیں ہے؟ پس یہ غور و تکلال ہر جوان کے لئے واجب اور ضرور ہے کہ جسکام کے کرنے کی کوئی شخص ہدایت کرے اور وہ مصلحت وقت سے نیک اور مفید عام نظر آئے اُسکو سوسائٹی اور وقت کے انتظار پر ہرگز نہ چھوڑے۔

شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست ؛ سیل بے رہبر بدریا میرساند خویش را

تاریخ داں کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں روم کے متمول لوگ اپنے غلاموں کو درندوں کے ساتھ لڑانے کے لئے تیار کرتے تھے۔ کبھی اس کام کی انجام دہی کے واسطے اُنکے ہاتھوں میں ہتیار دئیے جاتے تھے اور کبھی اُن بدبختوں کو بغیر ہتیاروں کے ہی شیر اور چیتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اس تماشے کو دیکھنے کے لئے معزز خاندانوں کی ہزاروں عورتیں اور مرد اکٹھے ہوتے تھے اور جب یہ درندے اُن بدنصیب غلاموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے تو تماشائی لوگ تالیاں بجا کر خوشی کا نعرہ بلند کرتے تھے چونکہ ہر مُلک میں (ایشوری نیم کے مطابق جب کہیں پاپ اور برائی کا بازار گرم ہوتا ہے تو اسکو شانت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی مہاپرش پیدا ہو جاتا ہے) اس قسم کی بدرسومات دُور کرنے اور لوگوں کو نیک راستہ پر چلانے کے لئے عیسائی دھرم نمودار ہو چکا تھا اسلئے ایکدن عین تماشہ کے وقت ایک شخص نے آکر کہا "ہیں! ہیں!! دیکھو! کیا کرتے ہو۔ ایسا بے رحمی کا کام نہ کرو" یہ کہکر وہ مہاتما

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پُرش اکھاڑہ کے درمیان آکھڑا ہوا۔ تماشا دیکھنے والوں نے غصہ میں چاروں طرف سے چلا کر کہا "ایک معمولی حیثیت کے آدمی کا اسقدر حوصلہ! کہ ہمارے تماشے کو بند کر دے۔ اس جرات کی سزا میں ابھی اسکو جان سے مار ڈالو۔ جب ہر ایک جانب سے یہ حکم صادر ہو چکا تو دفعتاً ایک جلاد اُٹھا اور اُسنے اُس مہا پرش کی چھاتی میں اپنی چھری کو چبھو دیا۔ جسوقت وہ زخم کھا کر زمین پر لوٹنے لگا۔ سٹیج کا صحن اُسکے خون سے لہولہان ہو گیا اور تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ مقتول ایک کرسچن ریفارمر ہے اسوقت تماشائیوں کی آنکھوں سے غضب کی آگ کا دھواں غبار دُور ہوا اور اپنے کئے پر سچے دل سے پچھتاپ کیا بلکہ اُس روز سے پھر کوئی شخص اس قسم کے نظارے کا ذکر زبان پر نہیں لایا۔ اسیوجہ سے ایک انگریزی مصنف کا قول ہے کہ پہلے ریفارمروں نے اپنا خون بہا کر جو راستہ صاف کر دیا ہے اُسپر ہم اسوقت آرام سے چل رہے ہیں چونکہ اس قسم کے۔ علم و عمل اور نیکی سے کوئی قوم و ملک اور زمانہ محروم و مستثنیٰ اور خالی نہیں رہا ہے اگر آپ مشرقی تواریخ کو دیکھو گے تو اسمیں بھی صدہا لوگ اس قسم کے پاؤ گے جو وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان کی حالت زار پر آنسو بہاتے۔ خون جگر پیتے اور اپنی عزیز جانیں نثار کرتے رہے ہیں اور بہت سے اب بھی موجود ہیں جو اپنے فرائض کی انجام دہی میں نوع نوع کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ پس یہ قول سچ اور بالکل سچ ہے کہ "شہیدوں کے خون سے قومیں بنا کرتی ہیں۔ جس انسٹیٹیوشن اور اصلاح کی بنیاد میں قربانی نہ ہو وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی ہے" ؎

نیک باشی و بدت گوید خلق ÷ بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

اسمیں کچھ شک نہیں کہ انسان کی ترقی اُسکی کوشش۔ قابلیت اور تدبیر پر منحصر ہے۔ چنانچہ نیتی شاستر میں لکھا ہے کہ جو شخص تن من اور دھن سے بواجبی کوشش اور کشمکش کو کام میں لاتا ہے وہ عزت و آرام۔ دولت و نام وغیرہ اپنے مطالب و مدعا کو پاتا ہے اور جو برخلاف اسکے قسمت پر شاکر رہتا ہے وہ دلدری اور آلسی یعنی سست الوجود ہو کر جلد ناش ہو جاتا ہے۔ اور جو اصول شخصی ترقی کا دیدہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے وہی اصول قومی اور مُلکی بہتری کی بنیاد ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ جس قوم و مُلک کے مردم نے عزت و اقبال و مرتبہ پایا ہے اُنہوں نے ذاتی اغراض اور مفاد کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے تن و من اور دھن کو قوم اور مُلک کی مصلحت پر لگایا اور اپنی لیاقت سے ہر روز نئی دریافتیں. تحقیقاتیں اور ایجادیں کر کے انسانی جماعت کے آرام و آسائش اور خوشی کو بڑھا دیا ہے اور اس قسم کی قربانی سے نہ صرف اُنکا اپنا بھلا ہوتا ہے بلکہ جو سچی محبت پاکیزگی. دیانت اور راستبازی وغیرہ نیک چلن کی نظیر اپنے ہم جنسوں کے واسطے قایم کرتا ہے مُلک کی موجودہ اور آئیندہ نسلوں کی درستی اخلاق و خوشحالی پر اسکا نہایت گران قدر اثر پڑتا ہے اسکے اوضاع و اطوار کی خوبیاں نامعلوم طور پر دوسروں کی طبیعتوں میں سرائیت کر جاتی ہیں اور آنیوالے زمانہ کے واسطے نہایت عمدہ اور قابل تقلید مثال پیدا کر دیتی ہیں اسواسطے صرف شخصیت ہی ایک ایسی چیز ہے جو عوام کی زندگی. اطوار اور افعال پر نہایت طاقتور اثر ڈال سکتی ہے اور غالباً اسی بنا پر بزرگان سلف نے بھی جب مسلمہ اور مجربہ صداقتوں کو اپنے پیروؤں میں پھیلانا چاہا تو اُنہوں نے کہانیوں. روائیتوں اور تمثیلوں کے ذریعہ جلدی اثر پذیر ہوتی دیکھکر انہیں ذرائع کو اختیار کر لیا پس شخصی. قومی یا مُلکی ترقی کا کوئی خاص ذریعہ سوائے اخلاقی اور روحانی تعلیم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کسی قسم کی اصلاح علم و عقل کی روشنی کے بغیر وقوع میں آسکتی ہے.

۵ چناں زندگانی کن اندر جہاں * کہ گر مُردہ باشی نکوئید مرد

جب یہ امر تسلیم کیا جائے کہ ہر فرد بشر اور مُلک و قوم کی ترقی اور بہبودی کا ذریعہ علم ہی ہے خواہ وہ علمی اور تاریخی کتابوں سے حاصل ہو یا ذاتی تجربہ سے تو اُسمیں بھی کوئی کلام نہیں کہ علم معقول کے بغیر خیالات میں وسعت اور آزادی نہیں ہو سکتی ہے. نہ کوئی اپنے فرائض کو سمجھتا اور بجا لا سکتا ہے پس جب وہ اپنے فرائض کو واجبی طور پر انجام نہیں دیسکتا ہے وہ بجز اسکے منزل مقصود پر کیونکر پہونچ سکتا ہے مثلاً ایک شخص تحقیق کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں نشیب و فراز سے بے خبر رہ کر گڑھوں اور خندقوں میں گرتا اور متواتر چوٹیں کھاتا رہتا ہے۔ مگر جب اُسکو روشنی کی امداد ملتی ہے تو وہ خود بخود ہر ایک شے کے حسن و قبح کو دیکھتا ہوا اپنا راستہ آپ تلاش کر لیتا ہے۔ اسی طرح جب تک ہمارے ملک اور قوم کے لوگ جہالت میں (جو فی زمانہ ہر قسم کی خرابیوں۔ کمزوریوں اور رکاوٹوں کی اصلی اصول سمجھی گئی ہے) زندگی بسر کریں گے تب تک انکو نیک و بد کی شناخت کا موقعہ نہیں ملیگا مگر جب بے علمی کی تنگ و تاریک غار سے نکالکر انکے دل و دماغ کو علم کی روشنی سے منور کیا جاویگا تو اُن کے لئے رسم و رواج اور چلن کی اصلاح کا کام بہت آسان ہو جاویگا اسواسطے ہمارے ملک میں اسوقت جو سوسائٹیاں۔ سبھائیں اور انجمنیں قومی اور ملکی اصلاح میں سرگرم پائی جاتی ہیں اُنکا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ تعلیم کے پھیلانے میں جا بجا کوشش کیجاوے اور وہ مرد زن تک ہی محدود نہ رکھی جاوے بلکہ اسمیں سے بقدر مناسب عورتوں کو بھی حصہ دیا جاوے۔ کیونکہ اُنکی شراکت اور امداد کے بغیر اصلاح کا کام نہ صرف ادھورا رہتا ہے بلکہ بسا اوقات کئے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے چونکہ شائستہ لوگوں میں ہر قوم و ملک کی ترقی کے معراج کا ابتدائی زینہ تعلیم نسوان تسلیم کیا جا چکا ہے اسلئے جسوقت تعلیم عام زن و مرد میں پھیل جاویگی اُسوقت اُنکے مددگار وہی لوگ پیدا ہو جاویں گے جنکی وہ اصلاح چاہتے ہیں۔

ہ مرتے ہیں جنکے واسطے اونکو خبر نہیں + یارب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں

جیسے قوانین قدرت تمام کائنات کی آسائش و افزائش کے لئے لازمی ہیں۔ ویسے ہر انسان کی بہتری۔ بہبودی یا ترقی کے واسطے فرائض کا پورا کرنا ضروری ہے جو انسان ایکدن کے لئے بھی دُنیا میں آتا ہے وہ فرائض سے اوسی طرح گھرا ہوا ہوتا ہے جسطرح کہ کُرہ زمین ہوا سے۔ فرائض انسان کی عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بچے و جوان اور بوڑھے سب اپنے اپنے منصب اور حیثیت کے موافق فرائض رکھتے ہیں مثلاً جیسے ایک شخص کے لئے ماں و باپ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہن و بھائی۔ جورو و خاوند۔ بیٹا و بیٹی۔ اُستاد و شاگرد۔ نوکر و آقا۔ بادشاہ و رعیت۔ دوست و دشمن۔ ہمسایہ و ہم پیشہ۔ ہم جنس و غیر جنس کے چند فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں ویسے بلحاظ دینی و دنیوی قدر و منزلت کے ہر ایک شخص جملہ فرائض ادا کرنے کا ذمہ وار ہے۔ اور جو شخص یا قوم اپنے فرائض کو جان لیتی ہے اُن سے سبکدوش ہونے کے لئے جد و جہد کرتی ہے اور جب علم کے مطابق عمل ہو جاتا ہے تب اقبال اُسکے قدم چومتا۔ اعتدال ہمدم اور ہمرکاب رہتا۔ دولت اُسکے پاؤں دھوتی۔ حکومت پیشانی رگڑتی حتیٰ کہ خدا کی رحمت بھی آکر نثار ہو جاتی ہے۔ الغرض زندگی کی غرض ہی فرائض متعلقہ کی انجام دہی ہے کہ اس سے تمام دنیا و دین کی برکتیں۔ خوشیاں۔ نعمتیں اور راحتیں حاصل کیجاتی ہیں۔ اسلئے سب سے پہلے ہمیں فرائض منصبی کا واجبی علم ہونا چاہیئے۔ فرائض انسانی کا احاطہ جسقدر وسیع ہے اسیقدر اُس سے لاپرواہی ہو رہی ہے اور اس لاپرواہی یا عدم واقفیت سے افلاس اور بربادی بڑھتی اور مشکلات زیادہ ہوتی جاتی ہیں پس یاد رکھو کہ دنیا میں وہی شخص یا قوم خوشحال اور صاحب اقبال ہوتی ہے جو اپنے فرائض کو جانتی اور اُنہیں واجبی طور پر پورا کرتی ہے

سو اے فرض حکمراں ہے تو سارے جہان پر ۞ روشنی ملک کی آنکھ ہے تیرے نشان پر

تھوڑا عرصہ ہوا کہ امریکہ کے ایک مشہور پادری شیلڈن صاحب نے منجملہ اور مذہبی کتابوں کے ایک نئی طرز کی دلچسپ کتاب اس مضمون پر لکھی کہ نوکروں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے جیسا کہ گھر کے دیگر ممبروں سے ہوتا ہے جب اُسکی خبر اُسکے ایک ملازمہ کو ہوئی تو وہ اسبات پر اصرار کرنے لگی کہ اُسے سب کے ساتھ میز پر کھانا کھانے کی اجازت دیجائے۔ مسٹر شیلڈن نے کہا کہ بیشک خاوند کو اختیار ہے وہ جس قسم کی چاہے کتابیں تیار کرے مگر گھر کی میں مالک ہوں اور یہاں پر پورا میرا اختیار ہے۔ اسیطرح ہمارے بعض خود غرض یا کوتہ اندیش بھائی انڈین اور یورپین یا کالے اور گورے رنگ والے انسانوں کو یکساں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حقوق دیئے جانے کے لئے چیں بجبیں ہوتے ہوئے جامہ سے باہر نکل جاتے ہیں اور مثل اس خادمہ کے یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ حقوق طلب کرنے سے پہلے ہمیں اپنے فرائض کو پورے طور پر ادا کرنا واجب ہے۔ اگرچہ پادری صاحب کا یہ خیال بظاہر بہت میٹھا اور نہایت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے اور اس سے پہلے بھی اس قسم کی بہت سی مثالیں ہندوستان میں ملتی ہیں کہ بعض ریفارمر اور پہلے لوگوں نے نوع انسان میں باہم برادرانہ سلوک کئے جانے کے لئے اس قسم کے عملی طریق بھی جاری کئے مگر وہ آخر کار نہ چلے کیونکہ جب حقیقی بھائی باوجود بیرونی شکل و شباحت کی مشابہت اور نیز جدی ورثہ کے بھی اندرونی اختلاف علم و عقل اور چلن کے باعث مساوی عزت و تعظیم اور سلوک کئے جانے کے قابل نہیں ہوتے ہیں تو جنہیں ذہنی۔ اخلاقی وغیرہ روحانی اوصاف کے علاوہ جسمانی رنگت میں سیاہ و سفید کا عظیم اختلاف ہو وہ کیونکر مساوی حقدار ٹھہر سکتے ہیں ہاں البتہ جس طرح پر گھر کے ممبر اس گھر کو اپنا گھر سمجھ کر اسکے نفع و نقصان کا خیال رکھتے ہیں اگر وہ خادمہ بھی ایسا ہی سمجھتی تو خود بخود گھر کے ممبروں کی طرح سلوک کئے جانے کے قابل ہوتی کیونکہ جو شخص اپنے فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرتا ہے وہ جلد یا بدیر اپنے حقوق کو حاصل کر ہی لیتا ہے۔ پس ہمارے ہونہار نوجوانوں کو مانند مرادآبادی مسلمانوں کے انکے حقوق کی حفاظت میں مجلسیں قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مثل اہل اسلام بہیرہ کے انسانی حقوق کے حقدار ہونے کے لئے اپنے فرض کو ادا کرنے میں جان توڑ کر لڑنے کی حاجت ہے کیونکہ جب تک مادی ترقی نہ ہو تب تک روحانی اور اخلاقی ترقی ہو نہیں سکتی چنانچہ انگریزی میں ایک مثل ہے اچھا انسان بننے سے پہلے اچھا حیوان بننے کی ضرورت ہے جسکا مطلب یہ ہے اس سے پہلے کہ کوئی شخص اپنے آپ میں اخلاقی اور روحانی اوصاف پیدا کرے اُسے لازم ہے کہ پہلے جسمانی صحت و توانائی کو مدنظر رکھے اسلئے کہا گیا ہے کہ ایک تندرست دل صرف ایک تندرست جسم میں ہی ملسکتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۵ دل بدست آور کہ حج اکبر است ٭ از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

جسطرح کاشتکار کہیت میں اناج کا بیج بونے سے پہلے زمین کو سنوارتے اور پہر اسمیں حسب ضرورت اعلےٰ قسم کا بیج ڈالکر اسکی پرورش حفاظت اور خبرگیری میں پوری محنت و کوشش کرکے ایک عرصہ کے بعد اپنی کارگذاری کا پہل حاصل کرتے ہیں اسیطرح جو لوگ کسی امر کو ذہن نشین کرنے کے لئے باربار پڑہتے اور دہرلیتے یا ہاتہہ و پاؤں سے کچھہ کام و کاج بہی کرتے ہیں وہ کچھہ عرصہ کے بعد صرف یہ ہی نہیں کہ صاحب ہنر یا عالم بنجاتے ہیں بلکہ انمیں سے اکثر اشخاص اپنی ذاتی قابلیت یا ہمت مردانہ کی وجہ سے اپنے اُستاد سے بہی سبقت لے جاتے ہیں اور اس قسم کی بے شمار مثالیں ہماری ہی ملک میں موجود ہیں کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ جو شخص اپنے منصبی فرائض کو پورے طور پر ادائے کرتا ہے وہ جلد یا بدیر کامیاب مدعا ہو جاتا ہے اگرچہ ہندوستانی رعایا نے ابتک اپنی وفاداری - جان نثاری کے علاوہ برٹش راج کی دولت و عظمت کو بڑہانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے - کہ جسکی بدولت برطانیہ کے اہل الرائے ہندوستان کو برٹش تاج کا ایک چمکیلا جواہر جانتے اور اُن میں سے اکثر یہہ بہی مانتے ہیں کہ ہندوستان کے بغیر انگلینڈ کی ہستی سوئٹزرلینڈ سے بڑہکر دنیا میں موثر نہ ہو سکتی کیونکہ ہندوستان کی دولت نے انگلستان کو دنیا بہر میں اول درجہ کی دولتمند سلطنت بنا دیا ہے تاہم ہمکو اسپر مطمئین اور حضور ملکہ معظمہ مرحومہ کے اشتہار یکم نومبر ۱۸۵۸ء پر نازاں نہیں ہونا چاہئے بلکہ مانند مسنر شیلاڈن کے لوکل گورنمنٹوں کو ملک کی مالک و حاکم اور منتظم سمجہکر اُن کی قدم بقدم چلنا چاہئے کیونکہ گورنمنٹ عالیہ کا موجودہ سسٹم صداقت کی مضبوط بنیاد پر قائم کیا گیا ہے - ریل - تار - ہواکہانجات وغیرہ سب ہی ایک ایک صداقت کو سمجہنے اور اسکی پیروی کا نتیجہ ہیں - ایک بچے نے اپنی ماں سے پوچہا کہ چوری کرنے اور جہوٹ بولنے سے کونسا عمل بدتر ہے - ماں نے جوابدیا کہ دونوں ہی نیکی اور راستی سے دور ہیں لیکن اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جاوے تو وہ واپس دیجا سکتی ہے - اُس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اتبال اور توبہ سے معافی مل سکتی ہے مگر جھوٹ بولنے کی کسی طرح بھی تلافی نہیں ہوسکتی ہے اسلئے چوری کرنے کی نسبت جھوٹ بولنا بہت بُرا ہے الغرض جیسے راستی تمام نیکیوں کی کان ہوتی ہے ویسے دروغگوئی جملہ جرائم اور گناہوں کی اماجان کہلاتی ہے۔ دروغگو کو کبھی آرام وچین نصیب نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر وقت افشاء راز کا اندیشہ اور تردد لگا رہتا ہے اور ایسا ہی یسوع مسیح کا قول ہے کہ سچائی کو جانو سچائی تمہیں آزاد اور فارغ البال کریگی پس ہر ایک فرد بشر کو ہر قسم کی بُرائیوں سے بچنے نیک افعالی اور خوشحالی حاصل کرنے کے لیئے پورے دل سے سچائی کی قدر کرنی چاہیئے * ۵

راستی موجب رضائے خداست * کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

راستبازی اور صداقت انسان کا قیمتی وصف اور بیش بہا زیور ہے۔ اسی ناخدا کے ذریعہ انسانی زندگی کی کشتی سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچتی ہے اسی اعلےٰ وصف کی بدولت دین و دنیا کے تمام کام بآسانی انجام پاتے ہیں۔ اسکا ساتھ دینے والے کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ اگر اتفاقیہ کسی مصیبت میں پھنس جاوے تو آخر راستی ہی کی فتح ہوتی ہے۔ اسکی بے بہا برکات کے طفیل راجہ ہریشچندر اور حاتم جیسے اعلےٰ و ادنےٰ اور گمنام اشخاص نیک نام ہوتے اور اقسام کی تکالیف سے نجات پاتے رہے ہیں۔ اسلئے اس سے بڑھکر آدمی کی دانشمندی کی اور کوئی علامت نہیں ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک نیک مرد کے پاس بدکار کو ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ نیک مرد نے کہا کہ اگرچہ میں شرائط مہماں نوازی کی بجا آوری کو حاضر ہوں مگر چونکہ تیرے کریکٹر سے آگاہ نہیں ہوں اسلئے تم سے اقرار لینا چاہوں کہ جو کام تو کرنا چاہے اُسکو چھپا کر نہ کرے اور بصورت دیگر دریافت کرنے پر راست راست بیان کردیا کرے۔ بدکار نے اسوقت تو بڑی خوشی سے منظور کرلیا مگر بعد میں اسکو اسکا مزا معلوم ہوا کہ جب وہ حسب عادت کسی قسم کی بدی کیطرف اپنے آپ کو آمادہ پاتا تو اسکے اظہار کے نتائج سے خائف ہوتا ایک شب کا ذکر ہے کہ جب یہ چوری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیے جا رہا تھا تو بادشاہ وقت بھی حسب دستور خفیہ طور پر گشت کرتا ہوا ملاقی ہوا۔ شاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور اندھیری رات میں کہاں جاتا ہے؟ چونکہ بدکار نے سچ بولنے کا پرن (عہد) کیا ہوا تھا اسلئے بمجبوری کہنا پڑا کہ میں چور ہوں اور چوری کے لئے جا رہا ہوں۔ اگرچہ بادشاہ بقولیکہ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اسکی بے باکانہ کلام سے حیران تھا مگر آخر اسکو اسکی کماحقہ کیفیت دریافت کرنے کے لئے اُسکا ساتھ دینا پڑا۔ اُن دونوں نے ملکر شاہی محل میں نقب لگائی اور اپنا اپنا حصّہ لیکر الگ ہو گئے۔ صبح ہوتے ہی شاہ نے سرکاری مال و اسباب کے چوری ہوجانے کی خبر پاکر انعامی اشتہار جاری کیا تو بدکار نے حاضر آکر سارا ماجرا کہہ سنایا چونکہ بادشاہ کو اسکی راستبازی کا پورا یقین ہوگیا اسلئے اُسنے اُسکا قصور معاف کر کے اُسکو اپنا خاص مصاحب بنالیا۔ اس روایت سے نہ صرف صُحبت کے زبردست اثر کا پتہ چلتا ہے بلکہ فرمانبرداری۔ ایفاء وعدہ اور راستبازی کے نیک نتایج کا بھی پورا سراغ ملتا ہے اور ایسا ہی انگلستان کے ایک بڑے تاریخدان نیکی صاحب کا قول ہے کہ ہر کسی قوم کی کامیابی اسبات پر منحصر ہے کہ اُسکے گھروں کی حالت پاک ہو۔ تجارت میں پوری ایمانداری ہو۔ معاملات مُلکی میں دیانتداری پائی جاوے۔ مزاج سادہ ہو۔ جوانمردی اُسے صنا ایسی ہو کہ جو نہ صرف لیاقت ہی پر محدود ہو بلکہ نیک نیتی پر بھی مبنی ہو۔ اگر تم یہ جاننا چاہو کہ آیا کوئی قوم ترقی کریگی یا تنزل؟ تو یہہ دیکھو کہ معاملات ملکی میں وہاں پر کن اوصاف کی قدر ہے۔ اگر ایمانداری کی بڑی قدر ہے۔ اور وہ لوگ جو اعلےٰ عہدوں پر ممتاز ہوں۔ بلا لحاظ اپنی پارٹی کے نفع و نقصان کے اسطرح کام کریں کہ جنکا لوگ واقعی ادب کریں۔ اُن کے عقائد درست ہوں اور اُنکی ایمانداری بے شک و شبہ ہو تو جان لو کہ وُہی قوم ترقی کریگی کیونکہ سوائے اسکے اور کوئی طریقہ کسی قوم و مُلک کے نتیجہ دیکھنے کا نہیں ہے۔ چونکہ اسباب میں ایک[1] صاحب نے مختصر سا ریمارک شایع کیا ہے اسلئے میں بھی اُسکو مفید سمجھکر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

[1] بھبنک گزٹ امرتسر ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حقوق اور فرائض

کوئی ملک جو حقوق اور فرائض کو مساوی درجہ نہیں دیتا. سرسبز نہیں ہو سکتا۔ ایک امریکن. ایک انگلش۔ ایک جرمن یا ایک فرانسیسی کو خاص حقوق حاصل ہیں مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ حقوق یوں ہی یا خود بخود حاصل ہو گئے۔ حصول حقوق کے لئے فرائض کی دیوی قیمتی وجود اور بے بہا جانیں بھینٹ میں لیا کی ہے۔ کسی نیکدل امریکن۔ فرانسیسی یا انگریز واقف کار سے اُنکے بڑھے ہوئے حقوق کی نسبت دریافت کرنے پر معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ان حقوق کو کتنا مہنگا خیال کرتے ہیں جو یورپین قوموں کو دوسری اقوام میں ممتاز درجہ عطا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ایک امریکن۔ فرانسیسی یا انگریز کا حق ہے کہ وہ بہترین انتظام تعلیم سے مستفید ہو۔ اُسکے سامنے ہر ایک محکمہ اور ہر ایک صیغہ کھلا میدان ہے۔ دنیا اُسکی ارادوں کی طرح وسیع ہے اور اس وسیع دُنیا میں ہر ایک رتبہ اور ہر ایک درجہ اُسکے خیال کا معراج بن سکتا ہے اسکے لئے وہ جبریہ رکاوٹیں نہیں جو زبردست قوموں نے سقیم الحال اور محکوم قوموں کے لئے ڈال رکھی ہیں وہ ان نفرت انگیز اور مکروہ قوانین کی بداثری سے محفوظ ہے جو نقصان رسانی کے ارادوں کی بنیاد پر بعض گورنمنٹیں جاری کرتی ہیں. ایک انگلش بچہ ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی زندگی کا اعلیٰ سے اعلیٰ معراج قایم کر سکتا ہے۔ وزیر اعظم۔ وایسرائے۔ کمانڈر انچیف گورنر یا کوئی دوسرا معزز سے معزز عہدہ دار اسکے لئے بند نہیں۔ امریکن اور فرنچ بچہ گہوارے میں لیٹا ہوا اپنی پریزیڈنسی کے خوشگوار خواب دیکھہ سکتا ہے اور توتلی زبان میں اپنی آرزو ظاہر کر سکتا ہے اسکے دعویٰ آرزو یا ارادے میں کوئی قدرتی یا بناوٹی روک نہیں ہے۔ الغرض جن قوموں کو حقوق حاصل ہیں کہ اپنے ملک کے اندر گورنمنٹ کی بہترین انتظاموں۔ آسائشوں اور وسائل سے فائدہ اٹھائیں اور نو آبادیوں میں جانے کی خواہش پر اپنی گورنمنٹ سے مدد اور نو آبادیوں کی گورنمنٹوں سے رعائتیں اور سہولتیں حاصل کر سکیں وہ قومیں فرائض کی دشوار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گذر گئے اٹھوں سیڑھیاں گذر کر اس کامیابی کی چوٹی تک رسائی حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ علوم و فنون کو بڑھانے۔ سوسائٹی کو اعلیٰ حالت پر لانے اور حصول حقوق کے لئے مسلسل قربانیاں فرائض کے نام پر کی گئیں اور اسکا نتیجہ یہہ حقوق ہیں جنکو مشرقی اقوام حیرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور جو فی الحقیقت ایک یوروپین انسان کو آسمانی انسان بنا دیتی ہے*

حقوق اور فرائض کی تشبیہ مادی صورت میں مزدوری اور اُجرت سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ جب مزدوری کی جاتی ہے تو اُجرت لازمی ہے۔ فرائض کا ثمرہ حقوق ہیں۔ جب فرائض ادا کئے جاتے ہیں تو حقوق سے محروم نہیں رہ سکتے پس ہر ایک خیال اس نکتہ تک بآسانی پہونچ سکتا ہے کہ حقوق اگر پھل ہیں تو یہ پھل فرائض کے درخت سے پیدا ہوتے ہیں۔ جس ملک کے باشندے فرائض کے ناورد درخت پر چڑھ کر شاخ در شاخ پھرنے کی زحمت گوارا نہیں کر سکتے وہ اگر حقوق سے میٹھے پھل نہ پا سکیں تو بالکل معمولی بات ہے فقط

اگرچہ بعض خوردبین اصحاب دانشمندوں کی دردانگیز سپیچوں۔ معقول اپیلوں یا اس قسم کے تجویزی قصے اور بامعنی کہانیوں کو خیالی پلاؤ سے زیادہ وقعت نہیں دینگے کہ ہندوستان کے ہر حصے میں اہل ہند کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والے لائق لکچراروں کی آواز سنائی دینے پر نتیجہ معلوم ہے کہ جن سے کچھ امید کیجاتی ہے۔ انہیں نہیں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ جہاں سے شکر گذاری کی آرزو کرتے ہیں وہیں سے ناشکر پن میں جواب ملتا ہے۔ دوستی کی جگہہ دشمنی پیش آتی ہے اور جو لوگ سوسائٹی کی دائیاں ہاتھ سمجھے جاتے ہیں وہ اپنا الو سیدھا کرنے پر دائیں بائیں ہو جاتے ہیں الغرض جو لوگ خود را نصیحت دیگران را نصیحت کے مسئلہ پر عمل کرتے ہیں اُن کے کام کا انجام بخیر نہیں ہوتا ہے۔ باوصفیکہ اس سے پہلے ہر ایک چھوٹے و بڑے۔ جاہل و عالم اور طالبعلم کے پاس لئے اپنے مادی مذہب کی ہدایت کے موافق راستی۔ انصاف۔ نیکی اور پاکیزگی کے ذریعہ دنیا اور عاقبت کے آرام و آسائش حاصل کرنے کے وسائل موجود ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور خوش قسمتی سے حکام وقت کے حسن وانتظام کی بدولت گناہ اور جرائم سے بچنے۔ دیانت داری۔ پرہیزگاری اور ایمانداری کے ساتھہ فرائض منصبی انجام دینے کے لیئے قوانین۔ عدالتیں اور محافظ بھی جابجا پائے جاتے ہیں تاہم گن کر تو دیکھو کہ کتنے اصحاب ایسے نکلتے ہیں جو صدق دل سے خداوند حقیقی کو ہر جگہہ حاضر وناظر اور مجازی خدا کے قانون کو نوع انسان پر حاوی دیکھہ کر انکی نیک اور پاک ہدایات پر عمل کرتے ہیں؟ پس جب ہم اپنے یقین کردہ خدا اُسکے منظور فرمودہ سلطان اور انکے مفید عام احکام کی پرواہ نہ کرکے شتر بے مہار کی طرح من مانی چالیں چلتے ہیں اور اپنی جیون میں کوئی خصوصیت نہیں پاتے ہیں جو کسی قسم کی بہتری میں کار آمد ہو تو آئندہ نسل کے ہونہاروں پر اسوقت تک کیا اُمید ہوسکتی ہے جب تک کہ ہماری مائیں۔ بہنیں اور بیویاں ہمکو راست پر لانے کے لیئے ہماری معاون ومددگار نہ ہوں چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ انگلستان کے مشہور ناول نگار مسٹر جے۔ ڈبلیو رنالڈس کی والدہ نے چار برس کے بچے کی درخواست پر مضامین ہمکین انعام میں دیکر کہا کہ ”بیٹا تم بھی ایسا نام پیدا کرو تو عجب ہے۔ تم جس سال تم پیدا ہوئے تھے۔ دو مشہور آدمی مرے تھے۔ ایک تو لنڈن کا ایم فی تھی اٹسر کا بانی خلیب اس ٹلی۔ دوسرے فرانس کا مشہور کرٹک مسٹر الی اودبر۔ اس لیئے تمہیں ان دونوں کی کمی پوری کرنی ہوگی“

بے شک یہ بڑی خوشی منانے اور قدر کرنے کی بات ہے کہ اس علم دوست انصاف پسند اور رعایا پرور سلطنت کی مراعت خسروانہ سے انگریزی تعلیم وتہذیب اور آزادی نے ملکر اس ملک میں مسیحائی کام کیا ہے۔ مردہ ہڈیوں میں تازہ جان ڈالدی ہے۔ جو ملک تنزل اور ادبار کی دلدل میں پھنسکر برابر نیچے کی طرف اترتا چلا جاتا تھا اُسکو اس مہلک مصیبت سے رہائی دیکر ترقی کی شاہراہ پر ڈالدیا ہے۔ سنسکرت دان کہتے ہیں کہ پہلی جیسی پرجا۔ دوسری لشٹیت اور تیسری شیو شنکر کی ہوتی ہے جو بلحاظ پیدائش۔ پرورش اور موت کو موجود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو زیر و زبر کرتی رہتی ہے۔ یہہ قول صحیح ہو یا غلط مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اس
عملداری کی مردم شماری میں روز بروز بیشی ہو رہی ہے۔ وہ خاص خاص اشخاص
میں علم و عقل اور دولت ترقی کر رہی ہے گویا کہ بیس برس بعد پہلا ہندوستان
نہیں رہتا بلکہ انگریزی عدل و اقبال کے طفیل وہ مردم ہماری کایا پلٹ کر رہا
ہے۔ تاہم اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں گے تو اسکی تہ میں صرف ایک خیال ہی
کی مضبوط بنیاد پائینگے جسکو خدا نے بہت بڑی برکت دے رکھی ہے کیونکہ ہماری
جملہ قوتوں کا مخرج اور تمام اختیاری کاموں کا مصدر صرف ایک ارادہ
(خیال) ہی ہے جسکی بدولت ہم اس دنیا میں جسمانی۔ روحانی۔ علمی۔ عقلی۔
ذہنی۔ اخلاقی وغیرہ ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی اور بہبودی کی قابلیت کیلئے
کم و بیش کوشش رہتے ہیں مگر چونکہ انسان جن باتوں کا عادی ہو جاتا ہے یا
جنکو روزمرہ اپنے کام میں لاتا ہے اسکی طرف بہت کم توجہ کرتا ہے اور برخلاف
اسکے جس چیز کبھی کبھی لنگا ڈالتا ہے یا جن طاقتوں کو خاص خاص اشخاص میں
نشو و نما ہوتا ہوا دیکھتا ہے انکو رحمت ربانی۔ اقبالمندی۔ یاوری طالع
سمجھتا یا معجزہ و کرامات سے تشبیہہ دیتا ہے حالانکہ سائنس دان اسکے سخت
مخالف ہیں اور وہ خیال کو دنیا کی ہر ایک چیز پر ترجیح دیتے ہیں انکا قول ہے
کہ دنیا میں ہر ایک انسان خیال کرنے سے جو چاہے کر سکتا ہے اسکی خداداد
قوت سے مادی دنیا میں بڑے بڑے مشکل مرحلے طے کر ڈالتا ہے اور اسکی لاثانی
طاقت کے ذریعہ مخفی اسرار یا رموز غیبی سے واقف ہو کر روحانی ترقی کے
میدان میں نمایاں فتح حاصل کر لیتا ہے بشرطیکہ اس سے مسلسل استقلال
اور صدق دل کے ساتھہ مناسب طور پر کام لیا جائے چنانچہ تازہ تذکرہ ہے کہ
جب مہارانا دھولپور کا انتقال ہوا۔ مہارانا کی جدائی سے مہارانی کا دل
بیقرار ہوا۔ فوراً اسنے اپنے وزیروں و امیروں اور معتبروں کو بلا کر سب کچھ
انکے حوالے کر دیا اور خود نہایت شانتی کے ساتھہ اس کمرہ میں جہاں اسکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شوہر کی نعش پڑی تھی۔ گئی اور اُسکے بائیں طرف لیٹ کر ایک آن میں جان
دیدی اسیطرح موضع بلگا تحصیل پھلور ضلع جالندھر میں ایک عورت اپنی پتی برت
پورن کرنے کے لئے خاوند کے مرنے پر اس دنیا سے کوچ کر گئی علیٰ ہذا ایسا ہی
ایک واقعہ کلکتہ کے قریب قصبہ ڈولائی پور میں ظہور پذیر ہوا۔ ماہران علم مسمریزم
کی جو اسجا شہرت کا باعث بہی سوائے ایک خیال کی یکسوئی اور انکی
مضبوطی کے اور کوئی نہیں ہے کہتے ہیں کہ اسی زبردست طاقت کی ذریعہ
بھیشم پتا مانے اپنی موت کے وقت کو اپنی مرضی کے ماتحت کر لیا تھا اگرچہ
زمانہ حال کی سائنس مغربی ممالک کے مردم کو مادی ترقی میں معروف دیکھکر یورپ
میں اس درجہ کی روشنی نہیں ڈال سکی لیکن مشرقی دنیا کے لوگ اسی ایک
عمیل قوت کی بدولت مادی دنیا کے قوانین سے اوپر چلے جاتے تھے پس انسان
کے اندر اسوقت تک جو جو روحانی طاقتیں مخفی ہیں اُنکا پورا پورا علم کس کو
ہو سکتا ہے اور کون شخص اُن کی حد قایم کر سکتا ہے۔ ؎
گل پھینکتے ہیں اوروں کی بلکہ ثمر بھی ✤ اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی
اونچی جگہہ سے نیچے کو اُترنا آسان ہے لیکن نیچے سے اوپر چڑھنا سخت دشوار
ہے۔ اسلئے آدمی کو بلندی پر چڑھنے کے لئے سب سے اوّل مضبوط ارادہ کرنا چاہئے چنانچہ
سقراط کہتا ہے کہ ”ہماری زندگی اچھی اور پسندیدہ اسی صورت میں ہو سکتی
ہے جب ہم اسے اچھی اور نیک بنانے کی نیت کر لیں“ وجہ ظاہر ہے کہ ارادہ تخم
ہے جب تخم نہ ہو ثمر کہاں سے ہو۔ مگر فقط ارادہ سے ہی کچھہ کام نہیں نکلتا اسکے
ہمراہ علم و عقل اور استقلال وغیرہ دوسرے اوصاف موجود ہونے چاہئے جبسے
وہ اپنے کمال کو پہونچے کیونکہ یک بیک دنیا کی شطرنج کا پیادہ فرضی و وزیر نہیں
ہوتا بلکہ بہت منازل طے اور سخت مشکلات حل کرنے سے مرتبہ پاتا ہے اور
ان منزلوں کا طے کرنیوالا وسیلہ ہے پس ہر قسم کی ترقی اور کامیابی کے واسطے
سب سے اوّل والدین کا ذریعہ چاہئے کہ اُنکا اپنا چلن پسندیدہ اور ارادہ عمدہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعلیم کو ہو۔ پھر اُستاد لائق اور تجربہ کار چاہئے نزاں بعد خاندان یا قوم کا کوئی
اعلےٰ رتبہ پر ہو جو دستگیری کرے یا ہم مذہب۔ ہموطن وغیرہ کسی طرح کا مہربان
یا دوست موجود ہو کہ اس راہ پر لگا دے جو بلند مرتبہ کو جاتی ہو جیسا کہ حال میں
سوامی رام تیرتھ صاحب کی کوشش سے امریکہ کے معزز اور متمول اصحاب نے
ہندوستانی طلبا کے لئے نہ صرف وظائف مقرر کر کے صنعتی تعلیم دینا منظور
کر لیا ہے بلکہ آمد و رفت کے کرایہ میں بھی ایک خاص حد تک رعایت کر دی ہے
حکیم سب بوکریٹیس نے سنہ عیسوی سے پانچسو برس پہلے یہ نصیحت "زندگی
چند روزہ ہے۔ ہنر ہمیشہ رہیگا۔ موقعہ ہر وقت ہاتھ نہیں آتا۔ تجربہ
بے قیام اور تمیز مشکل ہے"۔ کی تھی۔ جسکی ہنوز ہر کام میں رہنمائی کی ضرورت
ہے۔ پس اب ہمارے ملکی نوجوانوں اور بہی خواہوں کو مناسب ہے کہ وہ اسموقعہ
کو غنیمت سمجھکر ہاتھ سے نہ جانے دیویں بلکہ اس سے مستفید ہوتے ہوئے اپنی
لیاقت۔ دیانت۔ ہمت۔ ہوشیاری۔ صبر اور تحمل وغیرہ ان اوصاف کو کام
میں لاویں جو مصلحت وقت کے مناسب ہوں۔ ؎

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز ؛ باشد کہ باز بنیم آں یار آشنا را

تاریخدانوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ایک زمانہ تھا جبکہ صوبہ جات
متحدہ امریکہ میں کاغذ بنانا جرم خیال کیا جاتا تھا۔ گھر میں کپڑا بننا بغاوت کا نشان
تھا۔ لوہے کی کوئی چیز حتے کہ گھوڑے کی نعل تک اس ملک میں ساختہ نہیں
ہو سکتی تھی۔ آبادی کا کثیر حصہ مانند ہندوستان کے زراعت پیشہ تھا۔ گرچہ
یہ ایک عام اصول ہے کہ جس ملک کے لوگوں کا گذارہ محض زراعت پر ہو
وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا لیکن ان لوگوں نے ہمت مرداں مدد خدا کے
مسلمہ مقولہ پر کاربند ہو کر قریباً ڈیڑھ سو سال میں وہ ترقی کر دکھائی ہے جو درحقیقت
قابل تعریف ہے چنانچہ اب یہ سب ادنےٰ درجہ کے پن سے لیکر بڑے بڑے
جہازوں تک اپنے ملک میں تیار کرتے ہیں۔ زراعت کی یہ حالت ہے کہ ایک شخص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بچار سو نوکروں کے ساتھ ایکسو مربعہ میل پر اسقدر اناج حاصل کرتا ہے جسقدر
کہ فرانس میں پانچہزار کسان پیدا کرتے ہیں۔ یہہ لوگ بڑے جفاکار اور پرہیزگار
ہیں۔ انکو اپنی کامیابی پر پورا اعتبار ہے اور دنیا کی ہر ایک ایجاد انکا حصہ ہے
غرضیکہ فی زمانہ امریکن صنعت و تجارت کے سرتاج ہیں اور سائنس کی بدولت ایسی
باتیں حاصل کر رہے ہیں جو دنیا میں انقلاب پیدا کرنیوالی ہیں۔ اس ملک میں
کوئی سٹیٹ نہیں جہاں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے کالج یا مدرسہ نہیں پس یہی
وجہ ہے کہ امریکہ آجکل بمقابلہ دیگر ممالک روئے زمین کے کلوں کی تیاری۔ ساخت
اشیاء۔ تجارتی مال اور دولت میں سبقت لیگیا ہے پس اگر ہمارے ہونہار
بھائی ملازمت۔ وکالت اور بیرسٹری پیشوں سے منہہ موڑکر مہذب ممالک کے
علوم و فنون اور رسم و رواج سے آگاہی حاصل کرینگے تو انکی آنکھیں کھل جائینگی
کہ ہم کیا چیز ہیں ہماری زندگی کا کیا مقصد ہے اور ہمارے ملک کی کیسی حالت ہے۔
ہندی کی مثل مشہور ہے کہ چور کی گھر میں۔ چوہدری کی برادری میں جوگیدار کی گاؤں
میں۔ کاروار کی علاقہ میں۔ سردار کی سپاہ اور ریاست میں۔ شہریار کی سلطنت
میں عزت و توقیر ہوتی ہے۔ مگر عالم و عاقل اور تجربہ کار کو ہر جگہہ فضیلت ملتی ہے۔
مطلب یہہ کہ جو شخص جس قسم کی اپنے آپ میں لیاقت پیدا کرتا ہے وہ اسی حال
سے دیکھا جاتا ہے اور اسی کے موافق اسکی قدر کی جاتی ہے یعنی جو لوگ صرف
اپنے ہی قوم و ملک کی زبان اور رسم و رواج سے واقف ہوتے ہیں وہ مانند
مینڈک کے ایک ہی مذہب و ملک میں عزت پاتے ہیں اور جو کہ ولایت کے علم و ہنر
اور معلومات سے ماہر ہوتے ہیں وہ انہیں بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں
اسلئے لازم ہے کہ امریکہ۔ انگلستان۔ جرمن یا جاپان وغیرہ جہاں سہولیت ہو مہذب
ممالک کے مردم سے میل جول پیدا کرنے اور دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی
غرض سے غیر ولایت کا سفر اختیار کیا جاوے سفر وسیلہ ظفر کی صداقت میں تاریخی
شہادت موجود ہے کہ جس قوم و ملک نے زراعت و تجارت۔ صنعت و حرفت وغیرہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کسی علم و ہنر میں کمال و عروج حاصل کیا ہے دوسری ولایتوں کے پیشہ وروں کی علم و عقل اور دستکاری کو دیکھہ کے۔ اسی وجہ سے یوروپ میں سفر کی عادت صدیوں سے جاری ہے اور فی زمانہ اس براعظم کے دارالخلافوں یا تجارت و معاشرت کے صدر مقاموں میں جو ہر قوم و ملک کے مردم دکھائی دیتے ہیں وہ محض سوداگر یا سرکاری ملازم نہیں ہیں اور نہ ہی نفع کی طمع یا ذاتی کام کیلئے وہاں گئے ہوئے ہیں بلکہ ان میں اکثر سیاح ہیں جو اپنی عزیز زندگی کو قومی اور ملکی مفاد کی خاطر غیر ممالک میں صرف کر رہے ہیں اور بعض نوجوان اعلےٰ علوم و فنون میں مہارت حاصل کر رہے ہیں اور بہت سے غیر زبانوں کی تحصیل اور غیر ممالک کے طریق تجارت کی تحقیقات میں مصروف ہیں اسباب میں مشہور فلسفہ دان فرانسس بیکن کا قول ہے کہ سفر بچوں کے لئے سبق اور جوانوں کے حق میں تجربہ کا باعث ہوتا ہے مگر مسافر کو اپنی طرز و وضع کو چھوڑ کر یک لخت غیر جگہہ کا رنگ و ڈھنگ اختیار نہ کرنا چاہئے بلکہ جو کچھہ سفر سے حاصل کیا ہو اُس میں سے صرف خوشنما پھول یعنی اچھی اچھی باتیں چھانٹ کر اپنے ملک کے رسم و رواج میں داخل کرنی چاہئے۔

انگلستان میں جو ترقی سائنس کے سبب ہوئی ہے اُسکی تفصیل تو اُنکی کتب میں درج ہے لیکن سائنس دانوں میں جو سب سے مشہور ڈاروِن صاحب ہوئے ہیں اونہوں نے ثابت کیا ہے کہ "دنیا میں وہی قایم رہ سکتا ہے کہ جو سب سے زیادہ لائق ہو۔ اور یہ قاعدہ کلیہ نہ صرف انسان بلکہ حیوانات و نباتات وغیرہ سے بھی متعلق ہے۔ دُنیا کی حالت کو غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہر طرف ہمیشہ سے ہر ایک چیز دوسرے کی ضد چلی آتی ہے اور یہ ضد علیحدہ علیحدہ چیزوں میں ہی نہیں پائی جاتی بلکہ ہر نوع کے مختلف اجزا میں بھی موجود ہے۔ ہمارے سامنے جو پودے نظر آتے ہیں اُن میں ہی جب تک کہ کمزوری رفتار نہیں ہوتا وہ ضد نہیں ہوتی۔ بڑے بڑے درخت جو ہم جنگل میں دیکھتے ہیں وہ بھی اپنی موجودہ حالت کو اس ضد سے بعد شکست و نابود کرنے اسی قسم کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام کمزور درختوں کے پہونچے ہیں - حیوانات میں بھی یہی قاعدہ جاری ہے
اور جو قسمیں کہ حیوانوں کی اسوقت باقی ہیں وہ بعد نیست و نابود ہونے ہر کمزور
و ضعیف قسم کے قایم ہوئی ہیں پس انسان کے لئے بھی سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں ہو سکتا
اور انسان کی مختلف قومیں اور فرقے بلکہ ہر متنفس صرف اُسی وقت تک قایم رہ سکتا ہے
جبتک کہ وہ برابر ترقی کرتا رہے اور ایسی قوموں - فرقوں یا گروہوں پر غالب
آوے کہ جو اُس سے خواہ طاقت جسمانی - دماغی یا اخلاق میں کمزور ہوں"
اسیوجہ سے یورپ میں لوگوں میں آجکل یہ خیال مضبوط ہو گیا ہے کہ کوئی شخص محض
طاقت جسمانی سے کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وہی کامیاب ہوگا جو سب سے سرعت
اور سہولیت کے ساتھ کام کرنے کی قابلیت رکھتا ہوگا پس اگر یہہ سچ ہے تو
سائنس کی ترقی قوموں کی آئندہ بہبودی میں جزو اعظم ہوگی اور دنیا میں کوئی
قوم اُسکو نظر انداز نہ کر سکے گی ۔

اسوقت تختۂ دُنیا پر دینی بہتری یا دنیوی بہبودی کے جسقدر آلات و اسباب
استعمال ہو رہے ہیں اگرچہ وہ موجودہ زمانہ کے لوگو کے علم و عمل کے نتایج سمجھے
جاتے ہیں لیکن درحقیقت ان سب کی بنیاد اُن اصحاب کے خیالات پر رکھی گئی ہے
جو ان سے پیشتر کسی وقت میں روئے زمین پر موجود تھے کیونکہ ہر ایک شخص جس
قسم کی تعلیم و تربیت والدین - متعلقین - اُستادوں - مصاحبوں - بزرگوں اور
واعظوں یا متقدمین کی کتابوں سے حاصل کرتا ہے تا مرگ اُسی کی پیروی کرتا
چلا جاتا ہے - اور اسبات کو وہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں - جو سبب اور نتیجہ
کے اٹل قوانین کو صدق دل سے مانتے ہیں وہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتے ہیں
ہر ایک موقعہ پر جو نتیجہ کسی سبب کا ہوتا ہے وہی دوسرے موقعہ پر سبب ہو جاتا
ہے کسی اور نتیجہ کا مثلاً آفتاب کی حرارت کا نتیجہ بخارات - بخارات کا نتیجہ بارش
بارش کا نتیجہ نباتات پس جسطرح نباتات جو نتیجہ ہے بارش کا وہی سبب ہو جاتا
ہے نوع انسان و حیوان کی زندگی اور پرورش کا اسیطرح سبب اور نتیجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا دائمی سلسلہ دنیا کی ہر شئے مادی و غیر مادی سے وابستہ ہے اس قانون کی بدولت ہر ایک چیز کی حالت تبدیل ہوتی اور حرکت کرتی ہے گویا کہ ایک پودے کی جو حالت آج ہے وہ نتیجہ ہے اسکی پچھلی حرکت کا اور وہی سبب ہو جاتا ہے اسکی آیندہ زندگی کا چونکہ انسانی دماغ بھی اس عالمگیر قاعدہ کی گرفت سے مستثنے نہیں ہے بلکہ اسکے اندر بھی یہہ ہی عمل برابر جاری ہے اسلئے جو خیال دماغ میں آتا ہے خواہ وہ کتنی تھوڑی دیر ہی کیوں نہ رہے اُسکا کوئی نہ کوئی سبب اور کچھہ نہ کچھہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے۔

اے طفل از عمل خود غافل مشو ٭ گندم از گندم بروید جو ز جو ٭

پس جو خیال و کلام و افعال ہم اسوقت عمل میں لا رہے ہیں جب وہ گذشتہ زمانہ کے خیالات۔ خواہشات اور ارادوں کا نقش تصور ہو سکتا تو لازم ہے کہ آنے والے زمانہ کی قسمت کا خود ہمارے ہاتھوں سے تیار کیا جاوے چنانچہ اس خیال کی تصدیق ہمارے عالی مزاج قیصر ائے کشور ہند کی اس اسپیچ سے ہوتی ہے جو آپنے بموقعہ تاجپوشی حضور ملک معظم قیصر ہند دام اقبالہ بمقام دہلی بدیں الفاظ دی تھی کہ اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو ہندوستان آیندہ زمانہ میں وہ ہندوستان نہ ہوگا جسکی زرخیزی روبتنزل ہو جس کی آیندہ اُمیدیں مفقود ہوں یا جسمیں بجا شکایت اور ناراضی کی بو پائی جائے بلکہ یہہ وہ ہندوستان ہوگا جسمیں جد و جہد کو وسعت ہوگی۔ قابلیتیں عالم خواب سے بیداری کی حالت میں ہوں گی۔ بہبودی اور مرفع الحالی روبہ ترقی ہوگی اور آسایش و دولت زیادہ پھیل جائے گی ٭

اپنے فضل کرتے نہیں لگتی بار ٭ نہ ہو اُس سے مایوس اُمیدوار

اگرچہ یہہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اچھے خیالات اچھی خواہشوں کو پیدا کرتے۔ اچھی خواہشیں اچھے اقوال و افعال کا موجب ہوتیں۔ اچھے اعمال اچھی عادتوں کا باعث بنتے۔ اچھی عادتیں اچھے کریکٹر کو پیدا کرتی اور پسندیدہ چلن والے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسانوں کی بدولت قومیں اور ملک اعلےٰ ہوتے رہتے ہیں لیکن خدانخواستہ اگر ہم اپنی تمنا پر کامیاب نہ ہوں تاہم بقول شخصے

ہارئیے نہ ہمت اور بسارئیے نہ ہری نام

اپنے خیال یعنے من کے لڈو پھیکے کیوں بناویں ہو انسان دنیا میں سوگ منانے اور ماتمی صورت بنائے رکھنے کے لیے پیدا نہیں ہوا بلکہ خوشی و خورمی کا طبعی جذبہ بھی اپنی سیری حاصل کرنے کے لئے انسانی دل میں اُمنگیں پیدا کرتا اور اپنی خوراک چاہتا ہے چنانچہ جاہل سے لیکر عالم و فاضل تک۔ وحشی سے لیکر مہذب تک۔ گدا سے تا شاہ۔ پاپی سے پاپی۔ اور دھارمک سے دھارمک بچہ جوان اور بوڑھا غرضیکہ ہر فرد بشر خواہ وہ کسی طبقے اور ملک کا کیوں نہ ہو۔ سوتے۔ جاگتے۔ چلتے پھرتے ہر حالت میں سوائے خوشی کی خواہش کے اور کچھ اسکا کام ہی نہیں ہے۔ دنیا داروں میں سب سے معزز شہنشاہ اعظم یا کسی بڑے آدمی ڈرہ سے دریافت کیجئے۔ مذاہب میں اعلےٰ ترین مرتاض اور کامل زاہد سے پوچھیے یا اُن اعلےٰ رتبہ کے لوگوں کو چھوڑ چھاڑ کر ادنےٰ سے ادنےٰ انسان سے سوال کیجئے ہر ایک تکلیفات سے رستگاری کامل آزادی اور بے روک ٹوک مسرت کی خواہش ظاہر کریگا۔ اسی خواہش نے ایک طرف دیپوڈین۔ بوناپارٹ اور نادر وغیرہ ہزاروں جنگجو اصحاب کے لباس میں بے حد و حساب خلق خدا کا خون بہایا۔ اور دوسری طرف کوہ ہمالیہ کی برف میں گلنے۔ گنگا وغیرہ متبرک تیرتھوں میں ڈوب مرنے۔ کاشی کروت لینے اور عورتوں کو خاوند کے ساتھ زندہ جل جانے کا سبق پڑھایا۔ غرضیکہ جدھر دیکھو ہر کوئی راحت کامل کے لیے کسی نہ کسی قسم کے یم و نیم یا ترک و اختیار کی اُدھیڑ بن میں لگا ہوا اُسکے دروازہ کا حلقہ بگوش ہو رہا ہے۔ ؎

ہر کرا در باغ دیدم مست بود و بے خبر ٭ زاغ مست و باغ مست و غنچہ و گلزار مست

اگرچہ اس مطلب کے پورا کرنے کے لئے نیچر کے قدرتی نظارے۔ مصنوعی عجوبے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خواہشات کی جائز حد تک سیری کے پاک سامان انسان کو پوری خوشی دینے کا
کام کرنے کے لئے دست بستہ حاضر ہیں لیکن درحقیقت اسکی غایت صرف جسمانی
سکہہ اور نفسانی خوشی نہیں بلکہ روحانی آنند ہے کیونکہ جسمانی سکھوں میں
انسان و حیوان وغیرہ سب ہی جاندار مساوی درجہ رکھتے ہیں اگر یہہ کہانے پینے
اور عیش و عشرت وغیرہ لوازمات جسمانی کی لذات کے حصول میں بے اعتدالی
کرے تو صدہا امراض و مصائب اور تکالیف میں مبتلا ہوکر اُن سے زیادہ حقیر
ہو جاوے۔ اگر نفسانی خوشیوں کے لئے دولت و عزت اور اولاد وغیرہ فانی
چیزوں میں محویت اختیار کرے تو اُنکی لازمی تبدیلی یا علیحدگی کے وقت رنج و
غم اُٹھانے کے علاوہ اپنے خالق و مالک اور حاکم حقیقی کے جاودانی رشتہ
اور فرض کو فراموش کرکے آخر یایوسی اور نا اُمیدی کی موت مرے۔ جسمانی دُنیا
میں انسان کی ضروریات کم و بیش پوری ہو سکتی ہیں مگر خواہش کبھی پوری نہیں
ہوتی بلکہ خواہشات کی سیری کے لئے ہم جسقدر زیادہ سامان اکٹھا کرتے ہیں
اُسیقدر وہ اور بھی زیادہ طاقت پکڑتی جاتی ہے ہمارے ملک کے رشیوں نے کہا ہی
کہ جسطرح آگ میں گھی ڈالنے سے وہ اور بھی زیادہ بھڑکتی ہے اُسیطرح ان بیرونی
وشیوں کے ذریعے خوشی حاصل کرنے کی کوشش سے سکہہ کی بھوکہہ اور بھی
زیادہ زوردار ہوجاتی ہے اور انسان اُس ہرن کی طرح بے فایدہ بھٹکتا پھرتا
ہے جو پیاس کے وقت پانی کی تلاش میں سراب کو دیکہہ کر اُسکی طرف دوڑتا ہے
الغرض اس قسم کی خوشیاں اطمینان پیدا کرنے نہیں ہوتی ہیں اسلئے قابل تعریف
بھی نہیں کہلا سکتی ہیں چنانچہ اسوقت دنیا میں انکی اعتدال سے بڑھی ہوئی
پیروی میں اندرونی تفکرات اور بیرونی دکھوں کا جو سیلاب موجزن ہو رہا
ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور وہ لوگ جو دُنیاوی زندگی کے گرداب میں حیوانی
جذبات یا نفسانی خواہشات کی کشتی پر سوار ہوکر چکر کاٹ رہے ہیں۔ صدق دل
سے گواہی دینے پر تیار ہیں کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں خوش نہیں ہیں اسی بنا پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک عالم کہتا ہے کہ ظالم حاکم کے زیر حکومت رہنے کی نسبت جذبات کی غلامی میں زندگی بسر کرنا نہایت خرابی اور کمبختی کا باعث ہے۔ پس ظاہر ہے کہ بہت سے مردم پر حکومت کرنے سے سچی خوشی حاصل نہیں ہوتی مگر اپنے آپ پر حکومت کرنے سے سچی بادشاہی ملسکتی ہے علے ہذا ملکوں کا فتح کرنا سچی فتوحات نہیں کہلاتا مگر خواہشات کو دمن (ضبط) کرنا حقیقی راحت پیدا کرتا ہے۔ دیکھو نپولین جیسا رتبہ کس نے حاصل کیا اُس جیسا جنرل کون ہوا اور اس جیسی فتوحات کس نے حاصل کیں؟ مگر گیا وہ اسی رتبہ سے قید ہو کر جلا وطن نہ کیا گیا۔ اور سینٹ ہلینا میں ادنیٰ انسان کی مانند اپنی زندگی نہ گذار گیا۔ میاں نظیر اکبرآبادی کی قوم اس حرص ہوا کے بچوں کو جو کبھی لمبی لگتی ہیں ٭ وہ چنتا ہار کے لوبھ بہر نت خواہشوں میں جو ہاتھ پسار لالچ کردہ مانگا کو ٹکے رہتے ہیں ٭ اور ماتھہ جنہوں نے کھینچ لیا وہ پاؤں پسار کے سوتے ہیں

انسان کی روحانی حالت بالکل اسکے برعکس ہے کیونکہ جس طرح خواہشوں کی سیری کے لئے دنیا میں اونچی سے اونچی منزل و مرتبہ پر پہنچکر بھی دل سے ہر کوئی دکھی نظر آتا ہے اسیطرح انکی ضبطی (صبر و شکر) میں وہ سکھ ملتا ہے کہ جسکے لئے بڑے بڑے لالہ۔ بابو۔ راجہ اور مہاراجہ بھی رشک کھاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ پراچین اتہاسوں کے علاوہ موجودہ وقت میں بھی جابجا اسکی نظیریں ملسکتی ہیں تاہم سنسار ساگر میں عزیز لوگوں پیاری چیزوں اور انکے مفروضہ سکھوں میں اگر ترپتی (سیری) پاتے تو مہاراج گوپی چند۔ بھرتھری اور سدھارتھہ (بدھ) جیسے عالم و فاضل اور کامل اصحاب مطلق العنان حکومت سے دست بردار نہ ہوتے۔ مہاتما بھرتھری ہری جی کہتے ہیں کہ زندگی مثل حباب ہے۔ حسن شباب نقش برآب ہے۔ عمر بہتے دریا کی طرح تیز رواں ہے۔ دولت حشمت سریع الزوال ہے۔ لذات محسوسات برسات کے بادلوں میں چمکنے والی بجلی کی مانند ناپائیدار ہیں۔ آتش انقلاب سے بڑے بڑے پہاڑ جلکر خاکستر ہوتے۔ بر اعظم خشک اور سرسبز اور شاداب زمینیں آنکھوں کے سامنے غرق آب دکھائی دیتی ہیں غرضکہ جب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا کے ساز و سامان. کھیل تماشے اور وجود ایک وقت ہم سے علیحدہ ہونیوالے ہیں یا ہم یہاں کی سب چیزوں کے ساتھہ عارضی تعلق رکھتے ہیں تو غرور کسکا اور بھروسا کس پر ہے

اے زاغ دریں باغ تماشا چہ میکنی ؛ دُنیا سرائے فانی ست غوغا چہ میکنی

لیکن درحقیقت روحانی آنند فقط ترک تعلقات سے نہیں بلکہ خودی کے تیاگ (قربانی) اور آتما و پرم آتما کے ملاپ (وصل) کے بغیر کسیکو حاصل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ خودی جیسے شاہ کو امن وچین سے سونے نہیں دیتی ہے ویسے گدا کے لئے دُکھدائی ہوتی ہے۔ خودی نے نہ صرف راون اور فرعون جیسے طاقتوروں کا خانہ خراب کیا بلکہ جہاں اسنے پاؤں جمایا اسکو خاک سیاہ کر دکھایا چنانچہ ہند کا مشہور میوہ پھوٹ اسکے بائیں ہاتھہ (خود غرضی) کا کرتوت ہے۔ کہتے ہیں کہ تین ہندوستانی تلاش معاش کے لئے سفر کر رہے تھے کہ ایک جگہہ اتفاق سے دفینہ ملا اور ہر ایک نے حسب رواج مُلک اپنے دل میں یہہ ہی چاہا کہ جسطرح ہو سکے مال موجودہ مجھکو ملے۔ آخر ہوتے ہواتے یہہ بات قرار پائی کہ ایک شخص بستی سے کھانا لاوے۔ دوسرا دولت کے اُٹھانے کے لئے باربرداری بہم پہونچاوے اور تیسرا اسکی حفاظت کرے۔ ایسے وقت میں شیخ چلی کی طرح جو جو خیال ایک دوسرے کے دل میں پیدا ہوتے تھے اُن کے دُہرانے کی اس جگہہ ضرورت نہیں تاہم نتیجہ ظاہر ہے کہ پہلے نے کھانے میں زہر ملایا دوسرا بجائے باربرداری کے زہرآلودہ شراب لایا۔ شراب کا نام سُنتے ہی دونوں کے مُنہہ میں پانی بھر آیا اسلئے پہلے اسکا دور جاری ہوا جب وہ بیہوش ہو گئے تو تیسرے نے دلجمعی سے کھانا کھایا۔ بس پھر کیا تھا سب کے سب مردہ ہو اس دفینہ کے ہمراہ دفن ہو گئے پس ہر قسم کی خواہشیں اور خرابیئں صرف ایک خودی سے پیدا ہوتی ہیں جہاں خودی نہیں رہتی وہاں سب حالتیں یکساں ہو جاتی ہیں اور ایسا ہی ایک خدا پرست کا قول ہے کہ سچا عابد وہی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو دنیا میں رہکر اُسکی گرویدگی سے بچے۔ ۵
بجز ہستی کے لیئے کچھ نہ سکنا نے رکیا + آپکے روز جہا کس لیئے وارا مارا

خواہ ہم بہت سی دولت جمع کریں اپنے عیش و عشرت اور خوشی کے سامان بنائیں یا اپنی بزرگی اور بڑائی کو چاروں طرف پھیلائیں مگر جب ہمیں سیری نہیں پاتے ہیں تو سمجھنے کی بات ہے کہ روح کی سیری جسمانی اور نفسانی دنیا میں نہیں بلکہ اسکی حقیقی زندگی اور سچی خوشی پرم آتما میں ہے۔ جبتک انسان محاورہ قفس (نفس) کی قید سے رہائی حاصل کرکے رضاء ربانی کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں بنا لیتا ہے تب تک شانتی اور بے قراری کے عذاب سے نجات نہیں پاتا ہے چنانچہ مسیح کا قول ہے کہ مبارک ہیں وہ لوگ جنکے دل پوتر ہیں کیونکہ صرف ایسے ہی لوگ خدا کو دیکھینگے اور ایسا ہی ایک اوپنشد کار کا وچن ہے کہ تمام انت پدارتھوں میں جو نت (ہمیشہ) ہے۔ تمام چیتن سرشٹی میں جو اعلےٰ شکتی (طاقت) ہے جو لوگ اسکا اپنے اندر درشن کرتے ہیں انہیں کو شانتی ملسکتی ہے یعنی جو شخص اس بے چون و بے نمون خالق کائنات کے نیم انوسار چلتا۔ اُسکے گنوں (اوصاف) کو اپنے اندر داخل کرتا اور اپنے غور و فکر کی نگاہ سے تمام برہمانڈ کے اندر اور باہر سب جگہہ اُنہیں کا ظہور دیکھتا ہے وہی دنیاوی دُکھوں سے بری حاصل کرکے شانتی پاتا اور اُسکی ذات بابرکات سے تعلق اللہ جو کچھ لابھ ہو سکتا ہے۔
۔ بسکو درشن ات ہے آسکو درشن ات + جسکو درشن ات نہیں اسکو ات نہ اُت

چنانچہ جب مہاتما بدھ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ سنسار میں جنم۔ مرن۔ بیماری اور بڑھاپے کا دکھ کیوں ہے ہے اور اس سے رہائی پانے کے لیے کوئی ایسا چٹان ہے کہ جس جہان پر بشرط پابندی قواعد ہر ایک انسان کھڑا ہو سکے تو انہوں نے اپنے ارادے ہی کی زبردست قوت سے خواہشات نفسانی اور جذبات فطرتی کو پرے پھینک کر قوانین قدرت (علت معلول) کا سہارا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیتے ہوئے شانتی کی مضبوط چٹان پر زبان بدکو پالیا سچ ہے۔

جن ڈھونڈا تن پایا گہرے پانی بیٹھ

بدھ کا دھرم کیا تھا اور وہ اسکا کیونکر پرچار کرتے تھے پہلے سوال کا جواب دو الفاظ میں مختصراً راستی اور میانہ روی ہے۔ بدھ دیو راستی کی انہیں الفاظ میں یوں تعریف کرتے ہیں کہ راستی اعلےٰ ہے۔ راستی میٹھی چیز ہے اور راستی سب کو برائی سے بچا سکتی ہے۔ سوائے راستی کے اور کوئی اس دنیا میں نجات دہندہ نہیں۔ اوہ! یہہ کیسی خودی سے خالی اور حقیقت تک رسائی کے راہ نما زبردست الفاظ ہیں کہ جو مہاتما بدھ کی خود انکاری اور راستی کے حقیقی پیار اور انکے یقین کردہ دھرم کی تصویر دکھلانے کے لئے کافی پائے جاتے ہیں لیکن کیوں؟ صرف اسوجہ سے کہ جس دل سے یہہ پیدا ہوئے تھے وہ دن رات کی کوشش کشمکش اور روحانی رٹن (مشق) کے سبب پرم آتما کی نورانی برکتوں سے منور ہو چکا تھا پس اگر کچھ کمی اور دیری ہے تو ہماری جانب سے ہی ہے ایشور تو ہر حال میں ہر ایک کے مددگار اور سہائی ہیں ؎

تیری وسعت کو بھلا ارض و سما کیا پاویں ✽ میرے ہی دل میں گئے تم ہو سما آپ سے آپ

گیتا میں کرشن جی ارجن کو اپدیش کرتے ہیں کہ اہنکار (خودی) سے راگ (الفت) اور دویش (نفرت) دو ٹھگ پیدا ہوتے ہیں جو انسان کو منزل مقصود پر پہونچنے نہیں دیتے۔ فی الواقعہ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ نہ صرف پہلے بلکہ اسوقت بھی ملکی و مذہبی دنیا میں جو اشانتی (بےچینی) آزاردہی اور خونریزی کا طوفان برپا ہو رہا ہے اسکا سبب سوائے ان دونوں کی کشمکش کے اور کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کی روحانی صحت خراب ہو جاتی ہے یعنی جو لوگ سچائی۔ انصاف نیکی اور پاکیزگی کے مقابلے میں مال و دولت اور نام آوری وغیرہ دنیاوی چیزوں کی ساتھہ زیادہ پیار رکھتے اور خواہ مخواہ مخالف خیال قوم یا ملک کے مردم سے عداوت اور کینہ رکھتے ہیں وہ نہ صرف خود ہمیشہ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کام میں نوع بنوع کی ناجائز کارروائیاں کرتے بلکہ اپنے ماتحتوں۔ افسروں اور
تعلق میں آنے والے دیگر لوگوں کو بھی اپنے اپنے فرائض ادا کرنے سے باز رکھنے
کے باعث نہایت ہی خوفناک اور ضرر رساں درندوں سے بدتر ہو جاتے ہیں
اسلئے خود نمائی یا اپنے آپ سے پیار اور بہر صورت اپنا ہی بھلا چاہنا قریباً کل پاپوں
کا مول ہے۔ اگر انسان اسکے تنگ و تاریک دائرہ سے نکلکر سرب ہتکاری یا
کم از کم ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں * دوسروں سے اگر بھلائی نہیں
کر سکتا تو برائی بھی نہ کرے اور نہ جانداروں کو اذیت پہونچانے کا باعث ہووے
تو اسطرح پر اگر غیر کے لئے نہیں تو اپنے لئے ہی مفید بن سکتا ہے مگر خودی کی
قید میں رہکر کسی کا بے غرضانہ بھلا کرنا اور خداداد طاقتوں سے کسی جاندار کو
فیض پہنچانا تو ایک طرف رہا۔ خود اپنا ہی روحانی بھلا کرنا ناممکن ہے۔ اسلئے
خودی کے ترک کرنیسے انسان نہ صرف بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے بلکہ
صدہا خوبیوں کا دروازہ اُسکے لئے کھل جاتا ہے اور اس حالت میں وہ ہر قسم کی
بھلائی اور بُرائی کو اپنے آپسے منسوب نہیں کرتا ہے بلکہ اسی مشہور و معروف
اور لاثانی محبوب (قادر مطلق) کی طرف سے سمجھتا ہے کہ جسکے وصل سے وہ بہرہ ور
ہوتا ہے۔ بھگت کبیر جی کہتے ہیں ؎

ناہم کیا نہ کریں گے ناکر سکے سر یہ *. کیا جانوں کچھ ہر کیا بھیا کبیر کبیر

ممکن ہے کہ کوئی صاحب اسبات کا اعتراض کریں کہ دنیا کو دین سے کیا تعلق
یا دنیوی بہبودی میں دینی امور کا تذکرہ کیسا ہے ہمارے ملک کے مذہبی پیشوا مانند
مولویوں۔ برہمنوں۔ سادھو اور فقیروں کے ملکی معاملات سے کوسوں بھاگتے
رہے چنانچہ نقل ہے کہ اسلامیہ عملداری میں ایک مولوی صاحب بادشاہ کے
وزیر ہوئے اور اس خیال سے کہ اب سوائے اہل سُنت کے اور کوئی حکمران نہیں
ہے۔ فوج کو یک قلم موقوف کر دیا۔ جب غنیم جنگ کو آیا۔ مولوی نے پیشقدمی
کرنیکے پوچھا کہ مسلمان بادشاہ کو اسلامی شاہ پر کس آئین سے جنگ جہاد روا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حریف نے اُسکو مفقود الحواس سمجھکر چھوڑ دیا مگر ملک پر بے تکلف قبضہ کرلیا۔
مولوی نے واپس ہوکر عرض کیا کہ بادشاہ سلامت اس انقلاب سے رنج و غم اور
فکر کرنے کا کوئی موقعہ نہیں کہ آپ کا ملک گیا اور اسکا ایمان گیا۔ الغرض دنیادار
لوگ اگر دینی ہدایات پر چلنا اختیار کریں تو دنیا کا کوئی کاروبار بھی نہ چل سکے۔
یورپ والے جو فی زمانہ دنیا میں علم و عقل اور ہنرمندی کے سرتاج سمجھے جاتے
ہیں اُن میں یہہ خیال روز بروز ترقی پر ہے کہ دینی امور کو دنیاوی معاملات
سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہہ دونوں مختلف چیزیں ہیں جو کبھی ایک جگہہ جمع
نہیں ہوسکتیں ہیں لہذا اظاہر کرنا ضرور ہوا کہ تقدیر و توکل کے ناواجب بھروسے نے
جہاں ایک طرف دنیاوی آسائش میں کاہلی سے کام لیا ہے وہاں دوسری جانب
دینی مسائل میں جاہلی (نسچا) کو دہرم ایمان کا جزو اعظم قرار دیا ہے۔ چونکہ جہالت
و غفلت کسی علم و ہنر کی ترقی کی سیڑھی نہیں بلکہ ہر شخص و قوم۔ ملک و مذہب کے
گراوٹ کا سب سے بڑا سبب ہے اسلئے ہر کام میں خواہ وہ دین سے تعلق رکھتا ہو
یا دنیا سے کوشش شرط ہے چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب میں غفلت کی
نیند میں پڑا سوتا تھا تو خواب میں دیکھتا تھا کہ یہہ زندگی بڑے ہی عیش و آرام کی
زندگی ہے مگر جب جاگا تو معلوم ہوا کہ یہہ ڈیوٹی ہی ڈیوٹی (فرض) ہے سستی
میں رہکر سارے دن اور راتیں سوکر گذار دینا زندگی نہیں مگر پورے جوش اور
اتساہ کے ساتھ اپنے فرائض کو پورا کرنا ہی زندگی ہے۔ اسلئے انسانی بہبودی
کے لئے صرف خیال کرنا۔ سوچنا۔ جاننا اور یقین رکھنا کافی نہیں بلکہ کر دکھلانا
سب سے ضروری ہے۔ ماسوائے اسکے جبتک کوئی شخص خالق و مخلوق خدا و
انسان۔ آتما و پرم آتما کے گہرے تعلق کو پورے طور پر نہیں سمجھ لیتا ہے تب تک
کسی قسم کی بہتری یا کسی حالت میں مستقل ترقی کرنے کے قابل نہیں ہوتا ہے سچی ترقی
کیا ہے ہے حقیقی ترقی نیکی اور سچائی میں ترقی کرنا ہے اور یہہ ہی ترقی واقعی اور مستقل
ترقی ہوتی ہے اور اس سودمند ترقی کے لئے ایک ایسی محرک قوت کی ضرورت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو نہ صرف مستقل ہو بلکہ نہایت طاقتور بھی ہو اس امر کا معلوم کرنا واجب اور ضروری ہے کہ وہ کونسی طاقت ہے جو انسان کو بے فکری اور لاپرواہی کی حالت سے نکالے اور ترقی کے زینہ پر چڑھنے میں اسکی معاون و مددگار ہو سکے ہے تاریخ عالم پر غور و فکر کرنے اور قوموں کے کمال و زوال پر نظر ڈالنے سے یہہ امر صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ ترقی کے لئے سب سے بڑہکر محرک طاقت خدا سے موافقت پیدا کرنے کی خواہش ہے اسلئے جسقدر ہم ہر ایک امر میں اپنے خالق کی حقیقی ذات و صفات اور اُسکی مرضی کو دریافت کرتے یا اُسکی قدوسیت صداقت ۔ حکمت ۔ اور محبت کی معرفت پاتے ہیں ۔ اسیقدر ہم الٰہی اوصاف کو اپنے مزاج اور چلن میں داخل کرکے حقیقی ترقی کے زینہ پر چڑہتے چلے جاتے ہیں پس اسصورت میں خالق کے احکام پر چلنا اور اسکی مخلوق کے ساتھہ پریم بھاؤ کے ساتھہ خوش گذرانی کرنا سب سے اعلےٰ اصول ہے اور یہہ ہی حقیقی ترقی کا موجب ہے ؎

نہ میگویم کہ از دنیا جدا باش ٭ بہر کارے کہ باشی با خدا باش

چنانچہ اسکی صداقت میں پیشوائے تہذیب ہند ۔ بانی برامھ سماج

راجہ رام موہن رائے

کی سند موجود ہے کہ انسان کی زندگی ایک ہے ۔ متعدد نہیں ہیں اور بلا شبہہ یہہ زندگی دین سے شروع ہوتی ہے ۔ اُسکی مذہبی زندگی کا نتیجہ سوشیل زندگی ہے اور سوشیل سے اُسکی پولٹیکل زندگی بنتی ہے پس سب سے ضروری اور مقدم انسان کے دینی اصول ہیں اور جن اشخاص نے یہہ اصول صحیح طور پر معلوم کر لئے ہیں وہ انسانی زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی ضرور دخل دیتے اور ہمیشہ دیتے چلے آئے ہیں ۔ بغیر اسکے کوئی حقیقی صلاح ممکن نہیں ہے تاریخ سے کہیں اسبات کا ثبوت نہیں ملتا کہ جزوی اصلاح کرنے والوں نے کبھی قوم کو گری ہوئی حالت سے اُٹھانے میں مدد دی ہو ۔ اُنکی کوششوں کا نتیجہ ہمیشہ یہی ظاہر ہوا ہے کہ اُنہوں نے ایک بُرائی سے نکالکر دوسری برائی میں لوگوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈالدیا ہے۔ برخلاف اسکے جو طرفہ اصلاح کرنے والے ہی وہ لوگ گذرے ہیں
جنہوں نے دُنیا کو تہذیب کے اس درجہ تک پہونچایا ہے اور محض ایسے ہی لوگ
اسکو آئندہ بھی ترقی دے سکتے ہیں۔ اگر ہم خود اپنے ملک کی پچھلی تاریخ پر نظر ڈالیں تو
ہم کیا دیکھینگے ؟ جن لوگوں نے ہمیں مذہبی ہدایت کی ہے۔ وہی سوشیل اور
پولیٹکل معاملات میں بھی ہمارے رہنما رہے ہیں۔ مہرشی لوگوں نے جس طرح
برہم گیان اور دہرم تتو (خلاصہ) کے بارہ میں عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں اسیطرح
پولیٹیکل کتابوں کے بنانے میں بھی انہوں نے کوتاہی نہیں کی۔ وہ لوگ جنوں
میں بیٹھکر صرف برہم گیان کا بچار اور ایشور کی پوجا ہی نہیں کرتے تھے بلکہ انمیں
اکثر اعلے رشی لوگ گرہستی تھے۔ ملکی اور قومی معاملات میں بہت کچھہ لکھتے
پڑھتے رہتے تھے۔ ساری سمرتی شاستر اسبات کا ثبوت موجود ہیں۔ انہی شاستروں
سے یہہ بات بھی صاف عیاں ہے کہ سب راجہ لوگ، ان بزرگوں سے انتظام ملک
میں صلاح لیا کرتے تھے اور اگر اپنے ملک سے باہر نظر کریں تب بھی ہم کیا دیکھتے ہیں ؟
عرب کے بڑے ریفارمر نے جہال عرب کے دین کے ساتھہ ساتھہ سوشیل اور پولیٹکل اصلاح
بھی کی تھی تب ہی وہ قوم دُنیا کے بڑے حصّے کی فاتح بنی۔ انگلینڈ میں پیوری ٹن
لوگ سخت مذہبی بندے تھے جنہوں نے بادشاہ کی طاقت کو گھٹا کر رعایا کی طاقت
بڑھائی۔ ممالک متحدہ امریکہ کی تہذیب اور ترقی کی بنیاد بھی انہی لوگوں کے ہاتھہ سے
پڑی۔ پھر یہہ اسی صدیکی باتیں ہیں کہ جوزف میزینی نے جو ایسا خدا پرست شخص تھا کہ
ہر ایک کام دعا کے ساتھہ آغاز کرتا تھا۔ اٹلی کی آزادی اور ترقی کی بنیاد رکھی اور
امریکہ میں تھیوڈور پارکر نے مذہبی اصلاح کے ساتھہ ساتھہ بہت کچھہ سوشیل اور پولیٹکل
روشنی پھیلائی ہے "

مصنف سوانح عمری مہاتما موصوف تحریر کرتے ہیں کہ راجہ صاحب بھی ایسے ہی
لوگوں میں سے تھے۔ اگر انہوں نے مذہبی اصلاح کے ساتھہ ساتھہ اپنے ملک کی
سوشیل اور پولیٹکل اصلاح کے لئے بھی کوشش کی تو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمیں اسکو کوئی نئی بات خیال نہیں کرنا چاہئے بلکہ سمجھنا چاہئے کہ جب تک ہم انسانی زندگی کے ہر ایک پہلو کو ایک ساتھ ترقی نہیں دینگے۔ ہم اسکے کسی پہلو کو ترقی نہیں دیسکتے۔ اور جو لوگ کسی ایک ہی پہلو کو لیکر کوشش کر رہے ہیں انکی محنت غلطی سے ہے یا خود غرضی سے اور دونوں صورتوں میں نتیجہ سوائے ناکامی کے اور کچھہ حاصل نہ ہوگا۔

لیجئے چلتے چلتے خاتمہ پر محبِ وطن عزیز عالم کی تسکین دلانیوالی نظم بھی سنتے جائیے

عبث ہی ہیچ ہے دنیا کی راحت پر فدا ہونا
جب آخر کو مقدر میں ہے ان سب سے جدا ہونا

حباب آسا نظر کر اپنے گرد و فر حشم پر تو
ابھرنے والوں کا انجام ہوتا ہے فنا ہونا

برائی کر برا انجام بھلائی کر بھلا کہلائے
ہیں دونوں تیرے قابو میں برا ہونا بھلا ہونا

امیری و فقیری دو لباسِ دنیوی دیکھو
یہہ پیوند نفس کے ہیں شاہ ہونا یا گدا ہونا

بشر کا فرض ہے صبر و تحمل حوصلہ کرنا
کہ دنیا میں سدا آفات سے ہے سامنا ہونا

سمجھا ہے دانہ حرص و ہوا کچھہ دیکھہ لے غافل
کہ دامِ خواہشِ عالم سے مشکل ہے رہا ہونا

اصولِ زندگی اپنا بنا گر آدمی ہے تو
کسی کے درد کا ہمدرد ہونا آشنا ہونا

حلیمی انکساری گوشۂ تنہائی میں سے لے
تجھے منظور ہے گر ہمسر نام ہما ہونا

تو استقلال کی اک راہ لے در در بھٹکنے سے
نہیں حاصل تجھے کچھہ صورتِ قبلہ نما ہونا

خیالاتِ من و مائی تکبر کرنیوالے ہیں
ذلیل و خوار کرتا ہے بشر کو خود نما ہونا

عزیز خاطر اہلِ جہاں ہو خاکساری سے
بڑا اکسیر عمل محبت ہے اہلِ وفا ہونا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

التماس

اس میں دو دفعہ ہیں

اوّل

برباد نہ جائے گی یہ فریاد ہماری ÷ کوئی تو سُنیگا دل ناشاد ہماری

صاحبان علم و عقل اور بزرگان قوم و مُلک کے روبرو ایسی چند اوراق کا ٹوٹی پھوٹی تحریر میں پیش کرنا شیوہ ادب سے دُور ہے کہ آپ جیسے خیر خواہان جہاں کی کوشش و ہمت اور حب الوطنی سے نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ قریباً مشرقی دُنیا کے ہر ایک حصّے میں جسمانی و اخلاقی اور روحانی یا مارل سوشیل ریفارم کے باب میں تعلیم و تربیت اور ترقی کی سبیل جاری کی جا رہی ہے تاہم ہنوز دِلّی دور است کا معاملہ ہے کہ قوم و ملک کا بہت بڑا گروہ قسمت آزمائی کی تنگ و تاریک غار میں گرا ہوا پڑا ہے اور وہ صدق دل سے یقین کئے ہوئے ہے کہ رشی و منی جوگی و بھگت ۔ بنی و ولی ۔ دانشمند اور نیک خصال لوگ زمانہ سابق میں ہو چکے ۔ اُنکا ثانی اسوقت دنیا میں موجود نہیں اور نہ آئندہ ہوگا کیونکہ اب دن بدن گھٹنی کا زمانہ چلا آرہا ہے ۔ شبنم کی مقدار بارش ہوتی ہے دس بارہ برس کی چھوکریاں بچے جنتی ہیں ۔ والدین کی موجودگی میں اولاد مرجاتی ہے اور بجائے لاکھوں یا ہزاروں سال کی آیو (عمر) کے نیم صدی بھی پوری ہونے نہیں پاتی کہ ہم یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں موجودہ بزرگوں کی سی طاقت و لیاقت خوردوں میں نہیں ہے اور نہ کوئی شخص اس لائق ہے کہ جو پراچین پستکوں اور گرنتھوں کے منتویہ (منشاء) کو بخوبی طور پر خود سمجھے یا غیروں کو سمجھا سکے ۔ مگر برخلاف اسکے مہذب ممالک کے عالم تازہ تحقیقات کے ذریعہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ جس طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان پیدائش کے وقت جاہل ہوتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا کاروبار کر کے تجربہ کار ہوجاتا ہے اُسی طرح بنی آدم کی پیدائش کا زمانہ جہالت و بے علمی اور ناتجربہ کاری کا زمانہ تھا جیوں جیوں عرصہ گذرتا گیا۔ زمانہ میں علم و ہنر اور تجربہ ترقی کرتا گیا غرضیکہ جیسے ویدوں سے امرود زتجربہ کو بڑھاتا ہے ویسے گذشتہ زمانہ سے حال کو شرف ہے۔ آئندہ بھی بلحاظ عقل و علم۔ تاریخ اور تجربہ کے اس سے بہتری حاصل ہوگی۔

حقیقت یہہ ہے کہ جس شخص کو جس شئے کی بدولت کسی قسم کا نفع ہوتا ہے اُسکو اُسکے عیب نظر نہیں آتے ہیں اور جن کے حق میں برعکس واقع ہوتا ہے اُنکو اُس کے ہنر بھی شر و فساد آمیز محسوس ہوتے ہیں چنانچہ مثل مشہور ہے کہ آگ کا جلا ٹنا نے دکیم شب تاب) سے ڈرتا ہے۔ اسلئے جو لوگ کسی وقت میں علم عقل۔ دولت و طاقت رکھتے تھے۔ اب جاہل و مفلس اور محکوم ہوگئے ہیں وہ اسوقت کی شکایت کرتے ہیں کہ کل یگ کا زمانہ کمینہ پرور ہے اور جنکو ہر کام میں فضیلت اور ہر قسم کی عزت نصیب ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ پچھلے زمانہ کے لوگ محض نالائق و بیوقوف تھے۔ یہہ وقت روشنی کا ہے کہ ہر شخص اپنے باپ و دادا سے جملہ اوصاف میں ترقی کر رہا ہے ورنہ زمانہ بذاتہ کوئی چیز نہیں اور نہ کچھہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے بلکہ وہ جسمانی روحانی۔ تاریخی واقعات اور غیر معمولی آدمیوں کی زندگی کے حالات کا بطور میل تھروں کے ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ اور اسکے اندر انسانی جماعت کی جہالت یا قابلیت کے ایسے اسباب جمع ہوتے رہتے ہیں جو چپکے چپکے اور اندر ہی اندر ایسی تبدیلیاں کیا کرتے ہیں جو بظاہر تو کم دکھائی دیتی ہیں مگر اونکا ایک مناسب وقت مقرر ہوتا ہے کہ جنمیں وہ خود بخود نمایاں ہوجاتی ہیں اور اُسکی شہادت کے لیے کسی شخص۔ قوم یا ملک کی نظیر پیش کرنے کی چنداں حاجت نہیں بلکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر شخص جو تاریخ عالم کو دیکھتا۔ اپنے غور و فکر سے کام لیتا اور اپنے افعال کی
آپ پڑتال کرتا ہے۔ گواہ ہے چنانچہ ایک ہندو محقق و مصنف تحریر کرتے ہیں۔
شاستر اور روزمرہ کا تجربہ دونوں شاہد ہیں کہ بُرے کاموں کو نہ چھوڑنا اور
انکی بُرائی سے چشم پوشی کرنا ہی کلجگ ہے۔ جب ان بُرے کاموں کے
چھوڑ دینے کی خواہش دل میں ہوتی ہے تو اسوقت دواپر ہو جاتا ہے۔
جب اس خواہش کے موافق چلنے کی کوشش ہوتی ہے تو تریتا ہو جاتا ہے اور
جب بُرے کاموں کو چھوڑ دیا تو ست جگ ہو گیا۔ اب بھی ست پرشوں کیلئے
جو ست اور دھرم پر چلتے ہیں ست جگ ہی ہے۔ اسلئے جو لوگ پچھلے وقتوں کی
تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے یا آئندہ کے خیالی تصورات
میں محو ہو کر موہوم اُمیدوں کے پلاؤ پکاتے رہتے ہیں اور موجودہ وقت کے
دھرم آتماؤں۔ ریفارمروں اور ہنرمندوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے
دیکھتے ہیں وہ سراسر غلطی کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں اور ایسا ہی کارلائل
صاحب کا قول ہے کہ "ہماری زندگی کا بڑا مدعا یہ نہیں کہ ہم دور کی دھندلی
چیزوں کو دیکھنے کی کوشش کریں بلکہ انکو دیکھیں جو ہمارے پاس موجود ہیں"
موجودہ زمانہ مخصوص طور پر کوئی مستثنےٰ زمانہ نہیں ہے اور نہ ہی پرم پتا پرم
ایشور کے نیموں (قوانین) میں اسوقت تک خصوصیت کے ساتھ کوئی تبدیلی
عمل میں..... آئی ہے۔ کہ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ زمین۔ موسموں کا تغیر و تبدل
پیدائش اور موت کے قواعد جو پہلے تھے وہ اب بھی مروج ہیں اور جیسے حس و حواس
اور اعضا متقدمین کے تھے۔ متاخرین کے پائے جاتے ہیں چنانچہ حکیم وہی ہیں
جو کسی قسم کی کل بناتے نو ایجاد کرتے اور کم قیمت چیزوں سے سونا و چاندی
وغیرہ بیش قیمت جواہرات پیدا کر رہے ہیں۔ سبب وہ ہیں جو علم سائنس میں ہر روز
نئے تجربے کر کے ادنیٰ کو اعلیٰ مرتبہ پر پہونچاتے اور مردہ کو زندہ کر دکھلاتے ہیں۔
عالم وہ ہیں جو اجرام فلکی اور اجسام ارضی کی تحقیقات میں شب و روز مصروف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہکر مریخ (منگل) کی آبادی سے سلسلہ گفتگو جاری کرنیکی فکر میں ہیں۔ عاقل وہ
ہیں جو بذات خاص۔ خاندان۔ قوم یا ملک کے لئے نہیں بلکہ نوع انسان کے
علاوہ جملہ جانداروں کی بھلائی اور بہبودی میں تن۔ من اور دھن کو بے دریغ
صرف کر رہے ہیں۔ دلاور اور بہادر وہ ہیں جو عزت و آسائش اور آتمک
آزادی کی خاطر جسم و جان کو قربان کرتے اور ہر میدان میں فتح پاتے ہیں۔
صاحب عزم و داد گستر بادشاہوں سے بھی دنیا خالی نہیں ہے۔ چور۔ گٹھ کٹ
ساہوکار و دغا باز۔ کاشتکار و تجار جعلساز و رشوت خوار غرضیکہ ہر قسم کے
نیک و بد اور صاحب اعجاز و کرامات آدمی جیسے پہلے زمانہ میں تھے۔ اب
بھی ہیں حتے کہ کوئی فعل ایسا نہیں ہے جو قدیم زمانہ میں ہوتا تھا اور اب نہیں
ہوتا ہے اگر حضرت موسےٰ کے وقت میں روٹیاں آسمان سے برستی تھیں
تو اب بھی بعض جگہہ گندم۔ گوشت۔ مینڈک اور مچھلی وغیرہ کا برسنا درج اخبار
ہوتا ہے۔ اگر حضرت داؤد نے لوہے کو موم کر دیا تھا تو موجودہ وقت کے آہنگر
اُسکا پانی بنا کر عمدہ کام اس سے لے رہے ہیں۔ اگر کسی وقت میں حضرت یعقوب
کے ساتھ بھیڑیا ہمکلام ہوا تھا تو ان دنوں سرکس والے اُس سے زیادہ حیوانات
کی قابلیت کے جوہر دکھلا رہے ہیں۔ اگر راجہ راوَن نے کال (وقت) کو اپنے
پایۂ تخت سے باندھ رکھا تھا تو اسوقت کے جوانمرد اُس سے بڑھکر اسکی حفاظت
کرتے اور چھوٹے سے چھوٹا حصہ ایک سکنڈ کا بھی خالی جانے نہیں دیتے ہیں۔
اگر قدیم زمانہ کے مردم کو الہام ہوتا تھا تو اب بھی مانند مرزا قادیانی کے کئی ایک
دعوے رکھتے ہیں۔ الغرض پچھلے زمانہ کے بھگتوں اور ایشور پریمیوں کی مانند
جو لوگ اسوقت میں جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی مقصد کے لئے جد و جہد کرتے
اور اپنے ضمیر کے شیشے کو پوتر گنوں کے سادھن سے مصفا اور مجلا بناتے
ہیں وہ کم و بیش کامیاب ہوتے اور حسب قابلیت دوسروں کی بھلائی میں
ساعی و سرگرم نظر آتے ہیں۔ محض وقت اور زمانہ کے لحاظ سے متقدمین کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

متاخرین پر اگر کوئی حقیقی شرافت اور فضیلت ہوتی تو جن زیردستوں نے
اپنے اقبال و عروج کے زمانہ میں اپنے آپ کو کُلین اور زیر دستوں کو کمین قرار
دیا تھا آج اُنکی اولاد دوسروں کی دست نگر ہوتی پس سچ تو یہہ ہے کہ دُنیا نیک و بد
جاہل و عالم۔ رزیل و شریف۔ راستباز اور دروغگوؤں سے کبھی خالی نہیں رہی
اور نہ رہیگی تفاوت صرف یہہ ہے کہ کبھی کوئی کم اور کبھی زیادہ لیکن مقلدوں
کو کوئی کیونکر سمجھاوے کہ عاقل تو معقول دلائل کو دل سے پسند کرتے اور
مصلحت وقت کو مدنظر رکھتے ہیں مگر نافل ہر حال میں نقل کو عقل پر ترجیح دیتے ہیں +
جب یہہ امر مسلمہ عام ہے کہ جس خلط و مادہ سے پہلے آدمی پیدا ہوتی تھی
اب بھی اسی اربعہ عناصر سے ہر ایک کی پیدائش ہوتی ہے اور ذہین شاگرد
اُستاد پر فوق لے جاتا ہے تو پھر ناداں نہیں تو کون ہیں؟ جو مُردوں کو زندوں
سے شریف سمجھتے ہیں حالانکہ پچھلے وقت کی سواریوں سے اسوقت کی سواری
بحری و بری اور سلاحات جنگی سے سامان جنگ بلکہ جامہ لباس و اسباب
اور مکان وغیرہ سابقہ سے حال کو شرف ہے۔ پرانے طبیبوں نے جن امراض کو
لاعلاج لکھا تھا انہیں موجودہ حکیموں نے خاصی کامیابی حاصل کی ہے اور
جن مفرد عنصروں یا جسمانی اعضاؤں و نسوں کی یوروپین عالموں نے مفصل
تشریح کی ہے قدما کی کتابوں میں غالباً اُنکا نام و نشان بھی نہیں ہے۔
پہلے تمام دنیا میں صرف کواکب پرستی۔ عناصر پرستی۔ نباتات و جمادات پرستی
ہی نہ تھی بلکہ بہت سے لوگ جن و بھوت وغیرہ خبیثوں سے ڈرتے اور فرضی
دیوی۔ دیوتاؤں کو برارندہ حاجات سمجھتے تھے مگر آج وہ حالت نہیں ہے
اگرچہ کسی کو لاکھوں یا ہزاروں سال کا حال بخوبی معلوم نہیں مگر سینکڑوں
برس کے حالات سے ہر ایک کو آگاہی ہو سکتی ہے کہ اُنکے آلات و مکانات
کے نشان ابتک جابجا پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک زمانہ میں ڈاک ہرکاروں
کے ذریعہ چلتی تھی پھر سواروں کی معرفت۔ بعد ازاں ڈاک گاڑی میں اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب ریل و تار برقی سے روانہ ہوتی ہے لیکن جنکے دماغ بڑے اور علم و عقل سے پر ہیں وے اسکو بھی کافی و وافی تصور نہیں کرتے ہیں بلکہ اس سے تیز رفتار کی تدابیر سوچتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ایک عجیب قسم کی تار ٹیلاٹوگراف نامی ایجاد ہوئی تھی کہ جسنے ٹیلیگرام اور ٹیلیفون کو بھی مات کر دیا تھا کیونکہ اسکے وسیلہ سے چار سو میل کے فاصلہ پر ایک منٹ میں پندرہ سو الفاظ پہنچائے جا سکتے ہیں مگر حال کے کاریگروں نے بغیر تار کے خبر رسانی کا نرالہ طریقہ نکالا ہے جو سب سے عجیب و غریب اور مفید ثابت ہوا ہے پس صاحبو! غور کرو اور سوچو کہ ان کے مقابلے میں وے کہاں تک خاندانی شرافت کے مدعی ہو سکتے ہیں جو بموجب آئیں جد اکبر کے اجارہ دار کی معرفت پشاور سے کلکتہ کو ضروری خبر بھیجنا چاہتے۔ ترمیم و تنسیخ کو گناہ عظیم سمجھتے یا متقدمین کی عقل کو عقل کل یقین کر اپنے علم و عقل اور حواس کو بیکار رکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں کہ بہر صورت غلامی سے آزادی کو شرف ہے۔

انسانی قابلیت اور نیرنگی زمانہ کی بدولت ہمیشہ دنیا میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں پرانی باتیں اٹھتی جاتی ہیں اور نئی انکی جگہہ قائم مقام ہوتی جاتی ہیں باوجودیکہ ہمیں اپنے قدیمی رسم و رواج سے ازبس الفت اور نو ترمیمات و ایجاد سے قطعی نفرت ہوتی ہے تاہم قدرت اپنا کام کئے جاتی ہے کیونکہ علت و معلول کے اٹل نیم کے مطابق تغیرات و تبدلات نظام قدرت میں داخل ہیں خواہ ہم پسند کریں یا نکریں مگر وہ ظہور وقوع میں آئے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتے علیٰ ہذا جو مذہبی رسومات ہماری بہتری کے لئے مقرر کی جاتی ہیں وہ بھی بہت عرصہ تک قائم و برقرار نہیں رہتی ہیں جسکو سب لوگ مانتے ہیں کہ ترو مانتا

وسشٹ ۔ پاراسر ۔ یاگولک

وغیرہ سمرتیوں کے یگ یگانتر بدلتی رہی ہیں تا کہ جن لوگوں کیلئے وہ مقرر کی جائیں انکے موافق حال ہوں۔ اسی طرح جو قواعد زمانہ حال کے لئے قابل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عملدرآمد سمجھے جاتے ہیں۔ یہہ خیال نہیں کرسکتے کہ ہم ہمیشہ اُنکے پابند رہیں گے بلکہ
جسوقت انمیں تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس ہوگی۔ لازم ہے کہ وہ ترمیم
و تنسیخ کئے جائیں۔ دیکھو جن انگریزوں نے ہندوستان کو فتح کیا تھا اُنکی بنائی
آئین کو اُنکے جانشینوں اور پھر یکے بعد دیگرے ہر ایک نائب السلطنت (گورنمنٹ
آف انڈیا) نے رد و منسوخ کرکے ہر ایک صیغہ اور حصہ ملک کیلئے اس قسم کا
قانون نافذ کیا کہ جس سے رعایا کی بہتری ریاستوں کی فارغ البالی اور برٹش
سلطنت کی پائداری و ترقی میں زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا۔ اگرچہ معاملات اور وراثت
و تبنیت وغیرہ میں دھرم شاستر اور شرع محمدی پر عمل کیا جاتا ہے مگر خاص حالات
میں مقامی رواج کا بھی لحاظ ہوتا ہے۔ وجہ یہہ کہ اُسوقت میں وہی آئین عمدہ
تھی جو اُنہوں نے جاری کی اور اسوقت کے مناسب یہی دستورالعمل ہے جسپر
عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اسیطرح ضرور ہے کہ چند روز بعد مصلحت وقت کے
لحاظ سے یہہ بھی تبدیل ہو جائے مگر ہماری جہالت کی علامت تب تک بدستور
قائم رہیگی جب تک کہ آبائی رسوم کی پیروی دور نہ ہوگی۔ تواریخ دانوں پر
روشن ہے۔ کہ اُس شخص۔ قوم یا ملک نے لیاقت۔ دولت۔ عزت اور طاقت
حاصل کی ہے جس نے گذشتہ را صلواۃ اور آئندہ را احتیاط کو مد نظر رکھا
ہے۔ دیکھو جو لوگ پہلے بے علم برہمنوں جاہل مفتیوں کی رائے کو وقعت
و عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور برہمن بچن پرمان مانکر قدر کرتے تھے وہ اب
کہاں ہیں یا آج کا کونسا کپوت اپنے جگنناتھ کے رتھ کے نیچے دبکر مرنے۔ ایک
عورت کے چند شوہر ہونے اور بہت سی عورتوں کو زوجیت میں رکھنے
کو کون عاقل پسند کرتا ہے؟ اسیطرح ایک نہیں انیک خیالات ہیں جو
زمانہ کی رفتار کے ساتھ پلٹا کھا رہے ہیں گویا کسی قوم و ملک کے کہنہ طریقے
کلیتاً کبھی قائم نہیں رہے اور نہ رہ سکتے ہیں اسلئے نہ تو پچھلے طریقہ کو یک قلم
اڑانے سے بہتری کی امید ہو سکتی ہے اور نہ پوری پوری پیروی کرنے سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیونکہ اصلاح سے فلاح کی مراد ہے نہ کہ انقلاب کی۔

دنیا کے کاموں کا انتظام پہلے کسی پر ختم نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ کیونکہ جب گھر پرانا ہوتا ہے ہر کوئی مرمت کرتا ہے۔ جس مکان کے گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے اسکو از سر نو تعمیر کرنا پڑتا ہے۔ جس چاہ یا تالاب کا پانی عفونت پکڑ جاوے جبتک اسکو بدلا نہ جاوے پاک و صاف نہیں ہوتا ہے۔ ہر ایک باغیچہ سے پرانے درخت نکالے جاتے اور نئے نصب کئے جاتے ہیں اور قاعدہ کلیہ بھی یہہ ہی ہے کہ آج آدمی جس چیز کو بہتر سمجھتا ہے جب دوسرے روز اس سے بہتر کسی کو پاتا ہے پہلی کو حقیر خیال کرتا ہے اسوجہ سے بشر کو ہر کام میں ہر وقت اصلاح کا اختیار ہے۔ نادان کسی ایک کتاب کو بطور تمسک بغل میں دبائے رکھتے ہیں مگر دانشمند ہر اخبار سے جس مضمون و مدعا کو مفید عام پاتے ہیں چن لیتے ہیں۔ دیکھو شریعت واحادیث محمدی اور موسائی کتب یا نیا عہدنامہ اور بدھ نیتی شیخ سعدی فرماتے ہیں

تمتع زہر گوشہ یافتم ☆ زہر خرمنے خوشہ یافتم

پس جتنی کتابیں جس زبان میں آج موجود ہیں وہ سب ایک وقت ایک مقام یا کسی ایک شخص کی تصنیف کردہ نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ متقدمین کے خرمن سے متاخرین خوشہ چین رہے ہیں اور شرط انسانیت بھی یہہ ہی ہے کہ دنیا کے باغ سے ہر روز موسمی پھولوں کو فراہم کرکے نئی قسم کا گلدستہ بناوے اور نئی قسم کے گلدان میں رکھکر پژمردہ پھولوں کو پھینکدیوے یا نئے افکار سے قدیم اشیا کی ترمیم کرے یہہ نہیں کہ اسی کو دائما کافی گردانے کیونکہ یہہ حیوان نہیں انسان ہے جو بپابندی شرط انسانیت اشرف المخلوقات کا حق رکھتا ہے حیوان اب بھی اپنی نوع اور جنس میں ویسے ہی کام و کاج کرتے ہیں جیسے کہ ہزار سال پیشتر کیا کرتے تھے لیکن اسکی حالت ایسی نہیں بلکہ بلحاظ علم و عقل اور قوت گویائی اُن سے بدرجہا بالاتر ہے۔

برائے ملنے سمجھنے کو تو ہم بھی اپنے تئیں انسان سے کمتر نہیں سمجھتے ہیں بلکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بجنیال شرافت اپنے خاندان کا نسب نامہ نہ صرف جنک۔ یدھشٹر و بکرماجیت وغیرہ نامور راجاؤں تک جا ملاتے ہیں بلکہ اسکا سلسلہ کرشن و شن اور رام و لچھمن وغیرہ مشہور و معروف اوتاروں تک لے جاتے ہیں لیکن سچ پوچھو تو اس منصب و مرتبہ کے مستحق صرف یورپین لوگ ہو سکتے ہیں جو فی زمانہ اپنے منصبی کام کے سرانجام کے ہر طرح سے لائق ہیں اور جو فوائد انہوں نے متقدمین کی سرگذشت کے علاوہ دیگر معلومات سے حاصل کیئے ہیں وہ روز روشن کیطرح کل عالم پر ظاہر و آشکارا کر دکھائے ہیں کہ آج تمام دنیا کی زندہ و مردہ اقوام کے لوگ انکے لوہے کو مانتے آگ۔ ہوا۔ پانی اور ابر و برق وغیرہ جملہ عنصر ان کی حکمت۔ عفت۔ شجاعت اور عدالت کے آگے سر جھکاتے ہیں وجہ صرف یہ ہے کہ ہر ایک ہنرمند کے پاس بجائے ایک کے دس کتاب اپنے فن کی موجود ہیں اور انمیں پچیس ۲۵ فیصدی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کسی نہ کسی علم و ہنر میں کتاب لکھتے۔ اپنے سیر و سرگذشت یا تجربہ کو واسطے اطلاع عام کے قلمبند کرتے ہیں جسکے سبب سے ان کے نام کو بعد مرگ بھی چندے قیام رہتا اور عوام کو اس سے نفع عظیم پہنچتا ہے یہی وجہ ہے کہ انگلستان میں ہر سال ہزاروں کتب جدید تصنیف ہوتی ہیں۔ شاہی افسر اپنے متعلقہ کاموں میں ہر روز نیا قانون بناتے سوداگر و دستکار نت نئے قسم کی کلیں نکالتے اور پادری صاحبان مذہبی کتب تحریر کرتے ہیں دیکھو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کا صد سالہ جلسہ جو سال حال میں ہونیوالا تھا اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس سوسائٹی نے اس صدی میں بیس کروڑ پچیس لاکھ روپیہ صرف کر کے ۵۰۴ مختلف زبانوں میں دس کروڑ ستر لاکھ کتابیں شایع کی ہیں غرضکہ اس ملک میں جب کوئی کتاب جدید تیار ہوتی ہے گو اُسکا مضمون عمدہ نہو۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں تک فروخت کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور جو عام پسند ہوتی ہے وہ ایک سے زیادہ کئی مرتبہ طبع کیجاتی ہے امید یورپ و امریکہ کی روز افزوں ترقی کا باعث سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ جو شخص ہر کام میں اپنی عقل کو دخل دیتا ہے دوسرے کی عقل کو کافی نہیں سمجھتا
ہے کیونکہ بزرگ پیشتر جو حال جس قسم کا لباس جو اسباب تجویز ہوتا تھا وہ آج نہیں رہا
اگر کہیں ہے پسندیدہ نہیں ہے پس جو شخص عقل و علم اور تجربہ کو اپنا رہنما
بنا کر مصلحت وقت سے کام کریگا۔ اگر آج نہیں کل عاقل کہلاویگا مگر جو اپنے
حواس اعضاء کو بیکار رکھ غیر کی ہدایت پر چلیگا وہ مانند اندھے کے اغراض
و مقاصد اور فوائد زندگی سے محروم رہیگا۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ مہابھارت کے بعد ہندو قوم کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر
مختلف صوبہ جات میں مختلف اوقات پر مختلف رفارمر آئے اور وہ نہ صرف
ست۔ دھرم اور گیان کا سناتن اُپدیش کرتے رہے بلکہ بہت سے مہاتما مانند
پنڈت کالنشی ناتھ مصنف شیگر بودھ۔ گورو گوبند سنگھ اور راجہ رام موہن رائے
وغیرہ ضروریات زمانہ کے موافق بھی ہدایات دیتے رہے۔ جس سے اس قوم کے
زندہ ہونے کا پتہ ملتا یا کم از کم مردہ پن پایا نہیں جاتا ہے کیونکہ ہر ایک قوم و ملک
کی زندگی معلوم کرنے کا فقط ایک یہ ہی معیار ہے کہ وہ حسب ضرورت اپنی
مدد آپ کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ باشندگان ہندوستان نے عرصہ دراز سے
انواع و اقسام کی تکالیف و مصائب برداشت کر کے کم و بیش زندگی کو قائم
رکھا ہے اور اب انگریزی حکومت کے آفتاب کی روشنی نے بھی تعلیم و تہذیب
کے ذریعہ اسمیں تازہ جان ڈالدی ہے تاہم ہمارے لئے سابقہ مشکلات سے
نجات حاصل کرنا آئندہ کی سلامتی کے لئے کافی دلیل نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ
جہاں مغربی تہذیب نے ہمکو جہالت کے تنگ و تاریک گڑھے سے نکالنے کا
انتظام کیا ہے وہاں یہہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اس زمانہ میں کسی قوم و ملک
کی ترقی صرف لڑائی یا لیاقت علمی پر محدود نہیں بلکہ صنعت و تجارت اور
محنت و جفاکشی پر منحصر ہے اور وہ ظاہر ہے کہ یورپ میں لوگ کسی مذہب
و ملت کے ایسے معتقد نہیں ہیں جیسا کہ دولت کے کیونکہ یورپ میں دولت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی لیاقت کا نشان سمجھا جاتا ہے اور وہی شخص لائق تصور ہوتا ہے جسکے پاس روپیہ ہے اسلئے ہر شخص کی تمنا یہہ ہی ہے کہ جسطور پر ہوسکے دولت حاصل کرنے میں تاخیر نہ کی جائے اگرچہ یہہ سچ ہے کہ کوئی سوسائیٹی دہرم کے بغیر کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتی ہے اور نہ دولت کے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام باسانی چلسکتا ہے لیکن اسمیں بہی شک نہیں ہے کہ اب ہندوستان پہلے کی طرح دنیا سے الگ نہیں رہسکتا ہے اور نہ ایسا ہونے سے اسکے حق میں کوئی بہتری کی امید ہوسکتی ہے اسلئے اسوقت ہمارے لئے روٹی اور پیٹ کا سوال سب سے اہم سوال ہے اور یہہ ایک ایسا سوال ہے کہ جسپر قوموں کی ہستی کا دارومدار ہے اور اسکے حل کرنے کے لئے ہر ایک علم و ہنر اور فن میں کئی ایک کامل اوستادوں کی ضرورت ہے جو سائینس کے ذریعہ ملک کی ضروریات کو پورا کرکے افلاس کو دور کرسکیں ؛

من نہ گویم کہ ایں مکن آں کن ؛ مصلحت بین و کار آساں کن

دوئم

گر خطائے رفتہ باشد در کتاب ؛ چشم پوشی میکن از راہ صواب

دنیا کی رسم ہے کہ کسیکے ہنر کو ایسا نہیں دیکھتے جیسا کہ اُسکے عیب کو مشہور عام کرتے ہیں اسواسطے اکثر اہل دل گویائی سے خاموشی کو فوق دیتے ہیں مگر فقط ایک خاموشی کیا - دین و دنیا کا کوئی فعل ایسا نہیں ہے جو خاص و عام کی پسند خاطر ہوسکے کیونکہ ہر شخص کے دماغ میں عقل مساوی نہیں ہوتی ہے بلکہ بلحاظ تعلیم و تربیت - صحبت یا سرشت کم و بیش رہتی اور بخیال طفولیت و جوانی اور پیری یا تجربہ اور توجہ کے وقت معینہ پر دور کرتی ہے اسلئے ہر ایک کا دل ہر وقت جملہ اشیاء پر یکساں مائل نہیں ہوتا ہے بلکہ جس شے کی جانب میلان طبیعت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا ہے اُسکی تعریف و توصیف اور دھن میں دن رات لگا رہتا اور اسکی تحصیل و تکمیل کو حد سے زیادہ کوشش کرتا ہے پس جب بقول شخصے ؎

ہر یکے دارد دریں بازار سودائے دگر ۔ ہر کسے بندد بآئین دگر دستار را

ہر بشر کا ارادہ مختلف ہے تو پھر کیونکر کوئی ہر دلعزیز ہو سکتا ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ ہم میں بہت ایسے ہیں جو قدیم رسم و رواج کو پسند کرتے ہیں۔ بعض جدید کو قدیم پر ترجیح دیتے ہیں اور بعضے موجودہ حالت کو مکتفی نہ سمجھکر اسکی اصلاح کے فکر میں رہتے ہیں۔ نہ صرف دزد و دروغگو اور خوشامدی۔ پاسبانوں اور راستبازوں سے کینہ رکھتے۔ حاسد منعمین کی نعمتوں کا زوال چاہتے۔ ناقل عاقلوں کو خود پسند۔ فیاضوں کو فضول خرچ اور کفایت شعاروں کو مُمسک بتلاتے۔ ایک خاندان۔ قوم۔ ملک اور مذہب کے مردم غیروں کی مخالفت کرتے بلکہ حکما جو ہر ایک مرد و عورت۔ امیر و غریب۔ موحد و منکر کے حق میں ہمدردی و معاونت اور صلح کلی کا دم بھرتے ہیں انکو بھی لوگ لامذہب کہنے میں دریغ نہیں کرتے ہیں ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست ۔ گل است سعدی و در چشم دشمنان خارست

غرض کہ ہر ایک شخص دوسرے کے نقصوں کو عموماً زیادہ دیکھتا ہے مگر اپنی کمزوریوں کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتا ہے۔ اگر کوئی غیر کا نقص ڈھونڈنے سے پہلے اپنے گریبان میں مُنہہ ڈالکر دیکھہ لیا کرے تو دوسروں کی نندا کرنے اور سوائے معدودے چند ہم خیال لوگوں کے دُنیا بھر کو بُرا سمجھنے کی ناپاک عادت بہت جلد دور کر سکے۔ کیونکہ جو شخص خود کوئی کام کرتا ہے اُسکی مشکلات اور دقتوں کو بخوبی طور پر وہی جان و پہچان سکتا ہے مگر جو لوگ صرف عیب جوئی۔ نکتہ چینی اور نقص بینی ہی کرنا جانتے ہیں وہ خود کچھہ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر نیک نیتی سے دوسرے کو سدھار کرنے کے لیے اُسکے کسی نقص سے آگاہ کیا جاوے تو کچھہ مضائقہ نہیں بلکہ قابل مشکوری ہے لیکن اُسکا جائز حد سے تجاوز کر جانا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شخص اس مہلک مرض کے ہوتا ہے جس سے ہر قسم راحت کے سامان فرحت کی پیشتر

کی بہت بڑی ضرورت ہے +

اگرچہ نامہ نگار بقول لیکہ

نہ شگوفہ ام نہ ثمرم نہ درخت سایہ دارم ٭ در حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

کسی لائق نہیں ہے تاہم ملکی بھائیوں کی بہلائی کے لیے جو کچھ مجھ ناچیز سے ہو سکا ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے چونکہ نیک مطلق یا بد مطلق ممتنع الوجود اور سہو و خطا لازمہ بشری ہے اسوجہ سے ناظرین بالمکین سے امید کیجاتی ہے کہ جہاں کچھ خطا پاویں گے۔ اصلاح کو کام میں لاکر ممنون احسان بناوینگے کہ

کار دنیا کسے تمام نکرد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست فروگذاشت مطبع

صفحہ	سطر	الفاظ غلط	الفاظ صحیح	صفحہ	سطر	الفاظ غلط	الفاظ صحیح	صفحہ	سطر	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۱	۸۱	اوسپر	اسپیر	۳۹	۱۸	بارہ	پارہ	۷۰	۱۷	نیوادرلنڈ	نوائرلینڈ
۲	۴	فارغ بال	فارغ البال	۴۲	۳	صفت	صنعت	"	۱۸	ہینی	ہیں
"	۱۵	ہوں	ہوگئی	۴۸	۹	پاویگا	پاؤنگا	۷۶	۱۳	تحصیل	طفیل
"	۱۹	ارسی	ارضی	۵۱	۴	رورر	ندمدر	۷۷	۱۰	نجستہ	خستہ
"	۲۳	کرنیکو تو	تو	"	۱۵	جسکی	اسکی	۸۴	۱	اورسو	اوراس سے
۵	۱۳	پیداشی	پیدائشی	"	۱۶	سی	اس	۸۵	۱۷	فروم	فروغ
۶	۵	آلا	آتا	۵۴	۱۲	تعغیر	تعبیر	۸۸	۱۱	جزوریات	ضروریات
"	۱۲	کرسکتے	کرسکے	۵۵	۲۰	کمہ	کہ	۸۹	۵	رکھتے	رکھنے
۸	۱	ہو	و	۵۶	۲۳	بعد	تھا	"	۱۱	تھدڑا	تھوڑا سا
"	۱۲	اوسی	روسی	۵۷	۵	ولنعقات	واقعات	۹۰	۱	طبعہ	طبیعہ
۱۱	۵	ہو	ہوتے	"	۱۸	بہت	بہت بڑا	"	۷	اسی کی	اسکی
"	۲۰	بنا	بناتا	۶۰	۳	ہاروہارے	ہارے	۹۱	۳	پنجات	پنجاب
۱۳	۱	آتا	آیا	۶۱	۴	دھاریک	دھارمک	"	۱۸	وڈیاتہنو	ودیا تہیوں
۱۶	۴	منتیں	تسلیں	۶۳	۲۰	بھی	بھی ہے	"	۲۱	تحالب علم	طالب علم
۲۹	۱	پرایک	ہرایک	۶۵	۱۹	براہر	برابر	۹۲	۳	بکمر	بکتر
۳۶	۱۵	سب	اب	۶۶	۲۳	تمہارے	ہمارے	"	۲	اوبھالا	اوربھالا
۳۸	۱۶	سے	نے	۶۷	۱۷	النسائیت	السیاسات	"	۷	طالب علم	طالبعلم کے
"	۲۰	کمو	کہ	۶۸	۱	معمولی	معمول	"	۱۱	بنوں	نہ بنوں
"	۲۳	تو	تو	"	۱۲	ربا پارٹ	بوتا پارٹ	۹۳	۳	سب طالبعلمی	طالب علمی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صفحہ	سطر	الفاظ غلط	الفاظ صحیح	صفحہ	سطر	الفاظ غلط	الفاظ صحیح	صفحہ	سطر	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۹۲	۱۵	کرتے	کرتے ہیں	۱۰۳	۱۴	تم	ہم	۱۲۶	۷	بولٹے	بولنے
″	۲۲	لیلوں	میلوں	۱۰۴	۱	نباہنے	سنبھالنے	″	۸	لک	مُلک
۹۵	۶	سمجھایا	سمجھاتا	″	۶	ناکام	ناکافی	۱۳۲	۵	نام	کام
۹۷	۱	بند نہیں	پابند نہیں	۱۰۷	۱۴	تعلیم	تعلیم کے	″	۶	ہو	جو
″	۹	کرمیں	کریں	۱۰۹	۸	سوجرات	جرأت	۱۳۳	۵	اٹھنے	لوٹنے
۹۸	۳	تک	ممالک	۱۱۰	۲۳	اصلی	اصل	۱۳۶	۱۵	ملک	مُلک
۱۰۰	۱۹	امور	آموجود	۱۱۲	۳	ترتیب	تربیت	۱۳۷	۶	عمل	عملی
۱۰۱	۶	فرلپس بکین	فرانسس بیکن	″	۲۲	دیکھہ	دیکھکر	۱۴۲	۱	ہوسکتی	ہوسکی
″	۸	اخراج	وخراج	۱۱۴	۷	ہرشخصی	ہرشخص	″	۹	نہیں	ہیں
″	۱۸	مشرمابعد	مشربال	۱۲۳	۲۲	جیسے کرو	جنکے گرد	۱۴۷	۲۰	جہا	جہاں
۱۰۲	۱۳	بات	بابت	۱۲۴	۶	ہواصل	دراصل	۱۵۴	۸	فرتے	فرماتے
″	۲۳	جانے	جاری	۱۲۵	″	مٹینگے	مٹینگی	۱۵۹	۷	آسیکی	اُسکی
۱۰۳	۱۴	ہماری	ہماری آئی و آئی	″	۷	کہ	رہ	۱۶۰	۷	لوتاہی	کوتاہی

Entered in Database

Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اعلان

کُتب مفصلہ ذیل مصنّف رسالہ ہذا سے بادائے قیمت یا مُفت مل سکتی ہیں۔
مگر دونوں صورتوں میں محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا ✢

موجودہ

(۱) چاند و سورج کا گرہن .. ۱ر
(۲) مجموعہ دانش جسمیں پانچسو سے زیادہ پند و نصائح حکمائے متقدمین و متاخرین درج ہیں ✢ ۳
(۳) ہندوستانی عورات کی قسمت کا فیصلہ ۲؎
(۴) گنجینۂ سخن کا پہلا حصہ حفظ صحت ۳
(۵) " کا دوسرا حصہ تہذیب اخلاق ۳؎
(۶) " کا تیسرا حصہ ترکیب منزلی ۳
(۷) " کا چوتھا حصہ سیاست مدن ۴
(۸) فلسفہ نجات ۴
(۹) تقدیر و توکل ۵

زیر طبع

(۱) طریق نجات
(۲) خلاصہ حکمت (نظری علمی)
(۳) وقت کی عظمت
(۴) طریق عبادت
(۵) تاثیر الافلاک
(۶) نظام حیات عالم
(۷) اشرف المخلوقات اور اُسکے فرائض
(۸) گنجینۂ سخن کا پانچواں حصہ معرفت

نوٹ

جو اصحاب کُتب مندرجہ ضمن دوئم کی نسبت شایع ہونے سے پہلے اپنا شوق ظاہر فرمائیں گے اُن سے قیمت مقررہ میں ایک چوتھائی رعایت کی جائیگی۔ ورنہ بعد میں پوری قیمت لی جائیگی یا بصورت استحقاق مفت دیجائیگی ✢

آپ کا تابعدار گنیش داس
سکرٹری کمیٹی قصبہ ترنتارن ضلع امرت سر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar